بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش

(جلد ششم)

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

تاثرات علامہ تابش قصوری

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عاشقانِ رسولِ انام ﷺ کے قلب وایمان اور سکون وترقی کے لئے ذکر مصطفیٰ ﷺ لازوال نعمت ہے اور اس نعمت کو جب نعت کے لباس میں دیکھا، پڑھا اور سنا جائے تو کرم بالائے کرم کا محاورہ مطابقت رکھتا ہے۔ نعتیہ اشعار کا سلسلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ نعتوں کا شمار ناممکن ہے دنیا بھر کی ہر زبان میں اربوں کی تعداد نعتیں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئیں اور ثناءخوانِ مصطفیٰ ﷺ کروڑوں کی تعداد میں آئے اور اپنے اپنے نعتیہ دیوانوں، کلیات اور کتابوں کے ساتھ پردۂ عدم میں چلے گئے تاہم ان محبین اور عاشقوں میں کئی نام دائمی شہرت کے حامل ہیں جن کا کلام آفاقی اور قبولیت کی بلندیوں کو چھوڑ رہا ہے جن میں حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصیدہ بردہ شریف خاص شہرت رکھتا ہے۔ ائمہ کرام، مشائخ عظام اور علمائے کرام نے قصیدہ بردہ شریف کو زندگی کا وظیفہ بنایا اور بیسیوں شرحیں لکھیں، متعدد زبانوں میں آج بھی وہ شرحیں قبولیت تامہ کا شرف رکھتی ہیں۔

قصیدہ بردہ شریف کے بعد زبانِ اُردو میں اگر کسی نعتیہ کتاب کو قبولیت آفاقی کا شرف ملا تو وہ امام اہل سنت، مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عدیم المثال نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کو حاصل ہوا جس کا ایک ایک شعر قرآن وحدیث کا ترجمان اور تفسیر معلوم ہوتا ہے۔ ہر نعت ہر قصیدہ ایک خاص لذت اور عجیب کیف وسرور رکھتا ہے ایک صدی سے براعظم ایشیا کے مسلمانوں کے ایمان وایقان میں حدائق بخشش اضافہ کا باعث بن چکا ہے خصوصاً اعلیٰ حضرت نے جو سلام بارگاہِ خیرالانام ﷺ میں پیش کیا ہے وہ تو ہر روز دنیا کے کونے کونے میں پڑھا جارہا ہے۔ بارگاہِ عرش پناہ، رحمۃ للعالمین ﷺ میں مواجہہ شریف اور گنبدِ خضریٰ کے سایۂ رحمت میں عشاق شب وروز پڑھتے سنائی دیتے ہیں۔ یہ قبولیت یہ سعادت عطا پر عطا

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ضرورت اس بات کی تھی کہ قصیدہ بردہ شریف کی طرح حدائق بخشش کی شروح بھی لکھی جاتیں مگر صدی بیت رہی ہے کسی صاحب علم وفضل نے اس طرف توجہ نہ فرمائی یوں بھی ''کل امر مرھون باوقاتہا'' کے تحت ہی کام وقت معین کے انتظار میں تھا اور

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا

حدائق بخشش کی شرح لکھنے کی سعادت فاضلِ دوراں، صاحب تفسیر قرآں، عاشقِ محبوبِ یزداں حضرت الحاج الحافظ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کونصیب ہوئی جنھوں نے''الحقائق فی الحدائق'' کے نام سے سات ضخیم مجلدات میں قابلِ اعتماد شرح لکھ کر اہل سنت پر احسان فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے فیضان کو تقسیم فرمانے کی طرح ڈالی۔

راقم السطور الحقائق فی الحدائق کے چھ حصے دیکھ چکا ہے۔ اندازانِ....... کو لئے ہوئے ہے اولاً متن یعنی شعر، ثانیاً حل لغات، ثالثاً شرح، رابعاً شرح از قرآن پاک، خامساً شرح از حدیث مصطفیٰ ﷺ، سادساً متعلقہ تاریخی واقعات۔

ان امور کے پیش نظر یہ شرح جہاں محققین کے لئے تحقیقی مطالعہ کا باعث ہے وہاں واعظین اور مقررین کے لئے ایک نہایت جامع اور عمدہ تقاریر کا بے بہا خزینہ ثابت ہوئی گو حضرت مترجم مدظلہ نے فنِ شاعری کی خوبیوں اور محاسن سے صرفِ نظر کی ہے مگر عقائد و اعمال کی زینت اور ہزاروں فوائد کی جامع ہے۔

محمد منشا تابش قصوری

خطیب جامع مسجد ظفریہ مریدکے (شیخوپورہ)

نعت شریف۴۸

غزل که درباره عزم سفر اطہر مدینه منوره از مکه معظمه

بعد حج بمحرم ۱۲۹۶ھ عرض کرده شد

غزل مدینہ منورہ کے سفر کے ارادہ کے متعلق جبکہ حج کے بعد محرم ۱۲۹۶ھ عرض کی گئی

شرح

آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی معیت میں زیارتِ حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے اس مبارکہ میں جب مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات و کیفیاتِ قلبیہ کی آئینہ دار ہے جس کے حرف سے بوئے محبت کی مہکار قلب و جاں کو عطر بیز کرتی ہے جیسا کہ ساری غزل ہم آگے مع شرح عرض کریں گے۔

فائدہ

سفر حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں وہاں کے ایک شیخ کی فرمائش پر فقہ شافعی میں مناسک حج سے متعلق شیخ حسین بن صالح کے ایک وقیع رسالہ کی نہایت جامع و مانع شرح بنام ''النیرۃ الوضیه فی شرح الجواھرۃ المضیۃ'' صرف دو دن کی مختصر مدت میں تحریر فرمائی۔

سوال

غزل اصطلاح شعراء میں اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں عورتوں کے عشق کا ذکر ہو فلہٰذا یہ لفظ اصطلاحاً یہاں موزوں معلوم نہیں ہوتا۔

جواب

اصطلاح شعراء میں مطلق عشق و محبت سے متعلق منظوم کلام کا نام ہے جو مجازی والے اپنے معشوقوں کی باتیں کرتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ کمال ہے صنف غزل کو نعت کا رنگ بخشا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس کمال کو شعراء نے سراہا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ
کی حج میں چند مخصوص یادیں

قیامِ مکہ ایک دن حرم شریف کے صحن میں تشریف فرما تھے انوارِ معرفت سے پیشانی جگمگا رہی تھی اتنے میں امام وقت حضرت حسین بن صالح شافعی علیہ الرحمہ کا گزر ہوا۔ان کی نظر آپ کے رُخ زیبا پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھے

انی لا جد نور اللّٰہ فی ھذا الجبین

بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا ہوں

خلاصہ اشعار

ان اشعار میں امام احمد رضا قدس سرہ نے دونوں شانوں جلال و جمال بیان فرمایا ہے۔

نمبر شمار	کعبہ معظّمہ	روضۂ رسول ﷺ
۱	حج کی سعادت سبحان اللہ	روضۂ رسول اللہ (ﷺ) سے محروم نہ رہنا کیونکہ یہ صاحب روضہ (ﷺ) کعبہ کا بھی قبلہ ہے۔
۲	واقعی رکن شامی سے طواف کے وقت صرف وحشت دور ہوئی	مدینہ پاک کی حاضری پر نہ صرف دارین کی وحشت دور بلکہ دائمی تسکین قلبی نصیب ہوگی جس کی ہر کسی کو تلاش ہے۔
۳	آبِ زم زم سے تو صرف پیاس بجھی	مدینہ پاک میں حوضِ کوثر کے والی ﷺ کے جود و عطاء کا دریا بہہ رہا ہے اور جسے کچھ عطا ہوا تو کونین کے والی ﷺ کے صدقے سے
۴	میرابِ رحمت سے صرف چھینٹا نصیب ہوا	مدینہ پاک میں ابر رحمت موسلا دھار بارش کی طرح برس رہا ہے کہ بے حساب ہر ایک کو رحمت نصیب ہوتی ہے
۵	کعبہ میں بیتابوں کی دھوم دیکھ لی	مدینہ پاک میں عشاقِ مصطفیٰ (ﷺ) کی حسرت کا یہ عالم ہے کہ پہریدار اگرچہ جالی مبارک کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے لیکن ان کا دور سے نظارے کا عجیب سماں بندھا ہوا ہے۔

٦	طوافِ کعبہ میں حجاج کعبہ کے گرد پروانہ وار گھوم رہے ہیں نہ گرمی کی پرواہ نہ سردی کا خطرہ	وہ کعبہ اس طرح گنبد خضراء کے والی ﷺ کا پروانہ ہے۔
۷	غلافِ کعبہ آنکھوں پر لگانا خوب	گنبد خضریٰ کے اندر سبز پردوں کو جالیوں سے یونہی عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ جھانکنے کا عجیب انداز ہوتا ہے۔
۸	کعبہ میں تو اطاعت گزاری کے باوجود خوفِ خداوندی سے جگر پانی ہوا جارہا ہے۔	مدینہ پاک کے دولہا کی رحمت و شفاعت کے تصور میں سیاہ کاری کا تصور کہاں الٹا دامن کو لپٹ کر دیوانے مست ہیں کہ دامن ہاتھ لگ گیا اب غم کا ہے کا۔
۹	کعبہ معظّمہ پہلا خانہ حق ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے اس سے ضیاء باری چمکا	مدینہ طیبہ میں حبیب خدا ﷺ نے دنیا کے اختتام پر یہاں ڈیرہ جمایا تو ان تجلیاتِ حق کی مرکزیت کا ظہور ہوا کہ جس کی کعبہ معظّمہ کی ضیاء ادنیٰ سے ایک چمک ہے۔
۱۰	کعبہ معظّمہ میں کتنے ہی محبوبان خدا تشریف فرماتھے۔	ان سب کا آقا تو مدینہ پاک میں ہی ہے۔
۱۱	رکن یمانی تو صرف طورِ ایمن کا شارہ ہی تھا	مدینہ پاک تو خود طُور کے جلوؤں کا مرکز ہے۔
۱۲	حطیم کعبہ معظّمہ سے واقعی روحانی مزہ نصیب ہوتا ہے۔	مدینہ پاک وہی ہے جہاں خود حطیم قربان ہونے کو ترستی ہے۔
۱۳	کعبہ معظّمہ حجاج کا کفیل ہے جب اسے عرض کیا جائے	مدینہ پاک وہی ہے جہاں خود حطیم قربان ہونے کے ترستی ہے۔
۱۴	حجر اسود کے بوسہ سے اتنا ہوا کہ گناہ دھل گئے اور دل کی سیاہی صاف ہوئی۔	مدینہ پاک کی حاضری پر صرف خاک (غبارِ مدینہ) بھی شفاء لکل داء (جسمانی) وروحانی ہے۔

۱۵	رفعت کعبہ معظّمہ اللہ اللہ	مدینہ پاک کی خاک کا یہ عالم ہے کہ اس کی بلندی و رفعت دیکھنے پر سر پر رکھی ہوئی ٹوپی کو تھامنا پڑتا ہے یہ تو خاک ہے تو پھر شاہِ لولاک ﷺ کے آستانہ عالیہ کا عالم کیا ہوگا۔
۱۶	کعبہ معظّمہ کی ہے بے نیازی کا یہ حال کہ اطاعت کو الٹا خطرہ ہے کہ نا معلوم منظور ہوئی یا دھکیلی گئی۔	مدینہ پاک الٹا گناہ سے ناز ہے کہ تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
۱۷	مکہ معظّمہ میں جمعہ کی فضیلت بجا	مدینہ پاک میں عید دوشنبہ یعنی محافل عید میلاد النبی ﷺ کی چھل پہل (نجدیوں کی پابندی کے باوجود) دیوانوں کی محافل سج دھج قابل دید شنید ہوتی ہے۔
۱۸	ملتزم کو حجاج کو چمٹنا خوب	یہاں یہ حال ہے کہ گنبدِ خضریٰ کے اردگرد پہریدار شب و روز نقلی چوکیدار کی طرح کھڑے ہیں لیکن عشاق ہیں کہ ہر جگہ چمٹنے کے لئے ترس رہے ہیں۔
۱۹	سعی (صفا ومروہ) کی دوڑنے کی جگہ حاجی صاحب خوب دوڑے ہو مبارک ہو۔	مدینہ پاک کی طرف عاشق کو جاتے ہوئے بھی دیکھو کہ وہ کس طرح مست الست ہو کر جا رہا ہے اور پھر اسے مدینہ پاک کی گلیوں میں گھومتے پھرتے دیکھنا کہ گویا زبانِ حال سے کہہ رہا ہے نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا
۲۰	منیٰ (مزدلفہ عرفات) میں حجاج کا حال کسی سے مخفی نہیں	مدینہ پاک میں عشاق کی حاضری پر محسوس ہوتا ہے کہ یہ وہی ہیں کہ
۲۱	رضا (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ) کی نہ مانو چلو کعبہ معظّمہ سے ہی سنو کیا کہہ رہا ہے	میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

شرح

اس شعر کے مصرعۂ اول پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ پر ۱۳۲۶ھ میں اعتراض ہوا کہ اس مصرعہ میں لفظ شہنشاہ خلافِ حدیث ممانعت دربارہ قول ملک الملوک ہے بجائے شہنشاہ ''میرے شاہ'' ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا قلم جنبش میں آیا تو دلائل کے انبار لگا دیئے۔ کتابی سائز کا ۳۶ صفحات کا رسالہ تیار ہوا آپ نے اس کا تاریخی نام ''فقہ شہنشاہ'' الخ فقیر مضمون کو لپیٹ کر خلاصہ عرض کرتا ہے۔

الزامی جوابات

(۱) لفظ شہنشاہ اولاً بمعنی سلطانِ عظیم السلطنۃ محاورات میں شائع و ذائع ہے اور عرف محاورہ کو آفادہ مقاصد میں دخل۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قال اللہ تعالیٰ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ . (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۹)　　　بھلائی کا حکم دو

(۲) خود فقہائے کرام میں امام اجل علاؤالدین ابوالعلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب شہنشاہ ملک الملوک تھا۔

(۳) ائمہ و علمائے بعد جو ان کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد کرتے ہیں اور وہ جنابِ فقاہت مآب خود اپنے دستخط انہی الفاظ سے کرتے۔ اس کے بعد امام احمد محدث بریلوی قدس سرہ نے کتاب جواہر الفتاویٰ از امام رکن الدین، ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبدالرشید کرمانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تصنیف سے پندرہ حوالے نقل فرمائے اسی طرح مولانا خیر الدین رملی استاد صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ خیریہ کے تین حوالے نقل فرمائے انہیں ملا کر اٹھارہ حوالوں سے ثابت فرمایا کہ شہنشاہ کا اطلاق غیر اللہ پر جائز بلکہ مروج ہے۔

حضرت امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار مثنوی شریف

گفت شاہنشاہ جزاء ش کم کنید　　　ورنہ گنجد نامش از خط برید
تاسمر قند آمد ندآن دو امیر　　　پیش آں زرگر شاہنشہ بشیر
پیش شاہنشاہ بردش خوش نباز　　　تابسوزد برسر شمع طراز
ہم ز انواع اوافی بے عدد　　　کانچناں در بزم شاہنشاہ سنرد

نوٹ

مثنوی شریف سے مختلف اشعار اسی دعوٰی کی دلیل میں لائے ہیں شہنشاہ کالفظ اللہ کے سوا اس کی مخلوق کے بہت سے افراد پر بولا جاتا ہے۔

حضرت مصلح الدین سعدی قدس سرہ نے فرمایا

جمال الا نام ، مفخر الاسلام ، سعد بن الا تابک الاعظم شاھنشاہ المعظم مالک رفا ن الامم مولٰی ملوک العرب و العجم

نیز فرمایا

بارعیب صلح کن درجنگ خصم ایمن نشین   زانکه شاہنشاہ عادل رارعیب لشکر است

شہنشاہ برآشفت کا نیك وزیر   تعلل میندیش وحجت مگیر

نیز فرماتے ہیں

سر پُر غرور از تحمل تہی   حرامش بود شاہنشہی

نیز فرماتے ہیں

دواں آمدش گله بانی به پیش   شہنشه بر آورد وتغلق زکیش

محبوب محبوب الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں

کیست جزازروئے که نہد پائے راست   پیش شکو ہے که شہنشاہ راست

امام العلماء عارف باللہ حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں

زدبجہاں نوبت شاہنشاہی   کوکبه فخر عبید اللہی

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نزاد   آنکه می زیبد اگر جان جہانش خوانی

نیز فرماتے ہیں

ہم نسلِ شہنشه زمان است   ہم نقد خلیفۂ زمین است

حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

گرارندۂ شرح شاہنشہی   چنیں داد پرسندہ را آگہی

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ احمد قدس سرہ نے فرمایا

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نثراد

نیز فرماتے ہیں

ہم نسل شہنشہ زمان است   ہم نقد جلسۂ زمین است

حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں

گزارند ئد شرح شاہنشہی   چنیں پرسندہ را آگہی

مخدوم قاضی شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں

سلطان السلاطین خداوند با عز وتمکین بادشاہ سلیمان فرالخ

غرض کلماتِ اکابر میں اس صدہا نظائر ملیں گے ہمیں کیا فائق ہے کہ ان تمام آئمہ وفقہاء وعلماء وعرفا رحمہم اللہ تعالیٰ قدست اسرارہم پر طعن کریں وہ ہم سے ہر طرح اعرف واعلم تھے لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں اور لفظ کے منع وجواز میں تحقیق ومناط کریں کہ مسئلہ قطعاً محض تعبدی۔

ازالۂ وھم

ظاہر ہے کہ اصل منشاء منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بحضرت عزت عز جلالہ اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عز وجل کا بھی دخل ہوگا یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے مگر حاشانہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلامِ مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد اور وہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینۂ قاطعہ ہے جیسا کہ علماء نے موحد کے "البقل انبت الربیع" کہنے میں تصریح فرمائی۔ نیز فتاویٰ اخیریہ میں ہے

سئل فی رجل حلف لا یدخل ھذہ الدار الا ان یحکم علیه الدھر فدخلھا ھل یحنث اجاب لا وھذا

حجاز لصدوره عن الموحد والحکم القضاء وافا دخلها فقد حکم ای قضی علیه رب الدھر یدخلھا وھو مستثنیٰ من یمینه فلاحنث

یہاں استغراق حقیقی اگر چہ یہ مراد نہ مفہوم مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے یہ قطعاً باطل ہے یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر و سائر ہیں منع ہو جائیں گے پہلے خود اسی لفظ شہنشاہی کی حرفی ترکیب لیجئے مثلاً قاضی القضاۃ، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراد، خانخان، بگلر بیگ وغیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت سلطان الاولیا محبوبِ الٰہی شیخ الشیوخ حضرت سیدنا سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لقب ہے۔

کتاب الجواہر وغیرہ میں امام علاؤ الدین سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا امام اوزاعی امام الشام شاگرد امام ابوحنیفہ و امام مالک تھے اور تبع تابعین کے اعلیٰ کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جا سکتا ہے بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد اور وہی مفہوم و مستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے جیسا کہ علماء نے موحد کے "انبت الربیع البقل" کہنے میں تصریح فرمائی۔ نیز فتاویٰ خیریہ میں ہے

سئل فی رجل حلف لا یدخل ھذہ الدار الا ان یحکم علیه الدھر فدخلھا ھل یحنث اجاب لا وھذا حجاز لصدوره عن الموحد والحکم القضاء وافا دخلھا فقد حکم ای قضی علیه رب الدھر یدخلھا وھو مستثنیٰ من القضاۃ ھو الذی یتصرف فیھم مطلقاً تقلید اوعزلاً

بحر الرائق و درمختار کتاب الوقف میں ہے

قولھم فی الاستدانة بامر القاضی المرادبه قاضی القضاۃ وفی کل موضع ذکروا القاضی فی امور الاوقاف

امیر الامرا خانخانان بگلر بیگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں اور معنی ایک یعنی سورِ سروران، سردارِ سرداران، سید الاسیاد اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ و حاکم الحاکمین و عالم العلماء و سید الاسیاد قطعاً حضرت رب العزۃ عزوجل ہی کے اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر بلکہ بنظر قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص

وَ اللّٰهُ يَقۡضِىۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَقۡضُوۡنَ بِشَىۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيۡعُ

الْبَصِيْرُ○ (پارہ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۲۰)

اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے بیشک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

و دیگر آیات جن میں ہے کہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

استدلال احادیث

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اکرم ﷺ سے عرض کی

انت سیدنا حضور ہمارے سید ہیں

فرمایا

السید اللّٰہ سید تو اللہ ہی ہے۔ (رواہ احمد و ابو داؤد)

فائدہ

نہ صرف ملک الملوک (شہنشاہ) بلکہ ملک (بادشہ) بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قرآن مجید کی تصریحات بتاتی ہیں مثلاً کہ

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (پارہ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۱۶)

آج کس کی بادشاہی ہے۔

عقلی دلیل

یوں تو حقیقی معنی پر امام الائمہ و شیخ الشیوخ و شیخ المشائخ صرف حضور اکرم ﷺ ہو سکتے ہیں کسی دوسرے پر اس کا اطلاق کفر ہوگا اور یوں عموم میں حضور اکرم ﷺ بھی مراد ہونگے اگر کہا جائے کہ فلاں شخص شیخ المشائخ ہے اسی عموم کی وجہ سے ایسا اطلاق بھی کفر ہوگا کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کا بھی امام و شیخ ہے (معاذ اللہ) لیکن ایسا اطلاق کسی کے ذہن میں آئیگا نہ کسی کی مراد ہو سکتی ہے۔ ثابت ہوا کہ مجازاً اس کا اطلاق سوائے نبی علیہ السلام پر جائز ہے تو ایسے ہی شہنشاہ کا بھی مجازاً غیر اللہ پر اطلاق جائز ہے۔

ایک انکشاف

ابتدائے اسلام میں شرک لوگوں کے ذہنوں میں رچا ہوا تھا اسی لئے نہ فقط شہنشاہ بلکہ "انت السید" کے جواب میں ارشاد ہوا "السید اللّٰہ" سید اللہ ہی ہے۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا

ان الحکم الا اللہ فلم تکنی انا الحکم. (رواہ النسائی وابوداؤد)

بیشک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں۔

حضور اکرم ﷺ نے غلاموں کو فرمایا

لایقول العبد السید مولای فان مولاکم اللہ. (رواہ مسلم)

غلام اپنے مالک کو اپنا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو اللہ ہی ہے۔

آپ نے فرمایا

لاتقولوا ابنائکم حکیما ولا ابالحکم فان اللہ ھو الحکیم العلیم . رواہ عطاء بن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ(عمدۃ القاری شرح بخاری)

اپنے بیٹوں کا نام ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم علیم ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے

ابغض الاسماء الی اللہ خالد ومالک وذلک ان احدا لیس یخلد والمالک ھو اللہ(ذکرہ الامام)

اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔البدر عن الداء

یوں ہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرما دیا۔سنن ابی داؤد میں ہے

غیر رسول اللہ ﷺ اسم عزیز واحکم قال وترکت اسانیدھا اختصاراً

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا تسمہ عزیز اس کا نام عزیز نہ رکھ۔(رواہ احمد وطبرانی فی الکبیر عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نیز حدیث شریف میں ہے

نھی النبی ﷺ ان یسمی الرجل حرباً ولید اومرۃ اوالحکم اباالحکم.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرہ یا حکم یا ابوالحکم نام رکھا جائے۔

نفی کے بعد اثبات

حالانکہ یہ الفاظ واوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآنِ مجید واحادیث واقوالِ علماء میں بکثرت موجود ہیں۔

وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ (پارہ ۳،سورۃ آل عمران، آیت ۳۹)

اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ا (پارہ۱۲،سورۃ یوسف، آیت ۲۵)

اور دونوں کا عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ا (پارہ ۵،سورۃ النساء، آیت ۳۵)

تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے

وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ا (پارہ ٦،سورۃ المائدہ، آیت ۴۲)

اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

دیگر وہ آیات جن میں صفات وافعالِ الٰہیہ کے الفاظ مشتملہ غیر اللہ پر مستعمل ہوئے ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا سید ولد آدم . (رواہ مسلم وابوداؤد) — میں تمام اولادِ آدم کا سید (سردار) ہوں

فرمایا کہ

ان النبی ھذا سید. (رواہ البخاری) — بیشک میرا بیٹا حسن سید ہے۔

فرمایا

اللّٰہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ. (رواہ الترمذی) — اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا

لقد حکمت فیھم بحکم اللّٰہ(رواہ مسلم)

بیشک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم دیا جو خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اکرم ﷺ نے ان سے حکم کے لئے فرمایا انہوں نے عرض کی

اللّٰہ ورسولہ احق بالحکم ۔ (رواہ الحافظ محمد بن عائذ فی المغازی بسندہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

قال ﷺ فیما یروی الطبرانی فی اوسط حکیم امتی عریم میری امت کے حکیم ابو درداہیں۔

انصار کرام نے حضور اکرم ﷺ نے عرض کی

یارسول اللّٰہ انت واللّٰہ الا عز العزیز

(رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ استاذ البخاری ومسلم عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یارسول اللہ خدا تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا

انک الذلیل و رسول اللّٰہ ﷺ العزیز

(رواہ الترمذی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ الطبرانی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

بیشک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ ہی عزیز وصاحب عزت ہیں۔

فائدہ جلیلہ

صحابہ کرام میں بیس سے زائد کا نام حکم ہے تقریباً دس کا حکیم اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک۔ان وقائع اوران کے امثالِ کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا اور اس پر قرینۂ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ہی ارشاد ہوئی کہ

لا ملک الا اللّٰہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں

ظاہر کہ حصر اسی ''السید ھو اللّٰہ ومولیٰ کم اللّٰہ'' کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوا

''وَ قَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْٓ اَرٰی'' (پارہ ۱۲،سورۂ یوسف، آیت ۴۳)

اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں۔

اور فرمایا

''وَ قَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ'' (پارہ ۱۲،سورۂ یوسف، آیت ۵۰)

اور بادشاہ بولا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ۔

اورفرمایا

"اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً"(پارہ۱۹،سورۃالنمل،آیت۳۴)

بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا۔حدیث "انما الکرم قلب المؤمن" کے تحت فرماتے ہیں

وقد قال ﷺ انما المفلس الذی یملک نفسہ عند الغضب کقولہ لا ملک الا اللہ فوسفہ بانتھاء الملک ثم ذکر الملوک ایضاً "قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا"

وہابیہ وخوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہوکر شرک وکفر میں پڑے کہ اللہ تعالیٰ تو

"اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ا"(پارہ۷،سورۃالانعام،آیت۵۷)

حکم نہیں مگر اللہ کا

مولا علی نے کیسے ابوموسیٰ کوحکم فرمایا۔

سوال

حدیث شریف میں ہے کہ

لا یقل العبد ربی   غلام اپنے آقا کورب نہ کہے

اورفرمایا

لایعقل احدکم اسق ربک اطعم ربک وضئی ربک ولا یقل احدکم ربی

تم میں سے کوئی نہ کہے اپنے رب کو پانی پلا اپنے رب کوکھانا کھلا، اپنے رب کووضوکرااورنہ کوئی کسی کواپنا رب کہے۔

جواب

علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں

النھی للادب وکراھۃ التنزیۃ لا للتحریم

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں

باب کراھة التطاول علی الرقیق وقولہ عبدی وامتی وقال اللّٰہ تعالیٰ "وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ" وقال عبدا مملوکا واذکرنی عند ربک عند سیدک

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

ذکر ھذا کلہ دلیلاً لجواز ان یقول عبدی وامتی وان النھی الذی ورد فی الحدیث عن قول الرجل عبدیی وامتی وعن قولہ اسق ربک ونحوۃ للتنزیۃ لا للتحریم

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں

فان قلت قد قال تعالیٰ "اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ا "ارجع الیٰ ربک اجیب بانہ ورد لبیان الجواز والنھ للادب والتنز تیح دون التحریم

اثبات شھنشاہ از احادیث

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناءعشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے

امتلاء ت الارض من تحمید احمد تقدیسہ وملک الارض ورقاب الامم

زمین بھر گئی احمد ﷺ کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے۔احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا ﷺ۔

امام احمد مسند اور عبداللہ بن احمد زوائد مسند اور امام طحاوی شرح معانی الآثار اور امام بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن ابی خیثمہ وابویعلی بطریق عدیدہ حضرت اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم ﷺ میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزاری جس کی ابتداء یہ تھی

یاملک الناس ودیان العرب

یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزا دہندہ ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی فریاد کوسن کر حاجت روا فرمائی ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔ "مـلک الناس "کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور "مالک الناس" سے بھی اعظم واعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا۔حضور اکرم ﷺ بحکم آیت وحدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں۔واللہ

الحمد

سوال

زمخشری معتزلی نے کشاف سورۂ ہود پارہ ۱۲ آیت ۴۵ میں زیرِ قولہ تعالیٰ "وَ اَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ" اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا کہ اس کا اطلاق غیر اللہ پر نہ ہو۔

جواب

امام ابن المنیر سنی نے انتقاف میں اس کا رد فرمایا۔ حدیث میں ارشاد ہوا "اقضاکم علیٌ" اس سے جواز ثابت ہوتا ہے یعنی جب اقضی کی ضمیر سب کی طرف ہے اور ان میں قضاۃ بھی داخل تو "اقضاکم" "اقضی القضاۃ" بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ "اقضاکم" عموم میں "مالک الناس وملک الناس ومالک رقاب الامم" کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر ہر طرف مخاطبین سے خاص ہے تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک و ما لک الملوک و مالک رقاب الملوک وشہنشاہ بدرجۂ اولیٰ ثابت پس آیت و حدیث میں ان ارشاداتِ عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولیٰ وسید کہنے سے منع فرمایا حالانکہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ واللہ الحمد

رابعاً

اگر یہاں کوئی حدیث دربارۂ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی ووافی ہے۔

سوال

ابن نجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

ان النبی ﷺ سمع رجلا یقول شاھنشاہ فقال رسول اللہ ﷺ شاھان شاہ فقال رسول اللہ ﷺ اللہ ملک الملوک

یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا اے شاہانِ شاہ نبی ﷺ نے سن کر فرمایا شاہِ شاہان اللہ ہے

اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں رہی۔ حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ صحیحین وسنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں مروی

اخنع الاسماء عند اللہ یوم القیمۃ رجل تسمع ملک الاملک

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ ذلیل وخوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ ہدایۃً طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے بُرا نام ہے علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائی ہیں ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے یعنی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزِ قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہیں۔ مصابیح واشعۃ اللمعات وسراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل، ثانی ذکر امام قرطبی نے مفہم اور امام نووی نے منہاج اور علامہ حفنی نے حواشی جامع صغیر میں اول پر جزم اور اقتصار کیا۔ فیض القدیر میں قرطبی سے ہے

المراد بالاسم المسمی بدلیل روایۃ اغیظ رجل واخبثه

شرح امام نوی میں ہے

قالوا معناه اشدز لا و صغار الیوم القیمة و المراد صاحب الاسم وتدل علیه الروایة الثانیة اغیظ رجل

حواشی حفنی میں ہے

اخنع الاسماء ای مسمی الاسماع بدلیل قوله رجل لانه المسمی لا الاسم

علامہ طیبی نے شرح مشکوۃ پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ منادی نے فیض القدیر میں قرطبی سے ہے

المراد بالاسم المثنی بدلیل روایۃ اغیظ رججل واخبثه

شرح امام نووی میں ہے

قالو معناه اشد ضحارا یوم القیمة و المراد صاحب الاثم وتدل علیه الروایة الثانیة اغیظ رجل

حواشی حفنی میں ہے

اخنع الاسماء ای مسمی الاسماء بدلیل قوله رجل لانه المسمی لا الاسم

علامہ طیبی نے شرح مشکوۃ پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ منادی نے فیض القدیر پھر تیسیر شروح جامع صغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار اور علامہ علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں دونوں ذکر فرمائیں۔ طیبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویل اول ابلغ ہے

حیث قال اعنی الطیبی یمکن ان یراد بالاسم للمسمی ای اخنع الرجال کقوله سبحانه وتعالیٰ

سبح اسم ربک الاعلیٰ وفیه مبالغة لانه اذا قدس اسمه عما لا یلیق بذاته فذاته بالتقدیس اولیٰ واذا کانه الاسم محکوما علیه بالصغار والهوان فکیف المسمی به‌اھ نقله فی فیض القدیر ونحوه فی الارشاد

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے

حیث قال بعد نقله نحوما مرعن الفیض ومثل مافی الارشاد ما نصه وهذا التاویل ابلغ واولیٰ لانه موافق لروایة اغیظ رجل اھ

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر صادق آئیگا کہ بلا شک ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدرجہا بدتر وخبیث تر ہے ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کرلی تھی۔فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے

من العجائب التی لا تخطر بالبال ما نقله ابن بزیزه عن بعض شیوخه ان اباالعتاهینا کان له ابنتان تسمی احدیهما الله والاخری الرحمن وهذا من عظیم القبائح وقیل انه تاب

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا۔ یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اغیظ رجل علی الله یوم القیامة واخبثه واغیظه علیه رجل کان یسمی ملک الاملاک الا الله

قیامت کے دن سب سے زیادہ خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا تھا۔

شاہ کوئی نہیں خدا کے سوا بالجملہ حدیث حکم فرمارہی ہے اس نام والا روزِ قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا کے غضب عذاب میں ہے۔امام قاضی عیاض نے فرمایا

ای اکبر من غضب علیه　　　یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الٰہی ہوگا

علامہ طیبی نے کہا

یعذبه اشد العذاب　　　اللہ تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائیگا(نقلهما فی المرقاة)

اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر ملک الملک نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا

جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوی الوہیت وخدائی اپنا نام ملک الملک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب رب الارباب ہے اور یہ قطعاً حق ہے اسے "مانحن فیہ" سے علاقہ نہیں "کمالایخفی"

خامساً

اسی معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی مطلقاً مستحق اشد العذاب ہے تنزل لیجئے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔ شرح مشکٰوۃ علامہ طیبی میں ہے

الملک الحقیقی لیس اللہ ومالکیۃ الغیر مستروۃ الی مالک الملوک فمن تسمی بذالک فارع اللہ سبحنہ فی رداء کبر مائہ واستنکف از یکون عبدہ لان وصف المالکیۃ مختص باللہ تعالیٰ لا یتجاوزہ والمملوکیۃ بالعبد لا یتجاوزہ فمن تعدی طورہ فلہ فی الدنیا الخزی والعاروفی الاخرۃ الالقاء فی النار

مرقاۃ میں ہے

الملک الحقیقی لیس الامو ملکیۃ غیرہ مستعارۃ فمن سمی بھذالاسم نازع اللہ تعالیٰ بردائہ وکبریائہ وھما استنکف ان یکون عبداللہ حبل لہ الخزی علی رؤس الا شھاد

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے

لامالک الجمیع الخلائق (الا اللہ و مالکیۃ) الغیر مستردۃ الی ملک الملک فمن تسمی بذلک فارغ اللہ فی ورائہ واستنکف ان یکون عبداللہ

یوں ہی سراج منیر میں ہے

من قولہ فمن تسمی بذلک الخ

ارشاد الساری میں ہے

المالک الحقیقی لیس الا ھو مثل ما مرعن الطیبی الی قولہ استنکف انیکون عبداللہ و زاد فیکون لہ الخزی والنکال

ان عبارات کا حاصل یہ کہ علت نہی یہی ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ کا بندہ بننے سے نفرت کی ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر رکھئے جب تو وہ وجہ سابق ہے کہ حدیث اس کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شہنشاہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں تو ممانعت خود اپنے آپ کو شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اپنے آپ کو برا جانا تو دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی اسے خدا کے بڑا کئے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ ۔اب یہ حدیث اس طرز کی طرف راجع ہوئی کو آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے حالانکہ قرآن وحدیث واقوالِ جمیع علمائے امت میں واقع ہے

قال اللہ تعالیٰ من عبادکم و قال ﷺ لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فر فرسہ صدقة

اس مسئلہ کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد للہ تعالیٰ بروجہ اتم ہے ۔امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں

قال فی مصابیح الجامع ساق المولف فی الباب قولہ تعالیٰ "وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ا "و قولہ ﷺ قوموا الی سیدکم تنبیھا علی ان النھی انما جاء متوجھا علی جانب اذ ھو فی مظنة الاستطالة وان قول الغیر ھذا عبدزید وھذہ امة خالد جائز لانہ یقولہ اخبارا وتعریفا ولیس فی مظنة الاستطالة والآیة والحدیث مما یوید ھذا الفرق

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے

المعنی فی ذلک کلہ راجع الی البراء ة من الکبر

شرح السنۃ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے

معنی ھذا راجع الی البراء ة من الکبر والتزام الذل والخضوع

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا ہے دوسرے کو کہنے میں تکبر کا کیا محل ۔پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہوگا اگر بوجہ تعلّی وتکبر ہے قطعاً حرام ورنہ نہیں

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امر مانوائے ۔(امام نووی)

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے کہنا کہ با نیت تکبر نہ ہوتو کچھ حرج نہیں ۔

پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں "المراد التعریف"

مرقاۃ میں ہے

ولذا قیل فی کراھۃ ھذہ الاسماء ھو ان یقول ذلک علی طریق التطاول علی الرقیق والتحقیر لشانہ والا فقد جاء بہ القران قال اللہ تعالیٰ

"وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَآئِکُمْ ا "وقال "اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ ا "

اشعۃ اللمعات میں ہے

وگفتہ اندکہ منع ونہی از اطلاق عبدوامہ برتقدیرے است کہ بروجہ تطاول وتحقیر وتصغیر باشد والا اطلاق عبدوامہ در قرآن واحادیث آمدہ

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز۔حدیث شریف میں ہے

من قال انا عالم فھو جاھل. (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔

حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ . (پارہ ۱۳،سورۂ یوسف،آیت ۵۵) بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں

تیسری نظیر اسبال ازار ہے یعنی تہبند یا پائینچے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد یہاں تک کہ فرمایا

ثلثۃ ولا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یز کیھم ولھم عذاب الیم والمسبل ازارھم والمنان والمتفق سلعۃ بالحلف الکاذب. (رواہ السنۃ الا البخاری عن ذر البخاری علیہ رضوان الباری)

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان سے بات نہ کریگا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائیگا اور انہیں پاک نہیں کریگا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے تہبند لٹکانے والا اور دیگر احسان رکھنے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا ہو۔

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

ان ازاری یسترخی الا ان تعاھدہ یارسول اللہ

بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں۔

فرمایا

انت لسبت ممن یفعله خیلاء. (رواہ الشیخان وابوداؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تم ان میں نہیں جو براۂ تکبر و ناز ایسا کریں۔

سادساً

حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی بڑا بل ہے۔آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا جن کی سندیں اوپر گزریں نیز اس کی نظیر حابس الفیل۔سالق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد جب واقعہ حدیبیہ میں ناقۂ قصوا شریف بیٹھے اور اُٹھائے نہ اُٹھا تو لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت

ولکن حبسھا حابس الفیل　　بلکہ اُسے حابس فیل نے روک دیا

یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا کعبہ معظّمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔

زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے

یجوز اطلاق ذلک فی حق اللہ تعالیٰ فیقال حبسھا اللہ حابس الفیل وانما الذی یمکن ان یمنع تسمیة سبحانہ حابس الفیل ونحوہ قال الرزقانی وھو مبنی علی الصحیح من ان لاسماء توقیفیه

اکیدر بادشاہ کے ودمۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بُجیر طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

تبارک سائق البقرات انی　　رایت اللہ یھدی کل ھاد

حضور اکرم ﷺ نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا

لا یغضض اللہ فاک　　اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے

نوے برس جیئے کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔(رواہ ابن السکن وابونعیم وابن مندۃ)

یہ ہے تمام وہ کلام کہ اُن اکابر متقدمین و متاخرین ائمہ دین و فقہائے معتمدین و عرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو

وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۷٦)

اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

سابعاً

اس سب سے قطع نظر کر کے یہی فرض کر لیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو اور جواب معدوم تو انصافاً فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ائمہ وعلماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ و قاضی القضاۃ کہا ہے حتی کہ حضور اکرم ﷺ کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو اور وہ مصرعہ اس معنی میں ہرگز متعین نہیں ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزت وعز جلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں اگر نہیں تو سرے سے منشاء شبہ زائل اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عز وجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے۔ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ "فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ" (پارہ ۲۱، سورۃ الروم، آیت ۱۵)

باغ کی کیاری میں ان کی خاطر داری ہوگی۔

قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے "رایت اسداً یرمی" حدیث شریف میں قبر مومن کو "روضة من ریاض الجنة" جنت کی کیاریوں سے ایک کیاری تو روضۂ شہنشاہ کے معنی ہوئے الٰہی خیابانِ خدا کی کیاری اس میں کیا حرج ہے جب قرآنِ عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کو اللہ عز وجل کی طرف اضافت فرمایا

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۷)

کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے

تو خاص روضۂ انور کو الٰہی روضہ شہنشاہ خیابانِ ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے واللہ الحمد۔ بااین ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت وحدیث سے اپنے حبیب کریم ﷺ کا "مالک الناس، ملک الناس، مالک الارض، مالک رقاب الامم ثابت" کر چکا تو لفظ پُر اسرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ سے بجائے شہنشاہ شہ طیبہ کہیئے کہ وہ شاۂ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین وآخرین۔ جن میں ملوک وسلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت وہ کون ہے کہ محمد ﷺ کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کابروئے ہر دو سرست　　　کسیکه خاکِ درش نیست خا برسراو

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد و آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

ولکن ھذا اخر الکلام فی المسئلۃ الاولیٰ الحمد للہ فی الاولیٰ والاخریٰ

کعبہ کا کعبہ

حضور نبی پاک ﷺ کعبہ نہ صرف کعبہ بلکہ اس کے رسول بھی ہیں۔

عقیدہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ کائنات کے نبی ہیں اس عقیدہ کو اہلِ حق نے صدیوں پہلے اپنی تصانیف میں نصوصِ قطعیہ سے ثابت فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ ہر دہ ہزار عالم کے نبی اور رسول ہیں یہاں تک کہ انبیاء و رسل کرام اور ملکوت قدس کے جملہ ملائکہ عظام آپ کے امتی ہیں اس موضوع پر امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل تصنیف فرمائی بنام ''التظیم والمنۃ''

جواہر البحار میں امام نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے شامل فرمایا، سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں اس کی تلخیص کی اور امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجلی الیقین میں تلخیص مع اضافہ خوب بیان فرمایا۔

قرآنی استدلال

اللہ نے عموم رسالت کے متعلق فرمایا

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (پارہ ۱۸، سورۃ الفرقان، آیت ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

العالمین میں تمام انبیاء و مرسلین اور جملہ ملائکہ اور انسان و جنات و جمادات، نباتات و حیوانات سب داخل ہیں اور آپ ان سب کے نبی و رسول (ﷺ)

ارسلت الی الخلق کافۃ. (مشکوٰۃ باب المناقب) میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

اور مخلوق میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات شامل ہیں۔

اقوالِ علماءِ کرام

اس بارے میں علماءِ کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

وارسله الی جمیع الخلق کافة من الانس والجن والملائکة والصافة

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو جمیع مخلوق وانس وجن اور ملائکہ کا رسول بنا کر بھیجا۔

امام البارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

وادخل فی دعوته الحیوانات والجمادات والحجر والشجر

اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی دعوت میں جمیع حیوانات و جمادات اور حجر و شجر کو داخل فرمایا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

هو مرسل الی کل من تقدم من الامم حضور اکرم ﷺ سابقہ تمام امتوں کے رسول ہیں

اور فرمایا

فجمیع الانبیاء و اجمهم کلهم من امته وشمولون برسالته ونبوة

وکذلک عیسیٰ علیه السلام یاتی فی آخر الزمان علی شریعة فجمیع الشرائع التی جاء ت بها الانبیاء (علیهم السلام) شرائعه ومنسوبة الیه فهو نبی الانبیاء وما جاؤ به الی رحمهم احکامه فی الازمنة المتقدمة علیه

حضور سرورِ عالم ﷺ کی امت ہیں تمام انبیاء اور ان کی امتیں وہ آپ کی نبوت و رسالت کے حکم میں ہیں۔
اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے تو حضور سرورِ عالم ﷺ کی شریعت پر اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جتنی شریعتیں انبیاء علیہ السلام لائے ہیں وہ دراصل حضور اکرم ﷺ کی شریعت ہیں اور تمام شرائع آپ کی طرف منسوب ہیں آپ نبی الانبیاء ہیں جتنے احکام وہ اپنی امتوں کے پاس لائے ہیں وہ دراصل آپ کے احکام تھے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ہرکه الله تعالیٰ پروردگار اوست محمد ﷺ رسول اوست۔ (مدارج النبوۃ)

جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے حضور اکرم ﷺ اس کے رسول ہیں۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (پارہ۲،سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

فائدہ

اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب سے تحویل قبلہ کا وعدہ فرمایا مگر قلب محبوب میں عجلت ہے یعنی سرکار کی تمنا ہے کہ کعبہ کو ابھی قبلہ بنا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پارہ۲،سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف

فائدہ

ساری کائنات قانونِ الٰہی کی پابند اور قانون مرضی محبوب کا پابند مصطفیٰ ﷺ نے چاہا کہ کعبہ قبلہ ہو جائے خدا نے آپ کی مرضی کو پورا فرما دیا حالانکہ قلبِ نبوی میں ابھی صرف تمنا پیدا ہوئی تھی زبانِ اقدس پر یہ تمنا الفاظ بن کر نہ ظاہر ہوئے تھے مگر رضا جوئے محبوب دیکھئے کہ خدا حضور ﷺ کی ہر تمنا پوری فرماتا ہے معلوم ہوا کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

ثابت ہوا کہ کعبہ کو قبلہ بنانے والے حضور اکرم ﷺ ہی ہیں آپ کی وجہ سے کعبہ کو یہ عزت ملی یعنی خلیل نے کعبہ تعمیر کیا اور حبیب نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا ورنہ اس سے قبل بت کدہ تھا اور پھر بیت المقدس کو جب حضور اکرم ﷺ نے منہ کر کے نماز پڑھی تو یہ قبلہ نہ رہا لیکن دوبارہ کرم فرمایا تو تا قیامت قبلہ بنا۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ . (پارہ۹،سورۃ الانفال، آیت ۲۴)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

حدیث

حضرت سعید بن المعلی نماز پڑھ رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے بلایا حاضر نہ ہوئے نماز کی فراغت کے بعد حاضر ہوئے آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کی نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے آیت مذکورہ پڑھ کر فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ نماز میں حضور اکرم ﷺ بلائیں تو نماز چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری اگر کعبہ سے منہ پھر جائے باتیں بھی کرتا رہے لیکن نماز نہ ٹوٹے گی بلکہ حکم ہے واپس آ کر وہاں سے نماز پڑھے جہاں چھوڑ گیا۔ ثابت ہوا کہ آپ کعبہ کے کعبہ ہیں ورنہ نماز ٹوٹ جاتی کیونکہ کعبہ سے منہ پھیرنا اور نماز میں بات کرنا مفسد نماز ہیں یہاں فساد بجائے ثواب نصیب ہوا۔ مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ''کعبہ کا کعبہ'' پڑھئے۔

فضائل کعبہ معظمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ (پارہ ا، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۵)

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا۔

درسِ ادب

بیت سے کعبہ معظّمہ مراد ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود ادب سکھایا کہ اس کی تعظیم و تکریم فرض ہے امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرمِ کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑیئے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے حرم کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، ظلم، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (احمدی)

اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائیگا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

روح البیان میں ہے کہ مشرکین حرم کے ساکنین کو کچھ نہ کہتے بلکہ ان کا عقیدہ تھا یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے ساکنین اہل اللہ ہیں یعنی اس کے اہل بیت یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے باپ کے قاتل کو حرم شریف میں دیکھتا تو بھی اسے کچھ نہ کہتا یہ طریقہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چلا اور حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس تک بدستور رہا اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

بیت اللہ

روئے زمین پر کوئی ٹکڑا اس سرزمین سے زائد عظمت و برتری کا مستحق نہیں جو حرم مقدس اور مکہ مکرمہ کے اس مقدس مقام کو حاصل ہے جہاں اللہ کا گھر کعبۃ اللہ موجود ہے جو حق تعالیٰ کی کبریائی اس کی شانِ ربوبیت اور توحید کا عظیم مرکز ہے جس سرزمین سے آفتابِ رسالت طلوع ہوا اور تمام عالم کو اس کی نورانی شعاعوں نے روشن و منور کر دیا۔

مزید براں

اگر چہ تمام کائنات خدا تعالیٰ ہی ملک اور مخلوق ہے اور وہ خود ایسی ذات ہے کہ جو مکان اور گھر سے پاک ہے اور جو عبادت گاہیں معنوی لحاظ سے ان کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں مسجدوں کو بیت اللہ یعنی خدا کے گھر کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن اس اعتبار سے کہ حق تعالیٰ کی تجلیات وانوار کا خاص مرکز یہی ہے اسی کا نام بیت اللہ قرار پایا۔ اب روئے زمین کی کسی مسجد کو بیت اللہ کے لقب سے نہیں تعبیر کیا جاتا اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو فرمایا میرا گھر۔

مرکز ارض

علامہ یاقوت حموی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں یہ مضمون بیان کیا ہے کہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی۔ ہوا نے پانی کی لہروں کو شق کیا اور پانی کی سطح پر ایک بلبلہ نمودار ہوا جو قبہ کی سی شکل کا تھا پھر اللہ نے اسی سے تمام زمین کو مرکب بنایا اور سطح زمین پانی پر بچھا دی۔ زمین جب حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑوں کو قائم فرمادیا جو میخوں کی طرح زمین کو جما دینے والے ہوئے۔

سعید بن المسیب اور مجاہد سے بھی بعض روایات میں اس مضمون کو بیان کیا گیا۔ یاقوت نے اس روایت کو تخریج کرتے ہوئے بیان کیا متعدد روایات میں آیا ہے کہ زمین کا جو ٹکڑا خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ حصہ ہے جہاں کعبۃ اللہ ہے اس لحاظ سے یہ جگہ روئے زمین کے لئے نقطہ مرکز ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ کا قدیم نام ام القریٰ ذکر کیا گیا ہے۔

بیت اللہ عرشِ الٰھی

روایات سے یہ ظاہر ہے کہ بیت اللہ عرشِ عظیم کی محاذات میں ہے۔ عطاء اور ابن المسیب کی روایت ہے

ان اللہ عزوجل اوحی الیٰ ادم اذا ھبطت ابن لی بیتاً ثم احفف بہ کما رایت للملئکۃ تحف بعرشی الذی فی السماء . (تفسیر قرطبی)

خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی کہ آدم جب تم زمین پر اترو تو میرے لئے ایک گھر بنانا اور پھر اس کا طواف کرنا جیسا کہ تم نے فرشتوں کو میرے عرش کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

نکتہ

جب اللہ تعالیٰ نے قبلہ کی جگہ یہاں مقرر فرمائی تو یہی خانہ کعبہ عرش عظیم کی محاذات میں ہوا تو لامحالہ عرشِ الٰہی کے انوار وتجلیات کعبۃ اللہ میں منعکس ہوں گے اور عرشِ عظیم و بیت اللہ کے درمیان فرشتوں کا ایک کعبہ بیت معمور ایک صاف وشفاف آئینہ کے مانند ملائکۃ اللہ کا کعبہ عرشِ الٰہی کے ان انوار وتجلیات کو بیت اللہ تک اسی طرح منتقل کررہا ہے جس طرح بلوری آئینوں سے روشنیوں کا انعکاس وانتقال ہوتا۔

تمام مساجد پر کعبہ کا فیض

تمام روئے زمین کی مساجد محاذات کعبہ میں واقعہ ہیں جیسے کہ ظاہر ہے تو اس لحاظ سے یہ سمجھ میں آ گیا کہ سمت کعبہ کے معنوی رابطہ اور تعلق کی بدولت ہر مسجد کا رُخ عرش عظیم کی طرف ہے اور جیسے بجلی کے تاروں کا مرکز سے تعلق ہونے کے باعث وہ تمام تار مرکز کے نور کو اپنی جگہوں تک پہنچانے والے ہوتے ہیں بالکل اسی طرح ہر مسجد سمت قبلہ کے توسط سے عرشِ الٰہی کے انوار وتجلیات کا انعکاس حاصل کررہی ہے تو روئے زمین کی یہ مسجدیں بجلی کے قمقموں کی طرح ہیں اوران تمام کا منبع وسر چشمہ کعبۃ اللہ ہے اور کعبۃ اللہ روئے زمین میں تجلیاتِ خداوندی اور عرشِ عظیم کے انوار کا مرکز ہے۔

کعبہ کی زمین

قرآن وسنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش اور پانی حق جل شانہ کی اول مخلوقات سے ہے جیسے کہ ارشاد ہے کہ

وَّ كَانَ عَرۡشُه عَلَى الۡمَآءِ . (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۷)   اور اس کا عرش پانی پر تھا

اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی تجلی عرش پر ہے چنانچہ ارشاد ہے

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ٥ (پارہ ۱٦، سورۂ طٰہٰ، آیت ۵)

وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔

عرش کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے زمین کو پیدا فرمایا پھر اس کے بعد آسمان پیدا فرمایا جیسے کہ قرآنِ مجید میں ہے

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ا ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ا وَ هُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ٥ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان

بنائے وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَo (پارہ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۹۶)

بے شک سب میں پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کومقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔

اکثر مفسرین یہی تفسیر فرماتے ہیں۔

قبلہ بنا ادب کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَ ھِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَھَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا ؕ قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ

(پارہ ۲۴،سورۃ حم السجدۃ،آیت ۱۱)

پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

وفاء الوفاء جلد ا صفحہ ۴۷ میں مفسرین کرام لکھتے ہیں زمین اور آسمان کے اس حصے نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور اس کے بالمقابل کی جگہ جو عرشِ الٰہی کے محاذات میں ہے تو اس کے جواب پر اللہ نے اسے کائنات کا قبلہ بنادیا چنانچہ الثعلبی نے لکھا کہ

خلق اللہ تعالیٰ جوھرۃ خضراء ثم نظر الیھا بالھیبۃ فصارت ماء فخلق اللہ الارض من زبدۃ والسماء من بخارۃ فکان اول ظاھر علی الرض مکۃالخ

اللہ تعالیٰ نے ایک سبز جوہر بنا کر اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پانی بن گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی جھاگ سے زمین بنائی اور اس کے بھاپ سے آسمان بنایا زمین پر جو سب سے پہلے ظاہر ہوا وہ مکہ معظمہ تھا۔

وہ خمیر مصطفی ﷺ تو تھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

اصل طینۃ النبی ﷺ من سرہ الارض بمکۃ. (الجامع اللطیف،وفاء الوفاء جلد ا صفحہ ۴۷)

تواصل وجود آمدی از نخت

واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مبدا الخلق ہیں اور کعبہ کی اصل تجلی آپ ہیں چنانچہ مولانا جمال الدین محمد جاراللہ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ ''الجامع اللطیف صفحہ۱۲'' میں لکھتے ہیں

فھو ﷺ الا صل فی التکوین و الکائنات. (وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۴ ۷)

مزید توثیق

اس روایت کی مزید توثیق روایت ذیل سے ہوئی

اسند ابن الجوزی فی الوفاء عن کعب الاخبار لما ارا اللہ ان یخلق محمدا ﷺ وامر جبریل فاتاہ بلقبضۃ البیضاء التی ھی موضع قبرہٖ ﷺ فعجنت لماء التسنیم ثم غمست فی النھا ر الجنۃ وظیف بھا فی السموت و الارض فعرفت الملائکۃ محمدا وفضلہ قبل ان تصرف آدم علیہ السلام

کعبہ کی اصلی فضیلت

حضرت زبیر بن بکار نے فرمایا

ان جبریل اخذ التراب الذی خلق منہ النبی ﷺ من تراب الکعبۃ. (الجامع اللطیف صفحہ ۹۸)

الحارف میں لکھا ہے کہ

وکانت درۃ رسول اللہ ﷺ موضع نظر اللہ من قبضہ عزرائیل لیسھا قدم ابلیس

لطیفہ

ہر انسان کے اصل خمیر کو شیطان نے قدموں سے روندا سوائے انبیاء و اولیاء۔ (وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۳ ۷)

نکتہ

جو لوگ حضور اکرم ﷺ کے لئے کہتے ہیں کہ نفس بشریت میں ہم ان کے برابر ہیں تو اس کا جواب بتائیں کہ ہماری بشریت خمیر یہی مٹی ہے اور رسول اکرم ﷺ ایسے نہیں دیگر انبیاء علیہم السلام کا اجسادِ طاہرہ کا خمیر جنت کی تسنیم سے ہے۔

کعبہ معظمہ کے آداب

اگر چہ کعبہ معظّمہ کے آداب کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے لیکن موضوع مسئلہ کے حدود تک چند آداب مذکور ہوتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ اللہ اور رسول ﷺ کے ہاں کعبہ کی قدر و منزلت ہے۔

تجلی حق کعبہ ھے

چونکہ بے چون و چگوں اس لئے وہ کسی حد میں محدود اور کسی مکان میں مقید تو نہیں البتہ اس کی تجلی اور پَرتو کسی محدود جگہ پر پڑ سکتا ہے جیسے آفتاب کا عکس آئینہ پر پڑتا ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ آئینہ کا آفتاب کو اپنی آغوش میں سمالینا تو محال ہے جیسے آسمان آنکھ کی پتلی میں جلوہ گر ہوتا ہے بالکل اسی طرح حق تعالیٰ کی ذات بے چون و چگون وحدود و قیود سے منزہ اور پاک ہونے کے باوجود کعبۃ اللہ کو اس نے اپنی تجلی کا مرکز بنالیا۔

اہل استطاعت پر ایک بار حاضری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ا .(پارہ۴،سورۂ آل عمران،آیت ۹۷)

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه. (مشکوٰۃ)

جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس میں فحش اور گناہ کی باتوں سے بچتا رہا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر (گھر) واپس ہوتا ہے جیسا کہ اپنی پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

اس لئے جب کسی شخص پر حج فرض ہو جائے تو اس کے ادا کرنے میں تاخیر نہ کرے ہمارے بہت سے بھائی اس میں سستی کرتے ہیں نہ معلوم کب وقت اجل آجائے۔

حج نہ کرنے پر وعید

حدیث میں ہے

من لم يمنعه من الحج حاجة ظاهرة اوسلطان جائر او مرض حابس فمات ولم يحج فليمت ان شاء يهوديا او نصرانياً. (دارمی)

جس شخص کو ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے نہیں روکا (اور کوئی شرعی عذر نہ ہونے کے باوجود) اس نے حج نہیں کیا اور (بغیر حج کئے) مر گیا تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

حج کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے بزاز نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کریگا اور گناہوں سے ایسا نکل جائیگا جیسا اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا

ہوا۔

احرام ضروری

کعبہ معظّمہ کی حاضری سے پہلے مُردہ جیسی صفت اپنائے اگر اس میں سستی کریگا تو جرمانہ میں ایک بکرا دینا ہوگا ایسے ہی اگر کفنی کے بجائے سلے کپڑے پہنے اگرچہ ایک شب وروز تو بھی بکرا جرمانہ میں دینا ہوگا ایسے ہی اگر مردہ صفت بننے سے سست ہوگا تو جرمانہ دینا پڑیگا۔

حدودِ حرم کا داخلہ

حدودِ داخلہ سے پہلے راستہ میں تلبیہ، درود شریف، استغفار وغیرہ خوب ذوق وشوق سے دیوانہ وار بلند آواز سے پڑھتے داخل ہونا چاہیے جدہ اور مکہ کے راستہ میں ایک جگہ آتی ہے یہ مقامِ حدیبیہ ہے جہاں کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عمرہ کے لئے مکہ معظّمہ جانے سے روک دیا تھا یہاں دو ستون بنے ہوئے دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ مزید آداب واحکام ومسائل کتب فقہ کتاب الحج میں پڑھئے۔

کعبہ کا کعبہ کیوں

چند دلائل ابتداء عرض کئے ہیں اب دوسرے طریق سے عرض ہے کہ کعبہ معظّمہ کی رفعت شان سے کسی کو انکار نہیں لیکن کعبہ کی رفعت سے ولیِ کامل کی شان سے اس سے بہت بلند وبالا ہے ولی اللہ وہ ہے جس کے طواف وزیارت کو کعبہ معظّمہ چل کر جاتا ہے اور یہ مسلم مسئلہ ہے یہاں تک کہ دیوبندی فرقہ کے حکیم صاحب مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ (بوادرالنوادر)

اس کے دلائل اسی شرح کی جلد اول میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مضمون کی مناسبت سے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

صوفیہ کرام فرماتے ہیں

قلب الانسان بیت الرحمن انسان کا دل اللہ کا گھر ہے

طوافِ کعبہ دل کن اگر دلے داری دلے است کعبۂ اعظم

کعبۂ دل کا طواف اگر تیرے پاس دل ہے دل کعبہ اعظم ہے تو مٹی کا پتلا اسے کیا جانے

توکل چہ پنداری ز عرش وکرسی ولوح وقلم فزون باشد دلے

خراب کہ اورانہ ہیچ شماری

عرش وکرسی اور لوح وقلم سے اس کا مرتبہ بلند ہے ہاں وہ دل جو بیکار ہے اسے کچھ نہ سمجھو

قلب از نورِ وحدت گشت پیدا　　　از مادر پدر باشد ہویدا

دل نورِ وحدت سے پیدا ہوا نہ کہ اس دنیوی ماں باپ سے

نہ از بادو نہ آتش آب وخاکی　　　قلب نور یست از قدرت شدز پاکی

نہ یہ ہوا سے پہلے نہ آگ سے نہ پانی اور مٹی سے دل نور ہے جو پاک ہوکر قدرتِ الٰہی سے پیدا ہوئی۔

صوفیہ کرام کے ان اشعار سے ثابت ہوا کہ دل کعبہ سے افضل ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　　از ہزاراں کعبہ یك دل بہتر است

دل میں ہاتھ لے کہ یہی حج اکبر ہے ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کعبہ دل کا حج کس طرح کرنا چاہیے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا دل بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے اگر اس چار دیواری میں سے شک وو ہم غیر اللہ کا پردہ دور کردیا جائے تو دل کے صحن میں خدا کی ذات کا جلوہ نظر آئیگا۔ حج کعبہ کا یہی مقصد ہے۔ (شرح مثنوی)

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان　　　بیت المقدس است مکن جائے دیگراں

دل کعبہ اعظم ہے اسے غیروں سے پاک کر یہ مقدس گھر ہے اس میں غیروں کو جگہ نہ دے۔

(ا) کعبہ شریف انوار وتجلیات کا مرکز تو ہے لیکن عرشِ حق نہیں اور ولی اللہ مظہرِ حق بھی ہے اور عرشِ حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے

لایسعنی عرش ولا کرسی ولا لوح ولا قلم ولا ارض ولا سماء ولکن یسعنی قلب المومن وھی عرش اللہ

میں نہ تو عرش پر سما سکتا ہوں اور نہ ہی کرسی پر اور نہ ہی لوح میں اور نہ قلم پر اور نہ ہی زمین میں اور نہ ہی آسمان پر ہاں سما سکتا ہوں تو مومن کے دل پر اور یہی میرا عرش ہے۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دل بدست اورکہ حج اکبر است　　　از ہزار کعبہ یك دل بہتر است

کیونکہ کعبہ مرکز تجلیاتِ حق ہے اور ولی کا دل تو مرکز ذات ہے اور تجلیات اور ذات میں فرق اس از یکجا تا کجا۔

(۲) مومن یعنی ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن عمر انه نظر یوما الی الکعبة فقال ما اعظم حر متک و المومن اعظم حرمة عند الله تعالیٰ منک (اخرجہ ترمذی)

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث مذکورہ اور اس کا ترجمہ لکھ کر یوں رقمطراز ہے ''قول از ہزاران کعبہ یک دل بہت است۔'' اس حدیث سے اس قولِ مشہور کا پورا اثبات ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے افضل کہا گیا تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلب مومن کا افضل ہونا کعبہ سے ثابت ہوا اور اعظم کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجہ اعظم کہنا بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزاران بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ ''ہزاران درجہ از کعبہ بہتر است'' اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تجلی گاہ کہنا وارد ہے اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے کیونکہ جب کعبہ تجلی گاہ حق ہے تو افضل من الکعبۃ کو بدرجہ اولیٰ تجلی گاہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزئی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جائے۔ (التکشف عن مہمات التصوف جلد ۵ صفحہ ۷۴، ۷۵ مطبوع قاسمی دیوبند)

مذکورہ مقصد میں حدیث کی تائید کے علاوہ اولیاء کرام کے مخالفین کے حکیم الامت کی تائید بھی مل گئی اب بھی اگر کسی کو ضد ہے تو جائے جہنم۔ صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۸۹۹ میں فرماتے ہیں ''یہ مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ''

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیت المقدس سامنے لایا گیا جبکہ آپ سے قریش نے سفر معراج کے بعد بیت المقدس کے بارے میں چند سوال کئے تو پہلے آپ نے تامل فرمایا پھر آپ کے لئے بیت المقدس سامنے لایا گیا آپ اسے دیکھ کر جواب دیتے تھے چنانچہ مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹۶ میں ہے تفصیل فقیر کی شرح ''حیوۃ الانبیاء عربی'' میں ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بیت المقدس کو دیکھ رہے تھے تو وہ بیت المقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھا لیکن اپنے اصلی مقام سے بھی جدا نہیں ہوا تھا چنانچہ سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۹ میں ہے

لان المعلوم ان اهل بیت المقدس لم یفقدوہ تلک الساعۃ من بلدھم

کیونکہ یہ بات سب کومعلوم ہے کہ بیت المقدس کوجبکہ حضورﷺ کے سامنے لایا گیاتو لوگوں نے اپنے شہر(ایلیا) سے گم نہ پایا۔

(۳) بہشت جو کہ ایک بہت لمبی چوڑی مومنین کی رہائش گاہ ہے جس کی صرف چوڑائی چودہ طبق ہیں۔قال اللہ تعالیٰ

وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ا (پارہ۴،سورۃ آل عمران،آیت۱۳۳)

اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں۔

اسے اللہ تعالیٰ نے لپیٹ کرحضورﷺ کے مصلیٰ کے آگے رکھ دیا چنانچہ شریف میں ہے تفصیل فقیر کی کتاب ''حاضر وناظر''میں ہے۔

(۴) ہروہ خرق عادت جو نبی علیہ السلام سے ظاہر ہوااس کا نام معجزہ ہے اور بعینہٖ وہی خرقِ عادت ولی کے لئے جائز ہے جسے کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کی تفصیل فقیر کی کتاب ''ارشاد النبی فی تحقیق کرامۃ الولی''اور مختصراً فقیر کے رسالہ''احیاء المولیٰ بعد السنین بدعا المحبوب محی الدین بڑھیا کا بیڑا''اور ''غوث اعظم کی کرامت''میں ہے۔

(۵) کعبہ صرف اسی کوٹھے کا نام نہیں بلکہ کعبہ اسی فضاء کا نام ہے جہاں پر وہ کوٹھا نصب ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر بھی نماز جائز ہے بلکہ زمین کے نیچے تحت الثریٰ سے لے کر آسمانوں سے اوپر عرشِ ملا تک کی فضاء قبلہ ہے اسی لئے اگر کوئی جبل قبیس پر کھڑے ہوکرنماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے وہ شخص اگر چہ کعبہ سے اونچا ہے مگراس کی نماز جائز ہے ثابت ہوا کعبہ صرف اسی کوٹھے کا نام نہیں بلکہ اس کی فضاء کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب کعبہ کا کوٹھا ازسرِنوتعمیر کے لئے توڑا گیا تو صحابہ کرام نے اسی فضاء کی طرف نماز ادا کی۔

(٦) فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہی کوٹھا کسی پر منتقل کرکے رکھ دیا جائے اور کوئی شخص اسی کوٹھے کی جانب نماز کی نیت باندھے تو اس کی نماز ناجائز ہے۔چنانچہ کبیری شرح منیہ صفحہ۲۲۳مجتبائی میں ہے

وفی شرح الصحابی الکعبۃ اسم للعرصۃ فان الحیطان لو صنعت فی مواضع آخر فصلی الیھا

یعنی کعبہ اپنی فضا کا نام ہے یہاں تک کہ اگر کوٹھے کی دیواریں اُٹھا کر دوسری جگہ رکھی جائیں اوراس کی طرف نماز پڑھی جائے تو وہ نماز ناجائز ہے اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ صرف کوٹھے کا نام نہیں اور وہ کوٹھا اپنے مقام سے منتقل ہوکر دوسرے

مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے

والمعتبر فی القبلة العرصة الاالبناء

یعنی قبلہ اسی فضاء کو کہتے ہیں نہ کہ کوٹھے کو

ولی کامل مظہر حق اور مخصوص تجلیات کا مرکز ہے اسی لئے کعبہ سے افضل ہے اور افضل کی زیارت کو مفضول چلا جائے تو کوئی حرج نہیں پھر کعبہ کا اپنے مقام سے منتقل ہونا ممکن بھی ہے اور اس کے منتقل ہونے میں قبلہ کی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا کہ قبلہ اسی کعبہ شریف کی فضاء کا نام ہے اور اس کا منتقل ہونا ولی کی کرامت کے طور پر ہوگا اور کراماتِ اولیاء کے صرف معتزلہ منکر ہیں۔ جب کرامت کے طور پر کعبہ کا ولی کے پاس جانا مان لیا گیا تو انکار کو گنجائش کیسی جبکہ فقہاء نے بھی مانا ہے کہ کعبہ کے کوٹھے کا اپنا مقام سے دوسرے مقام پر چلا جانا ممکن ہے یہ مقدمات ایسے ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ مقدمات مسلمات میں سے ہیں اور ان مقدمات سے ہمارا مدعا ثابت ہوگیا کہ کعبہ ولی اللہ کی زیارت کے لئے جاتا ہے۔ چنانچہ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۷ میں ہے

ومنه زيارة الكعبة ببعض الاولياء — یعنی اسی قبیل سے ہے کعبہ کا بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جانا

مولوی اشرف علی تھانوی کا استدلال از احادیث

مولوی اشرف علی تھانوی سے یہی سوال ہوا کہ کیا ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے اس نے اس کے جواب میں چند احادیث مبارکہ نقل کرنے عقلی اور نقلی دلائل سے مسئلہ کو مدلل ومبرہن کیا چنانچہ فقیر بوادر النوادر کی پوری عبارت نقل کرتا ہے۔

الجواب

حدیث نمبر ۱

عن ابن عمرانه نظر يوماً الى الكعبة فقال ما اعظمک واعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عندالله منک اخرجه الترمذی وحسنه (جلد ۲ صفحہ ۲۴ مطبوعہ ورواہ ابن ماجہ مرفوعا) عن ابن عمر ولفظ قال رايت رسول اللهﷺ يطوف بالكعبة ويقول اطيبک واطيب ريحک واعظم حرمتک والذی نفس محمد بيده لحرمة المومن اعظم عندالله حرمة منک الخ (صفحہ ۲۹۰ اصح المطابع)

ابن عمر نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا اے کعبہ تو بڑی عزت وحرمت والا ہے لیکن مومن کی عزت وحرمت تجھ سے زائد ہے اور ایک

روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کو فرمایا اے کعبہ تیری بھی بڑی شان ہے لیکن مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے۔ (ترجمہ از فقیر اُویسی رضوی غفرلہ)

حدیث نمبر ۲

عن جابر ان رسول اللہ ﷺ قال رایت الجنة فرایت امرأة ابی طلحة وسمعت خشخشة امامی فاذا بلال رواہ مسلم. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۷)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں ابی طلحہ کی عورت کو دیکھا اور اپنے سے پہلے بلال کے جوتوں کی آواز کو سنا۔

حدیث نمبر ۳

عن جابر قال سمعت النبی ﷺ یقول اهتزا لعرش لحوت سعد بن معاذ فی روایة قال استز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ متفق علیه

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت پر اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اُٹھا۔

حدیث نمبر ٤

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الجنة تشتاق الی ثلثة علی وعمار وسلمان رواہ الترمذی. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین شخصوں کا بہشت کو اشتیاق ہے۔ علی، سلمان، عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حدیث نمبر ٥

عن انس قال قال ابوبکر لعمر بعد وفات رسول اللہ ﷺ انطلق بنا الی ام ایمن نزورها کما کان رسول اللہ ﷺ یزورها. (الحدیث، رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۰)

حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ چلئے ام ایمن کی زیارت کر آئیں حضور اکرم ﷺ ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ (ترجمہ از فقیر اُویسی رضوی غفرلہ)

حدیث نمبر ٦

عن جابر فی حدیث طویل فلما رای ﷺ ما یعنون طاف حول اعظها بیدارا ثلث مرات رواہ

البخاری . (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹)

جب حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ جابر کو قرضدار تنگ کررہے ہیں تو آپ کھجور کے بڑے ڈھیر کے ارد گرد گھومے۔ (ترجمہ از فقیر اُویسی رضوی غفرلہ)

حدیث نمبر ۷

عن جابر انه سمع رسول الله ﷺ يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت الله المقدس (الحدیث) متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۲۔ و اللمعات جاء في حديث ابن عباس فجئي بالمسجد حتى وضع عند دار عقيل وانا انظر اليه.

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر اسود میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا اور لمعات میں ہے کہ بیت المقدس کو اُٹھا کر مسجد حرام میں دارِ عقیل کے قریب رکھ دیا گیا اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔

بعد نقل ان احادیث کے جواباً عرض کرتا ہوں کہ سوال میں معترض نے دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ قلب موضوع ہے دوسرا یہ کہ ناممکن ہے قول اول کی دلیل یہ بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعظیم طواف سے کی اور قول ثانی کی دلیل بیان نہیں کی سو قلب موضوع کا جواب حدیث نمبر ا سے ظاہر ہے کہ ابن عمر کعبہ سے ہر مومن کو افضل بتارہے ہیں اور اول تو یہ امر مدرک بالرای نہیں اس لئے حکماً مرفوع ہوگا اور اس سے قطع نظر بھی کیا جائے تاہم کسی صحابی سے اس پر تکسیر منقول نہیں پھر اس کی صحت میں کای شک رہا۔ پھر ابن ماجہ میں تو اس کے رفع کی تصریح ہے اور سند بھی اچھی ہے اب کلامِ مذکور کی بھی حاجت نہیں رہی رہ گیا طواف فرمانا رسول اللہ ﷺ کا اور اس کا تعظیم کرنا سو یہ ایک امر تعبدی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ مساجد کا احترام فرماتے تھے تو کیا مسجد کا آپ کے افضل واعظم ہونا لازم آگیا اسی طرح بیت معظم بھی آپ سے افضل نہ ہوگا پھر جب آپ اس سے افضل ہوئے اور پھر آپ نے اس کا طواف کیا تو اس سے ثابت ہوگیا کہ مفضول بھی ہوتا ہے تب بھی افضل کا طواف کرنا مفضول کا طواف افضل کرسکتا ہے سو اگر مومن بیت معظم سے مفضول بھی ہوتا تب بھی افضل کا طواف کرنا مفضول کے لئے جائز ہوتا چہ جائیکہ مومن کا افضل ہونا ثابت ہوگیا پھر تو کچھ بھی استبعاد نہ رہا۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزوی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جائے یا انسان کا کوئی طواف کرنے لگے اور یہ سب اُس وقت ہے کہ طواف بطورِ تعظیم ہو اگر یہ طواف لغوی ہو بمعنی آمد و رفت و جو مقارب ہے

زیارت کا تو وہ اپنے مفضول کے لئے بے تکلف ہوسکتا ہے جیسا حدیث ۵، ۶ میں مصرع ہے اور محض ایسے امور سے افضلیت کا کیس یضروری ہوگا جبکہ حدیث نمبر ۲ میں تقدم جمال کا حضور اکرم ﷺ پر منقول ہے اس تقدم کو شراح حدیث نے تقدم الخادم علی المخدوم سے مفسر کیا ہے پس ایسا ہی یہی ممکن ہے نیز عرش جو کہ تجلی گاہ خاص حق ہے اور اس کی صفت میں کسی بشر کو دخل نہیں ظاہراً بیت معظم سے افضل ہے باوجود اس کے اس کی حرکت ایک امتی کے لئے حدیث نمبر ۳ میں مذکور ہے سو اسی طرح اگر بیت معظم کسی مقبول امتی کے لئے حرکت کرے تو کیا استبعاد ہے نیز روح اس کی حرکت کی اشتیاق ہے سو جنت جو کہ حق تعالیٰ کے تجلی خاص کا مظہر ہے حدیث نمبر ۴ میں اس کا مشتاق ہونا بعض مقبولین کی طرف وارد ہے تو کعبہ کا اشتیاق بھی کسی مقبول امتی کی طرف کیا مستبعد ہے پس ان حدیث سے خود زیارت وطواف کا استبعاد تو دفع ہوگیا جو کہ بحث نقلی تھی۔ اب صرف بحث عقلی باقی رہی کہ خانہ کعبہ اتنا بھاری جسم ہے یہ کیسے منتقل ہوسکتا ہے سو اول تو

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰) بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے

میں اس کا جواب عام موجود ہے۔ دوسری حدیث نمبر ۷ کے ضمیمہ میں جواب خاص بھی ہے جو خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۶۰ میں نقل کیا ہے تخریج امرہ ابن ابی شیبہ والنسائی وابزاز والطبرانی وابی نعیم بسند صحیح اور یہ سب گفتگو قولِ اول کے متعلق تھی رہا قول ثانی کہ یہ ناممکن ہے سو استفسار یہ ہے کہ آیا عقلاً ناممکن ہے یا شرعاً یا عادۃً اول کا انتفاء ظاہر ہے اگر شق ثانی ہے تو معترض کے ذمہ اس کا ثبوت ہے "وانـــــی لـــــہ ذالک" ثابت ہے تو مسلم ہے بلکہ مفید ہے کیونکہ کرامت ایسے ہی واقعہ میں ہے جو عادۃً ممتنع ہو ورنہ کرامت نہ ہوگی۔ اب ایک شبہ باقی ہے وہ یہ کہ تاریخ اس کی مکذب ہے کیونکہ تاریخ میں کہیں منقول نہیں کہ کعبہ اپنی جگہ سے غائب ہوا ہو سو ایسا ہی شبہ حدیث سابع کے ضمیمہ میں ہوتا ہے سو اس کا جو جواب ہے وہی اس کا جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اتفاق سے کعبہ کا دیکھنے والا کوئی نہ ہو

اذا اراد اللہ تعالیٰ شیئا ھیاءً اسبابہ

اور یہ اُس وقت ہے جب یہی جسم منتقل ہوا ہو ورنہ قرب یہ ہے کہ کعبہ کی حقیقت مثالیہ اس حکم کا محکوم الیہ ہے جس طرح حدیث نمبر ۲ میں آپ نے بلال کی مثال دیکھا تھا اور نہ بلال یقیناً اس وقت زمین پر تھے اب صرف ایک عامیانہ شبہ رہا کہ اس کی سند جب تک حسب شرائط محدثین صحیح نہ ہو اس کا قائل ہونا درست نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ خود محدثین نے غیر احکام کی احادیث میں سند کے متعلق ایسی تنقید نہیں کی یہ تو اس سے بھی کم ہے یہاں صرف اتنا کافی ہے کہ راوی

ظاہراً ثقہ ہو اور اس واقعہ کا کوئی مکذب نہ ہو اس تقریر سے اس کا جواب بھی نکل آیا جو سوال میں ہے کہ اگر قرآن وحدیث سے مدلل کیا جائے۔

وہ جواب یہ ہے کہ اگر مدلل کرنے سے یہ مراد ہے کہ بعینہٖ وہی واقعہ یا اس کی نظیر قرآن وحدیث میں ہو تب تو اس کے ضروری ہونے کی دلیل ہم قرآن وحدیث ہی سے مانگتے ہیں نیز ائمہ محدثین کی کرامات کو کیا اس طرح ثابت کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جن اصول پر وہ مبنی ہے وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو تو بحمد للہ تعالیٰ یہ امر حاصل ہے حج سے پہلے یا حج کے بعد۔

مدینہ پاک کی حاضری

ہمارے نزدیک بارگاہ حبیب ﷺ کی حاضری قریب بواجب ہے۔ اس حاضری میں خالص زیارتِ اقدس کی نیت ہو یہاں تک کہ امام ابن الہمام نے فرمایا کہ اس نیت میں مسجد شریف کی نیت کو بھی شریک نہ کرے جالی مبارک کے سامنے محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع خضوع سے متوجہ ہو یقین جانو کہ حضور اکرم ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی (شارح صحیح بخاری) مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ

لافرق بین موتہٖ وحیاتہٖ ﷺ فی مشاھدتہٖ لامتہٖ ومعرفتہٖ باموالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم و ذلک عندہ جلی لا خفاء بہٖ

حضور اکرم ﷺ کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں۔ یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح متقسط میں فرماتے ہیں

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بحضورک قیامک وسلامک، ای لجمیع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک

بے شک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واقوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

کمالِ ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ (روضۂ پاک سے) کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کرکے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار وفتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اسی ادب کی تصریح فرمائی کہ

یقف کما یقف فی الصلوٰۃ — حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

نجدی ذہن

آج کل نجدی جالی مبارک کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے پر سختی سے روکتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس طرح کھڑا عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ شرک ہے یہ ان کا خیال محض ہے ضد خالص ورنہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی تو عبادت ہے جیسے فقہ مالکی اور فقہ جعفری پر عمل کرنے والوں کا طریقہ ہے تو چاہیے کہ جالی مبارک کے سامنے سرے سے کھڑا ہونا بھی روک دیا جائے اگر چہ ان کا اصلی مقصد یہی ہے لیکن مجبور ہیں۔

حیلے بہانے

درحقیقت یہ محض حیلے بہانے ہیں اس عقیدے کی ترویج پر کہ حضور اکرم ﷺ تو (معاذ اللہ) مر گئے اور مردہ کیا کر سکتا ہے علاوہ ازیں نجدی ذہن اس پر پختہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے استغاثہ اور انہیں وسیلہ بنانا اور ان سے شفاعت طلب کرنا شرکِ عظیم ہے۔ اب بیچارے کھل کر تو ان عقائد کا پرچار نہیں کر سکتے کیونکہ عالم اسلام میں سب کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں اور بحیاتِ حقیقی قبر انور میں آرام فرما ہیں ہم سب کی ہر بات کو سنتے اور جانتے ہیں خواہ ہم عربی میں عرض کریں یا اردو میں یا جس زبان میں اور ہم سب کے شفیع لجپال ہیں سب کی لجپالی فرماتے ہیں اللہ کے محبوب ہیں ہم غریبوں کی سن کر ہماری مشکلیں حل کرواتے ہیں یہ عقائد و مسائل نجدیوں اور اہل اسلام میں عرصہ سے اختلافی ہیں لیکن وہ ان عقائد کو بزورِ بازو نہیں منوا سکتے۔ آج کل ان کی شاہی ہے جیسے کریں لیکن اس سے حق مٹ نہیں سکتا اس سے قبل شیعوں کے علاوہ دیگر بدمذاہب زور لگا کر چلے گئے عظمت مزار رسول اللہ ﷺ، قبر انور علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور اس کا مرتبہ عشق ومحبت کی نظروں سے دیکھو عقل کا تو شاید فتویٰ یہ ہو کہ کعبہ کی فضیلت قبر انور سے زیادہ ہے مگر عشق ومحبت کا فتویٰ یہ ہے کہ

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل | روشن انہی کے نور سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ ومنیٰ | لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

فائدہ

بعض علماء نے شہر مکہ کو شہر مدینہ پر ترجیح دی مگر امام مالک علیہ الرحمۃ نے مدینہ پاک کو۔امام مالک جو مدینہ منورہ کی گلیوں میں کبھی سواری پر سوار نہ ہوئے وسط راہ میں کبھی نہ چلے اور جو مدینہ منورہ کی دیواروں سے ہاتھ مس کر کر کے چوما کرتے تھے کہ شاید کبھی حضور کا ہاتھ مبارک اس دیوار سے لگا ہو اور جو مدینہ پاک کی گلیوں میں اس خیال سے کہ یہ گذر گاہیں حضور اکرم ﷺ کی رہ چکی ہیں جوتا پہن کر نہ چلا کرتے تھے حضور کی محبت وعشق سے معمور دل رکھنے والے اس امام سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو شہر مکہ پسند ہے یا مدینہ تو فرمایا مدینہ! پوچھا کیوں تو فرمایا

وکیف لا اختار المدینة ومابھا طریق الا سلک علیھا رسول اللہ ﷺ (مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

میں مدینہ کو کیوں اختیار نہ کروں جبکہ مدینہ پاک کی ہر گلی ایسی ہے جس سے حضور اکرم ﷺ گزرے ہیں۔

دیکھا آپ نے یہ ہے عشق ومحبت کا جواب خیر یہ تو شہر مکہ اور شہر مدینہ کی آپس میں ترجیح کی بات تھی اس میں اگر کچھ اختلاف ہوا ہو تو ہو مگر قبر انور یعنی زمین کا وہ مبارک قطعہ جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جسم انور لگا ہوا ہے اس کے متعلق تو اس بات پر اجماع ہے کہ وہ قطعہ مبارک ساری کائنات سے حتیٰ کہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے۔ چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

واجمعوا علیٰ الموضع الذی ضم اعضاء ہ الشریفة ﷺ افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبة. (مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵)

اور علماء نے اس بات پر اجماع فرمایا ہے کہ وہ جگہ جس سے حضور اکرم ﷺ کے اعضاء شریفہ مس کئے ہوئے ہیں یعنی قبر انور وہ سارے روئے زمین سے حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حقیقت کو عشق ومحبت کے ایک عجیب رنگ میں اپنے تین شعروں میں بیان فرمادیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے اس طرزِ بیان کا بھی جواب نہیں ایک اہم مسئلہ صرف تین شعروں میں بیان فرمادیا اور اس طرح کہ دلوں میں بٹھادیا اور عقل کو بھی سمجھا دیا اپنی اس طویل نظم کے عنوان میں آپ نے ''رنگِ عشق'' کا لفظ لا کر عشق ومحبت کے رنگ میں یہ مسئلہ یوں بیان فرمایا کہ

کعبہ دلہن ہے تربت اطہرنئی دلہن یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من حج ولم یزرني فقد جفاني

جس نے حج کیا اور میری زیارت نے کی اس نے مجھ پر ظلم کیا

معلوم ہوا کہ جو بدنصیب کعبہ سے تو ہو آیا اور مدینہ شریف نہ گیا وہ حاجی صاحب نہیں ''ظالم صاحب'' ہے۔

مدینہ منورہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ جب کفار نے حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثاروں پر مکہ معظّمہ کی سرزمین تنگ کردی تو حضور اکرم ﷺ نے اسی شہر کو اپنے لئے پسند فرمایا یہی وہ مبارک اور مقدس شہر ہے جس کے باشندوں نے نبی پاک ﷺ کا والہانہ استقبال ان الفاظ میں کیا

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

چودہویں کا چاند ہم پر وداع کی چوٹیوں سے طلوع ہوا ہے

یہی وہ مقدس اور مبارک شہر ہے جہاں مسجد نبوی تعمیر کی گئی اور جہاں قرآنِ کریم کی بیشتر سورتیں نازل ہوئیں مدینہ منورہ ہی وہ بابرکت شہر ہے جہاں سے اسلام کی اشاعت اور اسلامی حکومت کی بنیاد اُٹھائی گئی اور اس مقدس شہر کے عظیم باشندوں نے اسلامی مواخات، بھائی چارہ اور عالمگیر برادری کی ایسی مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک زندہ و پائندہ و تابندہ رہے گی۔

برصغیر کے عازمین حج جب جدہ کی بندرگاہ پر اتر کر حج کے متبرک سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو بیر حسان سے ذرا آگے انہیں کالے پتھروں والی ایک پہاڑی نظر آتی ہے اس قدر اونچی فصیل کی اوٹ میں وہ شہر آباد ہے جہاں سرورِ کائنات ﷺ نے مکہ والوں کے جور و ظلم سے پناہ لی تھی جہاں سے اسلام کا ابدی شعلہ پوری آب و تاب سے بھڑک اُٹھا تھا جہاں عرب بدوؤں نے جہانبانی اور کشور کشائی کا سبق سیکھا تھا اور جس کی خاک میں اب اللہ کے آخری رسول ﷺ آرام فرما رہے ہیں اس شہر کے در و دیوار پر ایک مسلمان کی نگاہ پڑتے ہی اس کے دل کا جو عالم ہوتا ہے وہ الفاظ کی تصویر کشی سے باہر ہے حتیٰ کہ ان جذبات کا ہلکا سا عکس پیش کرنا بھی آسان نہیں۔

مدینہ منورہ سطح سمندر سے ٦ سو ١٩ میٹر کی بلندی پر واقع ہے شہر کے شمال میں جبلِ شیر جنوب میں اور مشرق و مغرب میں جبلِ سلع ہے مدینہ چھ وادیوں کا شہر ہے اور ان میں سب سے زیادہ زرخیز وادیٔ عقیق ہے۔ جاڑوں میں سردی

اور گرمیوں اور سخت گرمی پڑتی ہے۔ مضافات میں بہت سے چشمے ہیں جو کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتے ہیں۔ پرانے عرب مدینہ منورہ کو کھجوروں کا شہر کہتے تھے کیونکہ یہاں عرب بھر میں سب سے زیادہ کھجوریں پیدا ہوتی ہیں اور سب سے اچھی بھی۔

اب مدینہ منورہ تمام بڑی بڑی خوبصورت عمارتوں کا شہر ہے حضور اکرم ﷺ کا مدینہ پاک اب مسجد نبوی کی صورت اختیار کر چکا ہے شہر کا پھیلاؤ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے اور میلوں تک پھیل چکا ہے۔

مدینہ منورہ کا پُرانا نام یثرب ہے یہ کب آباد ہوا اس کے بارے میں تاریخی شواہد نہیں ملتے البتہ ظہورِ اسلام سے قبل یہاں یہودیوں کا غلبہ تھا انہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو ایرانی سلطنت کا باج گزار بنا رکھا تھا۔ جب اوس اور خزرج دو قبیلوں نے جنوب سے آ کر یہاں سکونت اختیار کر لی تو یثرب کی اہمیت بڑھ گئی ان قبیلوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے یہودیوں کا اقتدار گھٹنے لگا۔ دونوں قبیلوں کی آپس میں جنگیں بہت مشہور ہیں اور یہ اُس وقت ختم ہوئیں جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

مدینہ منورہ نے اپنا انتہائی عروج عہد رسالت میں اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں دیکھا دنیائے اسلام کے اس دارالخلافہ اور اسلامی ریاست کے اس مرکز میں دنیا جہاں کے دولت و ثروت جمع ہونے لگی اور سیاسی اقتدار کی باہیں ایران، شام، مصر اور یمن تک پھیل گئیں۔

مسجد نبوی بجانب مشرق سامنے جنت البقیع کے متبرک قبرستان کی فصیل نظر آتی ہے یہ گورستان شہر کے عین وسط میں واقع ہے قبریں کچی ہیں اور ان کی مٹی کو اردگرد پتھر جوڑ کر محفوظ کیا گیا ہے ابن سعود کے حکم سے ۲۶۔۱۹۲۵ء میں صحابہ کرام کے مقدس مزارات کو گرا دیا گیا تھا۔

مدینۃ النبی ایسے تاریخی آثار سے مالا مال ہے جو نہ صرف مورخین کے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے بھی بے پناہ مذہبی اور جذباتی اہمیت رکھتے ہیں مسجد قبا کو لیجئے یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں تعمیر کی گئی رسول اللہ جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو شہر کے پاس ایک جگہ قیام فرمایا جو قبا کے نام سے مشہور تھا آنحضرت ﷺ نے اس جگہ ایک مسجد کی بنیاد ڈالی یہ مسجد آج بھی موجود ہے اور مسلمانوں کو اس عہد کی یاد دلاتی ہے جب خدا کی زمین پر خدا کی پرستش کرنے والے بہت کم تھے۔ یہ وہ پہلی مسجد ہے جہاں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کفار کی شر انگیزیوں سے محفوظ ہو کر پورے اطمینان سے خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرتے تھے قرآن پاک میں اس مسجد کا ذکر آیا

ہے کہ یقیناً یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیا دتقویٰ پر رکھی گئی تھی مسجد قبا خاصی کشادہ ہے۔

اس مسجد سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک اور تاریخی مسجد واقع ہے جسے مسجد قبلتین یعنی دوقبلوں والی مسجد کہا جاتا ہے یہ چھوٹی سی مسجد ہے یہی وہ مسجد ہے جہاں پیغمبر اسلام ﷺ نماز کی امامت فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے آکر اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام دیا کہ قبلہ کا رُخ بدل لیجئے بیت المقدس کی جگہ اب خانہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھا کیجئے چنانچہ دورانِ نماز ہی رسول پاک ﷺ نے اپنا رُخ بدل لیا آپ کے مقدس صحابہ (جن کی تعداد دس تھی) نے بھی آپ کی پیروی کی کوئی منطق اور دلیل ان کے آڑے نہ آئی کسی نے یہ نہ سوچا کہ اس طرح رُخ بدلنے کی وجہ (نعوذباللہ) آپ ﷺ کی غلط فہمی یا کوئی ایسی ہی وجہ ہوسکتی ہے ان صحابہ کی اطاعتِ رسول سے خدائے برتر اتنا خوش ہوا کہ انہیں اس دنیا میں جنت کی خوشخبری سنادی گئی تاریخ ان مبارک ہستیوں کو عشرہ مبشرہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اسلام کی ابتدائی جنگیں بھی مدینہ کے آس پاس ہی لڑی گئیں جنگ احد اور جنگ خندق کے مقامات بھی قریب ہی ہیں۔اُحد کے شہید یہیں میدان میں آسودۂ خواب ہیں جنگ خندق میں جہاں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خیمے لگے وہاں بعد میں یادگار کے طور پر کچی مسجدیں تعمیر ہوگئیں جو آج بھی موجود ہیں۔ پھر اسی متبرک شہر میں مسجد نبوی ہے جہاں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور وہ سبز گنبد بھی جو ہر ایک کا نور اور دل کا سرور ہے جہاں درود وسلام پڑھنے کے لئے آسمان سے ہر وقت فرشتے اترتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

کون ہے جو یہاں حاضری دینے والے عاشقانِ باصفا کی دلی کیفیت بیان کر سکے۔شہیدیؔ سے پوچھئے جو گنبدِ خضریٰ کی ایک جھلک دیکھتے ہی نثار ہوگئے تھے۔وہ دیکھئے سامنے روضۂ رسول کی سنہری جالیاں ہیں زائرین کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں ہر لب پر ایک ہی صدا ہے

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ — الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں تمام اختلافی عقائد ومسائل کی بحث تو نہیں ہوسکتی صرف حیاۃ حقیقی کے لئے چند سطور عرض ہیں تاکہ ناظرین یقین فرمائیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے لئے بوقت حاضری یہ تصور کرسکیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

فیصلہ ربانی

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ،شہ لولاک ، احمد مجتبیٰ ، احمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کے بارے میں یوں ارشادفرماتا ہے

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ۲،سورۃالبقرہ،آیت ۱۵۴)

اور جوخدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبرنہیں۔

فائدہ

آیت کریمہ کے اندر قطع نظر اس بات کے کہ زندگی سے کون سی زندگی مراد ہے آیا وہ زندگی جو ہماری زندگی جیسی ہے یا کوئی اور قسم کی زندگی۔

عقلی دلیل نمبر۱

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ تصور کرلیں کہ دنیاوی زندگی جیسی مراد ہے تو اس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىﭤ (پارہ۳۰،سورۃالضحیٰ،آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ زندگی تو ہے لیکن وہ زندگی دنیاوی زندگی سے مختلف ہے اخروی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے جس کو ہم اپنے احاطہ تصور میں نہیں لا سکتے۔ بہر حال لفظ زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہداء مردہ نہیں بلکہ وضاحت کے ساتھ کہہ دیا گیا کہ وہ زندہ ہیں وہ شہید جس کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہونے کی وجہ سے ملا اور اس کے واسطے ہمیں روک دیا گیا کہ ہم شہید کو مردہ نہیں کہہ سکتے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی زندگی کا ہم کس طرح اندازہ لگا سکتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ شہید کوتو زندہ کہہ دیا جائے اور واقعی زندہ جاوید ہے تو وہ ذاتِ مقدس جو کہ سید الانبیاء ہے کیونکر وہ بقیدِ حیات نہ ہوں گے۔

عقلی دلیل نمبر۲

ہر شخص یہ تسلیم کریگا کہ شہداءِ کرام کا مرتبہ سرکارِ سید الابرار ﷺ سے کم ہے وہ آپ کے ہی صدقے آپ کے ہی ناموس پر قربان ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کرتے ہیں تو پھر آپ کی ذاتِ مبارک کا کیا کہنا۔

حیات طیبہ احادیث کی روشنی میں

عن ثابت عن انس ان النبی ﷺ قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

حضرت ثابت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضرت حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم ویصلون وقال رسول اللہ ﷺ حرم اللہ علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں بقید حیات ہیں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے زمین کے لئے حرام قرار دیا ہے کہ ان کے جسموں کو چھو بھی سکے۔

فائدہ

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جماعت انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں حیات ہیں اور نمازیں بھی ادا کرتے رہتے ہیں تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی ذات کا کیا کہنا آپ بھی اپنی قبر میں اسی طرح حیات ہیں جس طرح عالم ظاہر میں آپ اور تمام کائنات کے ہر گوشہ میں اس طرح مشاہدہ فرماتے ہیں اور قیامت تک فرماتے رہیں گے کہ جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتے ہیں پھر کسی کا یہ کہہ دینا کہ مٹی میں مل گئے حقائق کے سامنے باطل ہے (یوں سمجھئے کہ ہم ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جاتے ہیں) بالکل اسی طرح انبیاء کرام و اولیاء عظام کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس عالم فانی سے عالم جاوداں کی طرف بلا لیتا ہے۔

گھر کی گواھی

ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں کہا

ان الشھداء وکل المومنین اذا ازارھم المسلم وسلم علیه عملوا وردوا علیھم السلام فاذا کان ھذا فی احاد المومنین فکیف بسید للمرسلین ﷺ

بلاشبہ شہدائے کرام بلکہ تمام مسلمان جب ان کی اہل اسلام زیارت کو جاتے ہیں اور ان کو السلام علیکم کہتے ہیں وہ انہیں جانتے اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ولا شک ان حیاۃ الانبیاء علیهم السلام ثابتة مسلمة وسید الانبیاء ﷺ افضلهم (کتاب الشفاء)

انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت ہے اور امام الانبیاء ان سب سے افضل ہیں۔

آخری فیصلہ

مغفرت کا خواہاں کون نہیں اسی لالچ میں تو حاضری دے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان حسن حمدت اللہ علیه وما کان من سیئ استغفرت اللہ لکم

میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور ان میں جو بُرے ہوتے ہیں میں ان پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ مزار میں بھی اس وقت حضور اکرم ﷺ ہمارے لئے شفاعت یعنی بخشش کی طلب فرمارہے ہیں۔ یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کی بارگاہ اقدس کو معافی و مغفرت کا در بنایا ہے جو جنت کا مضبوط وسیلہ ہے سید عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈال کر یوں عرض کرنے لگا یارسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت "وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا" بھی ہے میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کی بارگاہ میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں آپ میرے رب سے میرے گناہ معاف کرائے تو قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

حضور کی ظاہری حیاتِ طیبہ سے لے کر قیامت تک کے گنہگاروں کے لئے قرآنِ پاک کا یہ حکم ہے چنانچہ صحابہ کرام حضور کی خدمت اقدس میں حاضری دے کر اس حکم کے مطابق عمل کرتے تھے اور امت کا اجماع ہے کہ بعد وصال قبر مبارک پر بغرض معافی و تزکیہ حاضری دینا بعینہ قرآن کے اس حکم کے مطابق عمل کرنا ہے اور غرباء و مساکین جو دور دراز علاقوں میں رہتے بستے ہیں اور وسائل کے فقدان کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضری دینے سے معذور ہیں تو اپنی تطہیر و تزکیہ نفس کے لئے نہایت صدق اور اعتقاد راسخ کے ساتھ اول و آخر درود شریف بکثرت پڑھیں اور درمیان میں اپنا

مقصد بوسیلہ نبی کریم ﷺ بارگاہِ رب کریم میں پیش کریں تو یقیناً مقصد براری ہوگی اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔

موازنہ عبادت مکہ ومدینہ زادھما اللہ شرفا و تعظیماً

مسئلہ

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ دنیا بھر کے گذشتہ موجودہ اور آئندہ کے دیار وامصار سے مکہ اور مدینہ افضل اور برتر ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مکہ افضل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے لیکن یہ اختلاف بقعۂ مبارکہ مرقد حضور کے علاوہ میں ہے زمین کا وہ ٹکڑا جس پر سرورِ عالم ﷺ استراحت فرما ہیں وہ بالاتفاق سب سے حتیٰ کہ خانہ کعبہ مسجد حرام عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (ﷺ)

مسئلہ

آئمہ کا ایک دوسرا اختلاف اس امر میں ہے کہ بیت اللہ کی طرح روضۂ اقدس کا بھی حرم ہے یا نہیں تینوں آئمہ کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے بھی حرم ہے اور وہاں حرمِ مکہ کی طرح شکار کرنا، درخت وغیرہ کاٹنا منع ہے اور یہ علاقہ جبل ثور کا درمیانی حصہ ہے جبل ثور کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے یہ ایک چھوٹی سی گول پہاڑی جبلِ احد کے پشت پر ہے اس کی تحقیق فقیر کی کتاب ''محبوب مدینہ'' میں دیکھئے۔

فائدہ

حنفیہ کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے مکہ کی طرح کا کوئی حرم نہیں مدینہ کے لئے حرم کی جو روایات ملتی ہیں ان سے مراد مدینہ کی حرمت وعزت اور تعظیم ہے وہاں شکار وغیرہ گو حرام نہیں مگر تعظیم وادب کے خلاف ہے۔

نکتہ

یہ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت وشفقت برامت کی علامت ہے کہ مدینہ پاک کو مکہ معظّمہ کی طرح حرم بنایا اور بتایا اور جیسا کہ ابھی حدیث گزری ہے لیکن باوجود حرم مدینہ پاک کے موجود ہونے کے (جس کی تحقیق فقیر شرح حدائق جلد سوم میں لکھ چکا ہے) لیکن احکام کا ترتب معاف فرمادیا تا کہ امتی جیسے حرم مکہ معظّمہ میں غلطی کے ارتکاب پر سزا پاتا ہے کفارہ یا فدیہ ادا کرتا ہے یہاں یہ بات نہیں ہاں حرمِ مدینہ کا ادب اس طرح ہے جیسے حرمِ مکہ معظّمہ کا بلکہ اس سے بڑھ کر۔

لطیفہ

وہ نارِ حجاز جو ایک گونہ عذاب بن کر آئی (جس کی تفصیل فقیر نے محبوب مدینہ میں عرض کردی ہے) جب پہاڑوں، پتھروں، جنگلوں، مکانوں کو کھاتی چلی آئی یہاں تک حرم مدینہ پاک تک آ کر ٹھہر گئی۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس کا یہاں ٹھہرنا بوجہ ادب حرم شریف تھا اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حرم کی حد پر وہ لکڑی کہ جس کا ایک حصہ حرم کے اندر دوسرا حرم سے باہر تھا تو آگ نے اس لکڑی کے حصہ کو جلا دیا جو حد حرم سے باہر تھا اور اس حصہ کو چھوڑ دیا جو حد حرم کے اندر تھا۔ (وفاء الوفاء السمہو دی ومحبوب مدینہ)

حج

مکہ معظّمہ کا حج

مدینہ کا حج مدینہ پاک میں ماہِ رمضان کے روزے

فائدہ

ان دونوں کی مشقت و شفقت بھی مدنظر رہے کہ حج کے ایامِ خیمہ میدان حشر کا نمونہ اور روزے مدینہ پاک میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جنت الفردوس کے نظاروں کو قربان کر دیا جائے یہ اسے معلوم ہے جس نے مدینہ پاک میں رہ کر روزے رکھے ہیں۔

مکہ معظمہ ۔ عمرہ		مدینہ طیبہ
میقات سے احرام شرط ورنہ دم لازم		گھر سے باوضو ہو کر روانگی
حاضری کعبہ کے بعد سات چکر طواف سات چکر سعی		قباء میں دوگانہ پڑھنا
سر منڈانا ورنہ دم لازم (انتباہ) اس کی مشقت ذہن میں رکھئے اور مدینہ پاک کے عمرہ کو پڑھ کر پڑھیئے غمخواری امت پہ لاکھوں سلام		اس عمرہ میں کوئی شرط نہیں صرف افضلیت ہے کہ گھر سے وضو کر کے روانہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے "من تطهر فی بیتهٖ ثم الیٰ مسجد قباء فیه صلوٰة کان له کاجر عمرہٖ" (نسائی)

طواف

کعبہ کا طواف سبحان اللہ! مدینہ طیبہ، ریاض الجنہ اور مسجد نبوی کی حاضری اور زیارتِ گنبدی خضریٰ اور مواجہہ شریف کے سامنے قیام کا مزا وہی جانے جسے عشق نصیب ہے۔

مکہ

منیٰ ،مزدلفہ،عرفات مکہ معظّمہ میں عبادات مقامات جہاں پرحجاج جاتے ہیں۔

مدینہ

مسجد قباو مساجد سبع و فتح وقبلتین اورشہدائے اُحد شریف مدینہ طیبہ میں ہیں جہاں زائرین مدینہ کی حاضری ہوتی ہے وہاں نوافل دوگانے پڑھنے پر فضل یزدان نصیب ہوتا ہے سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جنت البقیع کی زیارات مزید براں۔

احدشریف

مدینہ طیبہ سے جانب شمال تین میل کے قریب یہ مقدس پہاڑ واقع ہے جس کے متعلق سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ احد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔آپ ﷺ جبل احد پرتشریف فرماہوئے ہیں اور فرمایا ہے کہ جب تم احد پر آؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگر چہ خار دار درخت ہی ہو۔اس لئے وہاں کے درخت پودے،بوٹی وغیرہ کے پتے وغیرہ کھالینا چاہیےاحد کی زیارت جمرات کوافضل ہے۔

حج مکہ

مکہ معظّمہ میں حج نصیب ہوتا ہے لیکن ہزاروں مشقتوں کے بعد۔

مدینہ طیبہ

صرف مدینہ طیبہ مسجدنبوی میں ایک دوگانہ سے حج کا ثواب ملتا ہے۔حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ان رسول اللہ ﷺ قال من خرج علی طھر لایرید الا الصلوٰۃ فی مسجدی حتی یصلی فیہ کان بمنزلۃ الحج. (وفاالوفاء للسمہودی جلد اصفحہ ۷۷)

انتباہ

ثواب کی بات ہےاورفعل کی کیفیت اوراس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی مسجدنبوی شریف میں دوگانہ پڑھ لےتو حج کی ضرورت نہ رہی یہ ایسے ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ تین بارسورۂ اخلاص سے پورے قرآن کا ثواب ملے گا یہاں بھی مطلب ہے کہ ثواب تیس پاروں کا ملے گا یہ نہیں کہ وہ تیس پارے تین بارسورۂ اخلاص کے برابر ہو گئے۔

ازالۂ وھم

حدیث شریف صحیح ہے اس کی نظیر دوسری حدیث شریف میں ہے کہ کوئی بندۂ خدا گھر سے وضو کر کے اپنی مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہو تو عمرہ کا ثواب پائیگا ایسے ہی نماز پڑھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہے یہاں تک کہ اشراق پڑھ کر اُٹھے تو حج و عمرہ کا ثواب پائے۔ اس پر غور فرمائیے کہ اپنی مسجد کے لئے وضو کر کے جانے سے عمرہ کا ثواب مل سکتا ہے تو حبیب کبریا ﷺ کی مسجد شریف کو گھر سے وضو کر کے جانے سے حج کا ثواب حاصل ہو جانے میں کون سا اشکال ہے۔

کعبہ میں نیکی اور گناہ

جیسے کعبہ میں ایک نیکی کا ثواب لاکھ ہے ایسے ہی وہاں بدی کا گناہ بھی لاکھ گنا ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۰۰، پارہ ۲۴، سورۂ حم السجدہ)

مدینہ طیبہ

گناہ کرنا حیاء مانع ہوتا ہے اگر ہوا تو وہ سزا نہیں جو اوپر مذکور ہوئی۔

رکن شامی سے مٹی وحشت شامِ غربت
اب مدینے کا چلو صبح دل آراء دیکھو

حل لغات

کعبہ معظّمہ میں تین رکن ہے

رکن یمانی :۔ بیت اللہ کے جنوب مغربی گوشہ کو کہتے ہیں یمن اسی کی سیدھ میں ہے۔

رکن عراقی :۔ بیت اللہ کا شمال مشرقی گوشہ جو عراق کی سمت پر ہے حطیم کا حصہ چھوٹا ہوا ہونے کی وجہ سے یہ رکن اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے یہی حال رُکن شامی کا ہے۔

رکن شامی :۔ بیت اللہ کا شمال مغربی کونہ جس کی سمت میں شام ہے۔

مٹی، بکسر المیم و تا و عجمی مخففہ، از مٹنا بے نشان ہونا، کھرچا جانا، برباد ہونا، عاشق ہونا، ردھونا، بجھنا۔ یہاں ختم ہونا بے نشان ہونا مراد ہے۔ شام، سورج ڈھلنے کا وقت۔ وحشت، جنون، دیوانگی، گھبراہٹ، اداسی یہاں گھبراہٹ وغیرہ مراد ہے۔ دل آراء، فاعل ترکیبی دل سگارنے والا و بمعنی لاڈلا و پیارا یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

شامِ غربت رکن شامی سے وحشت ختم ہوئی بہت خوب لیکن اب مدینہ پاک کو چلئے وہاں صبح پیاری کے نظارے دیکھئے۔

حاضریٔ حرمین کا موازنہ

یہاں سے دونوں حرم محترم (مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ) کی زیارت کا نتیجہ بیان فرماتے ہیں اور یہ نتائج احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہیں بکثرت احادیث مبارکہ فقیر اسی شرح حدائق جلد دوم میں نقل کرچکا ہے ایک حدیث شریف یہاں حاضر ہے

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله ﷺ قال ان ابراهيم عبدک وخليک ونبيک وانی محمد عبدک و رسولک وانه دعاک لملكة وانی ادعوک لاهل المدينة تبارک لهم فی صاعهم ومدهم مثل ما بارکت لاهل مكة واجعل مع البرکت برکتين . (رواہ مسلم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم فرمایا اور میں نے مدینہ کو حرم بنایا انہوں نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور میں مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں ان کے تول اور پیمانے کے لئے برکت فرما اہل مکہ میں سے تین گنا برکت فرما۔

(اس کلام مبارک میں تواضع کا مقام اختیار فرمایا ورنہ حضور اکرم ﷺ حبیب اللہ، رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین، خاتم الانبیاء والمرسلین، فاتح باب شفاعت اور افضل الکونین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وجمیع متبعیہ الی یوم الدین)

آبِ زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

شرح

بیشک تم نے آبِ زم زم شریف پی کر پیاس خوب بجھائیں بہت اچھا کیا لیکن مدینہ پاک چل کر دیکھو تو وہاں شہ کوثر کے جود وسخا کا دریا بہہ رہا ہے۔

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

شرح

کعبہ معظّمہ میں میزابِ رحمت کے کرم کے چند چھینٹے ملے اس پر خوش ہو رہے ہو ذرا مدینہ چل کر دیکھو وہاں ابر

رحمت موسلا دھار بارش کی طرح برس رہا ہے۔

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

شرح

عشاق کی دھوم تم نے کعبہ کے درِ اقدس پر دیکھی ہے خوب ہے لیکن مدینہ طیبہ چل کر دیکھو مشتاقان دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی حسرت میں کس طرح تڑپتے ہیں۔

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

شرح

جس شمع کے ارد گرد پروانہ وار لوگ پھر رہے ہیں طواف کرر ہے ہیں حاجیو مدینہ پاک چل کر دیکھو تمہاری یہی شمع (کعبہ) وہاں گنبد خضریٰ کا پروانہ (عاشق) ہے۔

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

حل لغات

غلاف (عربی) اوپر کا کپڑا۔ قصر، محل

شرح

غلاف کعبہ کو آنکھوں پر خوب لگای ا اچھا کیا لیکن محبوبِ مدنی ﷺ کے محل کے پردے کا جلوہ بھی دیکھئے قابل دید ہے۔

غلافِ کعبہ

اس کی ابتداء کا صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے تا ہم یہ بات واضح ہے کہ اس کا آغاز اسلام کے ظہور سے پہلے ہو چکا تھا۔ روایتاً اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کعبۃ اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا تو ''کسوۃ'' کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

کچھ علمائے دین کا خیال ہے کہ پہلا ''کسوۃ'' اس وقت تیار کیا گیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی لیکن اس سے متعلقہ کوئی شہادت نہیں ملتی۔

کچھ کا خیال ہے کہ پہلا ''کسوۃ'' عدنان بن عاد نے بنایا جو کہ حضور ﷺ کے دادا لگتے تھے لیکن یہ روایت بھی مستند نہیں۔

تاریخی پیش منظر کے مطابق کعبۃ اللہ کو پہلی بار غلاف ڈالنے کی جو شہادت ملتی ہے اس کی سعادت تبع کراب اسود کو حاصل ہوئی جو یمن میں حمیر کا بادشاہ تھا۔

ہجرت سے ۲۲۰ سال قبل ۴۰۰ صدی عیسوی میں تبع نے یثرب (جسے اب مدینہ کہا جاتا ہے) فتح کیا تو عمرہ کے لئے مکہ میں بھی داخل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ کے لئے ''کسوۃ'' بنا رہا ہے چنانچہ اس نے اپنے خواب کو اس طرح تعبیر کیا کہ کعبہ کو کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے غلاف جسے (کشاف) کہا جاتا ہے ڈھک دیا کعبہ کی غلاف کی یہ شکل کافی عرصہ تک قائم رہی۔

فتح مکہ (۸ ہجری) میں حضور اکرم ﷺ نے کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور پوری انسانیت کے لئے خالص توحید کا مرکز بنا دیا اور قلیل عرصہ میں اسلام سارے عرب کا واحد دین بن گیا۔

فتح مکہ اور تطہیر کعبہ کے بعد سنہ ۱۰ ہجری بمطابق ۶۳۰ صدی عیسوی کو حضور ﷺ نے فریضہ حج ادا کیا اس طرح کعبہ میں بتوں کے بجائے رب الواحد کی عبادت کی جانے لگی۔

ہر سال پوری دنیا سے لاکھوں کی تعداد میں فرزندانِ توحید اللہ رب العزت کے مہمان بنتے ہیں اور متعین تاریخوں میں مناسب حج ادا کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے پہلے اور آخری حج کے دوران خانہ کعبہ کو پہلی مرتبہ اس کے اسلامی کسوۃ سے ڈھانپا جسے ''یمنی کسوۃ'' کہا گیا۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳ ہجری ۶۳۴ صدی عیسوی میں پہلی بار ''مصری کسوۃ'' بنانے کا حکم دیا یہ ایک موٹے کپڑے جسے ''غباتی'' کہا جاتا ہے سے بنایا جاتا ہے۔

ہر سال حج کے موقع پر پرانے ''کسوۃ'' کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر حجاج کرام میں تبرک تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔

خلیفہ سوم عثمان بن عفان کے دور میں (۲۳،۲۵ ہجری/۶۵۵،۶۴۳ صدی عیسوی) کعبہ کو سال میں دو مرتبہ غلاف پہنایا

جاتا ہے۔ایک ذوالحجہ سے پہلے دوسری بار ۲۷ رمضان المبارک کو۔

خلیفہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خانہ کعبہ کو سال میں دو غلاف ڈالے اسلام کی ابتداء کے وقت ''کسوۃ'' پر جو عبارت یا قطعات لکھے جاتے تھے ان کے معنی یہ تھے ''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ غفور الرحیم ہے''

ایک وقت ایسا بھی آیا جب یہ رواج بن گیا کہ پہلے ''کسوۃ'' کے اوپر ہی دوسرا ڈال دیا جاتا۔ پرانے والے ''کسوۃ'' کو اتارا نہ جاتا۔ یہ سلسلہ عباسی خلیفہ المہدی کے دور تک جاری رہا۔ جب خلیفہ المہدی نے ۱۶۰ ہجری (۷۷۵ صدی عیسوی) کو حج ادا کیا تو یہ بات زیرِ غور آئی کہ لاتعداد ''کسوۃ'' کا بوجھ کعبہ کی عمارت کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے چنانچہ اس نے تمام ''کسوۃ'' اتروا دیئے اور فرمان جاری کیا کہ آئندہ سے ایک وقت میں صرف ایک ''کسوۃ'' کعبہ پر ڈالا جائیگا۔

غلاف کے رنگ بھی برسوں سے بدلے جاتے ہیں المامون نے (۲۱۸۔۱۹۸ھ، ۸۳۳، ۸۱۳ صدی عیسوی) خانہ کعبہ کو ریشمی کپڑے کا سفید غلاف ڈالا جو اس کے دور میں سال میں تین مرتبہ ڈالا جاتا تھا۔

عباسی خلیفہ ناصر کے عہدِ حکومت سے پہلے غلاف کا رنگ سبز تھا جسے بعد میں خلیفہ ناصر نے ۵۷۵ ہجری / ۱۱۷۹ صدی عیسوی میں بدل کر سیاہ رنگ کا غلاف ڈالا اس دن کے بعد سے یہ سیاہ رنگ میں ہی چلا آ رہا ہے۔

قدیم زمانے کے خلیفہ حکمران، شہزادوں اور مسلم رؤسا کا یہ دستور تھا کہ وہ غلاف بنانے کے لئے کچھ رقم بطورِ ہدیہ دے دیتے تھے اس رقم سے مسجد کی تعمیر کے علاوہ دوسرے رفاہی کام بھی انجام دیئے جاتے تھے۔

۷۴۳ ہجری / ۱۳۴۲ صدی عیسوی میں ملک الصالح اسماعیل جو کہ مصر کا بادشاہ تھا اپنے تین زرعی گاؤں کی آمدنی غلاف کے بنانے کے لئے وقف کر دی۔

صدیوں سے غلاف مصر سے بن کر مکہ آتا رہا اسے مکہ تک لانے میں خاص قسم کی پالکی میں رکھا جاتا جسے محمل کہا جاتا تھا۔ اس قافلے میں تقریباً ۱۵ اونٹ استعمال ہوتے جنھوں نے کعبہ کے غلاف کے مختلف حصے اُٹھائے ہوتے۔ ''کسوۃ'' کو مکۃ المکرّمہ تک پہنچانے کا کام خاص خاندانوں کے ذمے تھا۔ محمل کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ مصر سے رخصت کیا جاتا اور مکہ میں بھی اس کی آمد پر بہت خوشی منائی جاتی۔

سعودی عرب کے بادشاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود ۱۳۴۳ ہجری ۱۹۴۲ صدی عیسوی کو مکہ میں داخل ہوا اور

اس نے ''کسوۃ'' کی آمد پر پابندی لگا دی۔ اس نے یہ تمام کام غیر شرعی قرار دیئے اور لوگوں کو اس سے منع فرمایا۔ پابندی لگانے پر مصریوں نے بہت احتجاج کیا اور پہلی بار ایسا ہوا کہ ''کسوۃ'' تاخیر سے مکہ پہنچایا گیا کہ اگلے سال مصر نے ''کسوۃ'' بھیجنا بند کر دیا اور شاہ عبدالعزیز نے مکہ میں کسوہ فیکٹری کی بنیاد رکھی۔ شاہ عبدالعزیز نے ''کسوۃ'' بنانے کی تمام تر ذمہ داری اپنے بھائی شہزادہ فیصل اور وزیر مالیات شیخ عبداللہ سلیمان کو سونپ دی۔ اس کارخانے کے لئے جدید ترین آلات اور مشینری درآمد کی گئی اور ہندوستان سے باہر کام ساز بلوائے گئے تاکہ کسوۃ صرف مکہ کے اس کارخانے میں ہی تیار کیا جائے۔ اسلامی تاریخ کا وہ پہلا ''کسوۃ'' جو مکہ مکرمہ کے کارخانے میں تیار کیا گیا تھا ۱۳۴۶ ہجری ۱۹۲۷ صدی عیسوی کو ذوالقعدہ کے آخر میں خانۂ خدا کو پہنایا گیا۔

اگلے دس سال تک ''کسوۃ'' مکہ میں ہی تیار کیا جاتا رہا۔ ۱۳۵۸ ہجری، ۱۹۳۹ صدی عیسوی میں جب مصر کے ساتھ سیاسی تعلقات بحال ہو گئے تو مصر نے دوبارہ ''کسوۃ'' بھیجنا شروع کیا یہ سلسلہ ۱۳۷۹ ہجری ۱۹۶۲ صدی عیسوی تک جاری رہا اور ایک بار پھر ''کسوۃ'' سیاسی نظریات کا شکار ہو گیا۔

اس مرتبہ شاہ سعود بن عبدالعزیز نے دوبارہ مکہ کے ''کسوۃ'' کارخانے میں کام جاری کروایا اور ایک مرتبہ پھر اس کی تمام تر ذمہ داری شہزادہ فیصل کے سپرد کر دی اور ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ کسوہ مکۃ المکرمہ میں ہی تیار کیا جائے گا تاکہ مسلم شہنشاہوں کے بدلتے نظریے اور موڈ اس کے بنانے میں رخنہ انداز نہ ہوں۔

جب کارخانے کو دوبارہ کھولا گیا تو اس میں کام کرنے اس کے علاوہ ۱۵۹۰ پونڈ / ۷۲۰ کلوگرام کا اعلیٰ قسم کا رنگنے کا مسالہ اور تیزاب بھی اس کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ موسمی تغیرات کسوۃ پر اثر انداز نہ ہوں۔

''کسوۃ'' کُل ۴۷ ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے ہر ٹکڑا ۱۴ میٹر ۴۶ فٹ لمبا ۱۳۸ انچ ۹۵ سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے اس طرح کُل پیمائش تقریباً ۸۷۷ اسکوائر فٹ ۶۵۰ اسکوئر میٹر ہوئی۔ سب سے چوڑا پٹہ یا بیلٹ ۴۹ گز ۴۵ میٹر لمبا اور ۱۳۸ انچ ۹۵ سینٹی میٹر چوڑے ہیں اس طرح کے کُل ۱۶ ٹکڑے تیار کئے جاتے ہیں چاروں کونوں کے لئے سورۂ اخلاص کو سنہری طلاء کے تاروں سے کاڑھا جاتا ہے سب سے چوڑی بیلٹ کے نیچے ۱۶ پینل تیار کئے جاتے ہیں جن پر آیاتِ قرآنی لکھی جاتی ہیں یہ آیات فن خطاطی کی عظیم اور روشن مثال دکھائی دیتی ہیں ان کے تحریر کرنے میں ۲۶۵ پونڈ / ۱۲۰ کلوگرام سنہرے اور روپہلے تار استعمال ہوتے ہیں جن میں سنہرے اور روپہلے تاروں کا حساب ۴-۱ رکھا جاتا ہے۔

خانہ کعبہ کے خالص سونے کے دروازوں پر بھی قرآنی قطعات کندہ کئے گئے ہیں زمین سے ان دروازوں کی

اونچائی ساڑھے چھ فٹ (۲میٹر) تک ہے ان میں داخل ہونے کے لئے لکڑی کی سیڑھی استعمال کی جاتی ہے جو صرف خاص موقعوں پر ہی رکھی جاتی ہے بعد میں ہٹالی جاتی ہے۔

ان دروازوں کے پردے چار حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں ہر حصے کی لمبائی ۲۸ فٹ (۵ء۷میٹر) اور چوڑائی ۱۳ فٹ (۴میٹر) رکھی جاتی ہے۔ پردوں کے کنارے چاندی کے تاروں سے کاڑھے جاتے ہیں جن کو سونے سے ڈھک دیا جاتا ہے کسوۃ کے صرف یہ دو حصے بنانے میں ۱۱ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے جب کہ بقیہ کسوۃ صرف دو ماہ میں تیار ہوجاتا ہے۔

حج سے ایک ماہ پہلے یعنی ماہ ذوالقعدہ میں ایک چھوٹی سی تقریب میں وزیر حج اور ذمہ دار اشخاص جدید ''کسوۃ'' کو کعبۃ اللہ کے منتظمین کو پیش کرتے ہیں۔ اسلام کی ابتداء سے ہی یہ ذمہ داری الشعیبی خاندان کے سپرد جو ورثے میں چلی آرہی ہے عرب کی روشن صبح جب سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے تو کسوہ پر کیا گیا سونے چاندی کا کام سورج کی کرنوں میں جھلملا اُٹھتا ہے۔

رات کے وقت ٹھنڈی چاندنی میں اس میں سے نور کی عجیب شعاعیں پھوٹتی محسوس ہوتی ہیں جو آنکھوں کو فرحت اور دل کو تسکین پہنچاتی ہیں یہ روح پرور نظارہ ہر دیکھنے والی آنکھ پر ایک سحر ساطاری کر دیتا ہے۔

خانہ کعبہ کے اندر کا غلاف سبز رنگ کے خالص ریشمی کپڑے کا بنایا جاتا ہے جسے قرآنی قطعات اور نقش ونگار سے سجایا جاتا ہے خانہ کعبہ کی دیواریں اور چھت اس سے ڈھک دی جاتی ہیں ہر دیوار پر اس کی لمبائی ۲۱ فٹ (۵ء۶میٹر) اور چوڑائی ساڑھے گیارہ فٹ (۵ء۳) میٹر رکھی جاتی ہے۔ یہ ہاتھ سے تیار کیا جاتا ہے اور سعودی ماہرین کے فن کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے اس کے بنانے میں ۷ ملین سعودی ریال لاگت آتی ہے اندر کا غلاف جسے ۱۹۸۳ء سے پچاس سال پہلے تک بالکل نہیں بدلا گیا تھا شاہ فہد کے حکم کے مطابق تبدیل کر دیا گیا۔

دوسرا غسل جو حج سے کچھ دن پہلے دیا جاتا ہے ''کسوۃ'' تبدیل کیا جاتا ہے اور کعبہ کو نئے ''کسوۃ'' سے ڈھانپ دیا جاتا ہے حج کے دنوں میں ''کسوۃ'' کا آدھا رسیوں سے کھینچ کر تقریباً ۲۰ فٹ تک موڑ دیا جاتا ہے تا کہ زائرین اسے خراب نہ کریں۔

اتارے گئے کسوہ کے ٹکڑے کاٹ کر زائرین کو یادگار اور تبرک کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ بعض اداروں کو بھی تحفتاً پیش کئے جاتے ہیں ''کسوۃ'' کا ایک شاندار اور نادر حصہ جو تقریباً ۲۔۱۔۷/۵ء۲ میٹر چوڑا ہے

نیویارک میں اقوامِ متحدہ کی عمارت میں مندوبین کے استقبالیہ ہال میں رکھا گیا ہے۔ یہ تحفہ اجنوری ۱۹۸۳ء کو شاہ فہد نے سعودی سفیر کے توسط سے اقوامِ متحدہ کو پیش کیا تھا۔

''کسوۃ'' کو بذاتِ خود کوئی مذہبی خصوصیت حاصل نہیں ہے اس لئے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ تمام محنت جو اس کے بنانے اور اسے سجانے سنوارنے میں کی جاتی ہے اور جس لگن سے کام کیا جاتا ہے اس کا خاص اور اہم مقصد صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ اس سے خدائے واحد کے گھر ''کعبۃ اللہ'' کو ڈھانپا جاتا ہے اور یہ شرف انہی خوش نصیب کے ہاتھوں کو حاصل ہوتا ہے جو شب و روز کی محنت سے اسے تیار کرتے ہیں۔ (اخبارِ جنگ)

انتباہ

غلافِ کعبہ مقدس بایں معنی کہ وہ کعبہ پر چڑھایا جاتا ہے اس لئے لکھنے والے نے اسے تبرک بھی لکھا لیکن اسے مذہبی حیثیت سے بھی انکار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ لکھنے والے کو نجدیوں کی خوشامد مطلوب ہو گی اس لئے انکار بھی کر دیا پھر حقیقت کا اقرار بھی کر لیا

خوش رہے شیطان بھی　　　اور راضی ہو جائے رحمٰن بھی

غلافِ کعبہ کی طرح غلافِ قرآن اور غلافِ مزارات بھی ہمارے نزدیک متبرک و مقدس ہیں لیکن وہابی نجدی غلافِ کعبہ کو تو تا حال جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن محبوب ﷺ کے پردوں سے دشمنی ان کے متعلق ایسی بے اعتنائی کہ برسوں کے وہی پرانے پردے مزارِ رسول ﷺ پر پڑے ہوئے تجدید نہ خود کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔

غلافِ قصرِ محبوب ﷺ کی تاریخی حیثیت

ساتویں ہجری میں ملک منصور قلاؤوی صالحی کے زمانہ میں گنبد کی تعمیر ہوئی اس سے پہلے حجرہ مقدسہ کے اوپر قبہ نہ تھا بلکہ حجرۂ نبوی کے مقابل سقف مسجد متصل نیچے نصف قامت کے برابر اینٹوں سے بنا ہوا ایک احاطہ تھا تا کہ حجرۂ مقدسہ مسجد نبوی سے ممتاز رہے ایک روایت میں ہے کہ مذکورہ قبہ کمال ابن احمد عبدالقوی ربعی نے با نیت ثواب بنایا۔ (وفا الوفاء للسمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد ۲ صفحہ ۶۰۹،۶۷۸)

۸۸۶ھ میں دوسری آگ کے بعد قبہ ثانی کی تعمیر ہوئی اس وقت قبہ کا رنگ سفید تھا اس کے بعد بادشاہ سلطان محمود ترکی نے ۱۲۵۵ھ میں اسے سبز رنگ کرایا پھر ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ھ کے دوران سلطان عبدالمجید ثانی نے حجرہ مقدسہ کی تعمیر و آرائش میں نمایاں حصہ لیا۔

۱۳۷۰ھ میں سعودی حکومت مسجد نبوی کی توسیع کا کام شروع ہوا وہ تر کی آرائش و زیبائش جیسے تھی ویسے رہی تا حال گنبد خضریٰ اور مزارات کے سبز پردے جوں کے توں ہیں۔

حضرت علامہ تقی الدین الفارسی شفاء الغرام صفحہ ۵۸۴ میں لکھتے ہیں کہ ۷۵۰ھ میں قلاؤوں (بادشاہ) نے مصر میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک آبادی خرید کر غلافِ کعبہ کے اخراجات حجرۂ منبر کو پانچ سال پر غلاف و چادر سے مزین کئے جانے کے لئے یہ وقف تھا۔

علامہ فرماتے ہیں

ستر الكعبة بالديباج قال عليه الاجماع واما الحجرة الشريفة فتعليق القناديل امر متتادمن زمان ولاشک انها اولی بذلک من غيرها والذين ذكروا الخلاف في المساجد كم يذكروها وكم من عالم وصالح قلاتي للزيارة وكم يحصيل من احد انكار لذلک (شفاء الغرام صفحہ ۵۹۴)

کعبہ پر غلاف ریشمی پر اجماع ہے اور حجرہ شریفہ پر قنادیل امر بہت سے پہلے سے چلا آرہا ہے جنہوں نے مساجد میں آگے غلاف کا بیان کیا اس کا ذکر نہیں اور عرصۂ دراز سے علماء صالحین زیارت کے لئے آئے اس کا انکار کسی سے منقول نہیں۔

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

حل لغات

مطیعوں، مطیع کی جمع، فرمانبردار۔ سیہ کاروں، گنہگار لوگ۔ مچلنا، ضد کرنا، ڈھٹائی کرنا، ٹال مٹول کرنا، پانی ہونا، شرمندہ ہونا۔

شرح

کعبہ معظّمہ میں دیکھا کہ یہاں فرمانبردار بندوں کے بھی جگر شرمندہ ہورہے ہیں لیکن یہاں گنہگار لوگ دامن مصطفی علیہ السلام کو لپیٹ کر بخشش کے لئے دامن نہ چھوڑنے پر بضد ہیں یعنی شرمساری کے بجائے امید مغفرت میں شاداں و فرحاں ہیں۔

اولین خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

حل لغات

اولین،اول کی جمع پہلا۔ضیائیں،ضیاء کی جمع۔ چمک،نور،روشنی۔آخرین،آخری۔تجلا،روشنی، چمک، جھلک۔

شرح

پہلا خانۂ خدا کی روشنی دیکھ لی ہے اب مدینہ پاک چل کر نبیﷺ کا آخری گھر کی جھلک بھی دیکھو۔

زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا تناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

حل لغات

تناؤ،شان وشوکت

شرح

کعبہ معظّمہ میں کی زینت بیشک بیشمار عروسوں کی دھج سج تھی لیکن مدینہ میں تو پوری کائنات کا دولہا جلوہ افروز ہے۔

ایمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ
شعلہ طور کا یہاں انجمن آراء دیکھو

حل لغات

ایمن،دائیں جانب رکن یمانی۔شعلہ، لپٹ، آنچ ،بھڑک۔انجمن آراء،مجلس سنگارنے والا۔

شرح

رُکنِ یمانی میں واقعی طورِ ایمن کا فروغ تھا لیکن یہاں شعلہ انجمن آراء ہے چلئے جا کر مدینہ میں یہ نظارہ دیکھئے۔

مہر مادر کا مزہ دیتی ہیں آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

حل لغات

مہر،مہربانی ،محبت ۔ مادر، ماں۔ آغوش ، گود، بغل، کونی ۔حطیم ،کعبہ کے شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم بیضوی دیوار سے زمین کا کچھ حصہ گھرا ہوا ہے اس کو حطیم ،حجر اور حظیرہ کہتے ہیں یہ جگہ دراصل بیت اللہ کا حصہ تھی جو قریش مکہ نے تعمیر بیت اللہ کے وقت اس لئے چھوڑ دی تھی کہ حلال کی کمائی جس سے وہ بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے ختم ہوگئی یہ چھٹی ہوئی جگہ حطیم کہلاتی ہے جو چھ سات ہاتھ کے قریب ہے موجودہ احاطہ کچھ زائد زمیں پر بنا ہوا ہے۔

شرح

حطیم کی بغل ماں کی بغل کا مزہ دیتی ہے لیکن جس ذات پر ماں باپ قربان خود حطیم نثار ان کے دربارِ اقدس میں حاضری دو پھر دیکھوان کا لطف و کرم کتنا بے حد ہے۔

لطیفہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے حطیم کو آغوش مادر سے لفظاً تو تشبیہ دی ہے لیکن میرے نزدیک اور ایک لطیفہ کی طرف اشارہ ملتا ہے وہ یہ طواف کے بالخصوص حج کے دوران طوافِ کعبہ کا ہجوم جان لبوں پر لاتا ہے لیکن فقیر نے بارہا تجربہ کیا کہ جو حطیم کعبہ کے متصل طواف کر رہے ہوتے ہیں انہیں کسی قسم کا خطرہ تو بجائے مانند نہایت سکون سے طواف میں مست ہوتے ہیں محسوس ہوتا ہے گویا ماں کی آغوش میں جگہ مل گئی ہے لیکن اس دوران حطیم تک پہنچنا بھی جگر گردہ کا کام ہے۔

عرضِ حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحاج
آؤ اب دادرسی شہ طیبہ دیکھو

حل لغات

عرض (عربی ،مونث) گزارش ،بیان ۔کفیل ،ذمہ دار ،ضمانت دینے والا ۔الحاج ، حاجی یہاں جمع کا معنی بوجہ الف لام کے۔دادرسی ،انصاف ،پناہ۔

شرح

کعبہ معظّمہ حاجیوں کی عرض حاجات کا ضامن تھا اور اس نے اپنی ضمانت نبھائی بہت خوب لیکن اب چلئے مدینہ پاک وہاں دیکھئے کہ طیبہ کے شہنشاہ کس طرح نہ صرف حجاج وزائرین کی دادرسی فرما رہے ہیں بلکہ جملہ عالم کی فریادرسی

فرماتے ہیں۔

کعبہ کی کفالت

کعبہ معظّمہ میں جو آیا بخشا گیا کعبہ معظّمہ کی حاضری کے فضائل اور اجروثواب مشہور ومعروف ہے اور حجاج کی کفالت کی حکایت وواقعات بھی ان گنت ہیں۔

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگ اسود
خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

حل لغات

ظلمت،تاریکی،سیاہی۔سنگ اسود،وہ سیاہ پتھر جسے کعبہ معظّمہ میں جاکر مسلمان چومتے ہیں یا صرف ہاتھ کا اشارہ دیتے ہیں۔

شرح

اے حاجی تو نے حجر اسود کے بوسے سے دل کی تاریکی دھو چکا بہت اچھا کیا لیکن اب مدینہ طیبہ چل کر وہاں کی خاک بوسی کا مرتبہ بھی دیکھئے۔

فضائل حجراسود

یہ جنت کا پتھر ہے جنت سے آنے کے وقت اس کا رنگ مثل دودھ سفید تھا پہلے تو یہ سالم پتھر تھا مگر اب اس کے صرف پانچ ٹکڑے کبوتر کے انڈے کے برابر یا اس سے کچھ بڑے باقی رہ گئے ہیں جو بیت اللہ کے مشرقی کونہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر لاکھ کے اندر جڑے ہوئے ہیں اور اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہ نے حجر اسود کے متعلق دو رسالے لکھے

(۱)التحریر العسجد فی الحجر الاسود　　　(۲)حجر اسود غلامِ احمد ہے

احادیث مبارکہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الحجر الاسود من الجنة وھو امثال بیاضاً خسورة خطایا بنی آدم من اللین . (رواہ احمد وترمذی وقال ہذا حسن صحیح)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حجر اسود بہشت سے آیا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا بنو آدم کے خطاؤں نے اسے سیاہ بنادیا

ہے۔

ورواہ احمد عن انس والنسائی عن ابن عباس الحجر اسود من الجنة .

وفی روایة میمونة عن انس الحجر اسود من حجارة الجنة.

وفی روایة احمد وابن البهقی عن ابن عباس الحجر الاسود من الجنة کان اشد بیاض من اللبن حتی سورة خطایا اهل الشرک .

وفی روایة الطبرانی عند الحجر الاسود من حجارة الجنة وما فی الارض من الجنة غیرہ وکان ابیض کالسماء ولو لا مسه من رجس اهل الجاهلیة ماسیه زرعاصبة الابیری .

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الرکن والمقام یا توتتان من یا قوت الجنة طمس الله نور هما لاضا ما بین المشرق والمغرب رواہ الترمذی.

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشت کے یاقوتی پتھر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو چھپالیا ہے ورنہ ان کے نور سے مشرق ومغرب تاباں ہوتے ہیں۔

جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دے کر فرمایا

انی لا علم انک حجر لا تنفع ولا تضر ولو لا یقبلک ما قبلتک

یہ جملہ سن کر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

بلی یا امیر المومنین یضر وینفع ولو علمت تاویل ولک من کتاب الله لقلت کما اقول ''اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ا قَالُوْا بَلٰی ا '' فلما اقرر بانه الرب عزوجل وانهم العبید کتب میثاقهم فی رق القیم فی هذاالحجر وانه یبعث یوم القیمة وله عینان ولسان وشفتان شهدمن وافاه فهو امین الله فی هذا الکتب وقال له عمر رضی الله تعالیٰ عنه

لا بقانی الله بارض لست نست بهایا اما م الحسن . (رواہ الحاکم)

اے امیر المومنین یہ نفع ونقصان دیتا ہے اگر میری طرح آیۃ کریمہ ''اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ الی تفسیر'' آپ کو معلوم ہوتی تو آپ میری طرح فرماتے کہ یہ نفع ونقصان دیتا ہے اس لئے کہ روزِ میثاق جب اللہ تعالیٰ نے بندوں سے میثاق لیا تو اس عہدنامہ کو اس پتھر (حجر اسود) کے منہ میں ڈالا جب یہ قیامت میں اُٹھایا جائیگا تو اس کی دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ

ہوں گے ان لوگوں کے لئے گواہی دیگا جو اپنے عہد پر قائم رہے یہ حجر اسود اپنے اس عہدنامہ میں اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی مجھے اللہ اس سرزمین میں باقی نہ رکھے جہاں تم موجود نہ ہو۔

ابـن خـزيـمة عـن فـي صـحـيـحـه نـزول الـحـجـر الاسـود مـن الـجـنة الـخ الا انـه قـال اشهـد بيا

الشلج. (ترغیب منذری جلد ۱۴، صفحہ ۱۹۴)

ورواه الـطبـرانـي فـي الاوسـط والكبير باسناد حسن ولفظ قال الحجر الاسود من حجارة الجنة وما

في الارض من الجنة غير الخ

في رواية لابن خزيمة قال الحجر الاسود يا قوتية بيضا من اليواقيت الجنة الخ

وكان ابيض من المها ولو لا ما حصر من رجس اهل الجاهلية فامسة ذرعاهة الابراء.

عـن عبـدالله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال نزاله كن الاسود من السماء فو ضع على ابى جيس

كـانـه مهاء بيـضـاء فـمـكـث اربعين سنة ثم وضع علىٰ قواعد ابراهيم رواه الطبراني في الكبير موقوفا

باسناد (صحیح)

رکن اسود یعنی حجر اسود آسمان سے نازل ہوا وہ گویا سفید بلور تھا اسے چالیس ابوقیس پہاڑی پر رکھا گیا پھر اسے اتار کر قواعد

ابراہیم پر رکھا گیا۔

عـن انـس ان رسـول الـلـهﷺ الـركـن والـمـقـام يـاقـوتـتـان مـن يـواقـيـت الـجـنة قـال الحـاكم ص

الاسناد.

واخربه البيهقي بسند على شرط مسلم

والـطبـرانـي مـن عـائشة رضـى الـلـه تـعـالـىٰ عـنـهـمـا استـمـعـوا مـن هذا الحجر الاسود قبل ان يرفع فانه

خرج من الجنة ان لا يرجع اليها قبل يوم القيامة.

في رواية الجندة عن مجاني الجنة ولو لا يكن منها لفن.

عن سعيد بن المسيب الركن والمقام حجر ان من حجارة الجنة. (عینی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۲۴۲)

اسی طرح متعدد روایات میں ثابت ہے کہ حجر اسود بہشتی پتھر ہے۔

حسب روایات صحیحہ میں یہ مسئلہ موجود ہے پھر تفاصیل کی نقل کی کیا ضرورت ہے نیز جب نبی کریمﷺ کے

ارشاداتِ گرامی کی تصریحات موجود ہیں تو پھر عقیدت کی طلب کیوں باوجود ایں ہمہ حجر اسود کے بہشتی پتھر ہونے کے متعلق دورِ سابق میں ایک واقعہ گزرا ہے۔ چنانچہ سلطان ملاعلی قاری حنفی قدس سرہ جلد۳ صفحہ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ

ومما يؤ يد كون الركن من المرقاة انه لما اخزته الكفرة القرامطة بعدان غير المكة حتى ملؤ المسجد وزم زم من القتل وضرب الحجر بربوش قال الى كم تعيد من دون الله ثم زهبرا به الى بلادهم نكاية للمسلمين مكثت عندهم بضعاوعشرين سنة ثم لمامر لحر ايمال كثير على دره قالو انه اختلط بين حجارة عندنا ولم عنيزه الان من غيره فان كانت لكم علامة تميزه فاتوالجصاو منيرده فسئل اهل العلم من علامة تميزه فقالوا ان النار لا توتمر فيه لانه من الجنه فذكر اللهم ذالكـ ما منحنرا وصار كل حجر يلقونه فى النار حتى جاؤا فلم تقدالنار علىٰ اومنىٰ تاثير فيه فعلموا انه هو فردوه. (وكذافى العينى شرح بخارى صفحہ۲ مطبوعہ مصر)

حجر اسود کے بہشتی ہونے کے عقلی دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ قرامطہ (کفار) جب مکہ معظّمہ پر غلبہ گئے تو انہوں نے مسجد حرام میں شہیدوں کا ڈھیر لگادیا اور ساتھ ہی آبِ زم زم خون سے بھر گیا۔ ایک بد بخت نے حجر اسود کو کدال سے مار کر کہا کہ کب تک تو اللہ تعالیٰ کے ماسوا پرستش کیا جائیگا پھر اس حجر اسود کو مسلمانوں کو رسوا کرنے کی غرض سے اکھیڑ کر ساتھ لے گئے۔ کافی عرصہ وہ حجر اسود کو اپنے ساتھ رکھے رہے (یعنی بیس تیس سال کے درمیانی عرصہ تک) اس کے بعد اہلِ اسلام سے ان کی مصالحت ہوگئی تو مسلمانوں نے حجر اسود کو واپس لیجانے کا مطالبہ کیا اور اس کے عوض زرِ کثیر بھی دینا قبول کیا لیکن انہوں نے یہ عذر کیا کہ اب وہ پتھر ہمارے عام پتھروں میں مخلوط ہو گیا ہے ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ تمہارا حجر اسود کون سا ہے اگر تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے تو چل کرا سے ہمارے پتھروں سے اُٹھالو۔ عوام اہلِ اسلام نے علمائے کرام سے سوال کیا تو علمائے کرام نے فرمایا چونکہ حجر اسود بہشتی پتھر ہے اس لئے اس پر آگ کا اثر نہیں ہوگا لہٰذا ان تمام پتھروں کو آگ میں پھینک دووہ تمام پتھر جل جائیں گے حجر اسود باقی رہ جائیگا۔ کفار بھی اس بات کو مان گئے چنانچہ ان سب کو آگ میں پھینکا گیا جونہی ان کا کوئی پتھر آگ میں جاتا فوراً ٹکڑے ہوجاتا لیکن حجر اسود کو آگ میں پھینکا گیا تو اس پر معمولی طور پر بھی آگ کا اثر نہ ہوا اسے مسلمانوں نے اُٹھالیا اور واپس مکہ معظّمہ میں لے آئے اس کے بعد ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ بہشتی ہونے کی دوسری عقلی دلیل یہ ہے

ومن العجب انه الذهاب فات تحته من شدة ثقله اهل كثيرة وفى العود حمله جمل اجوب الىٰ مكة

ولم يتاثر به. (مرقاۃ جلد۳ صفحہ ۲۱۰)

یعنی بہت بڑی تعجب خیز بات یہ ہے کہ جب کفار (قرامطہ) حجر اسود کو اُٹھا کر لے جانے لگے تو ان کے منزلِ مقصود تک کئی اونٹ حجر اسود کے بوجھ کی تاب نہ لا کر مر گئے لیکن جب مسلمان اسے واپس مکہ کو لائے تو اسے ایک معمولی اونٹ پر رکھا گیا جسے معمولی سے معمولی تکلیف بھی نہ ہوئی۔

اور حضرت امام بدرالدین عینی روایاتِ شرح بخاری صفحہ ۲۴۲ میں لکھتے ہیں کہ

كان ابوطاهر القرمطى من الباطينة وقال سنو ورابه هذا لحجر مقنطيس بنى ادم فجاء الىٰ مكة وقلع الباب واصعد رجلا من اصحابه يقطع الميزاب فترى على راسه جهنم وبئس الماب واخذ اسلاب مكة والحاج والقى القتلى فى زم زم فهلك تحت الحجر من مكة الى الكوفة من الجانب الغزل ظنامه ان الحج منتقل الى الكوفة قال ابن دحية ثم حمل الحجر الىٰ هجر سنة سبع عشرة وثلاثماة بقى عند القرامة اثنين وعشرين شهر الاشهرثم رد الخمس خلون من ذوالحجة منافعلوا وقالو اخذنا ه باذروه نردوه الا بامر و قيل ان القراملى باع الحجر من الخليفة المقتدر بثلاثين الف دينا اثم ارسل الحجر الى مكة على قعود اعجف فمن تحته وزاد حسنه الى مكة شرفها الله تعالىٰ

ابو طاہر قرامطی کو بدگمانی تھی کہ حجر اسود بنی آدم کا مقناطیس ہے اسی لئے عالم دنیا سے اس کی طرف آئے ہیں اس نے مکہ شریف پر حملہ کر دیا اور دروازہ توڑ کر اپنے ایک ساتھی کو بیت اللہ کی چھت پر چڑھایا تا کہ میزابِ اقدس توڑ ڈالے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے وہیں ہلاک کر دیا کہ سر کے بل گرا اور سیدھا جہنم میں پہنچا اس کے بعد اس کے مکہ معظّمہ کا تمام سامان اُٹھایا اور حاجیوں کو قتل کر کے زم زم میں پھینک دیا جب حجر اسود کو اُٹھا کر کوفہ کو لے جانے لگا تو کوفہ تک پہنچنے تک حجر اسود کے بوجھ سے چالیس آدمی فنا ہوئے۔ اس بد بخت نے جامع مسجد کوفہ کے ساتویں ستون پر غربی جانب حجر اسود کو لٹکایا اس گمان پر کہ اب حج یہاں ادا ہوگا لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا۔ ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ یہ پتھر حجر اسود ۳۱۷ھ میں مکہ معظّمہ سے اُٹھایا گیا گویا قرامطی کے ہاں بتیس سال ایک ماہ کم پھر ۵ ذوالحجہ ۳۳۹ھ کو واپس لوٹا گیا یہ ترکی بادشاہ کے حکم سے واپس ہوا جس نے اس کے لوٹانے پر قرامطہ کو پچاس ہزار دینار پیش کیا باوجود اس کے انہیں واپس لوٹانا پڑا کہتے ہیں کہ یہ قرامطہ نے خلیفہ باللہ کے ہاں تیس ہزار دینار میں بیچ ڈالا تھا اسے جب مکہ معظّمہ میں لوٹایا تو ایک کمزور اونٹ پر رکھا گیا وہ حجر اسود کی برکت سے مکہ معظّمہ تک نہایت حسین وجمیل اور موٹا ہو گیا۔

دلیل نمبر ۱

نیز حجر اسود کا بہشت سے دنیا میں آنا نئی بات نہیں بہت سی اشیاء اللہ تعالیٰ نے بہشت سے دنیا میں بھیجیں۔

(۱) کعبہ معظّمہ کے ابواب (۲) عصائے کلیم (۳) اسماعیل کا دنبہ (۴) ابراہیم علیہ السلام کا جبہ (۵) سکینہ تابوتی

کماقال "فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ . (پارہ۲،سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸)

آئے تمہارے پاس تابوت۔

عن ابن عباس ھی طشت من ذھب من الجنۃ کان یفعل فیہ قلوب الانبیاء . (مظہری صفحہ ۳۲۲)

(۶) کماقال اللہ تعالیٰ "وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى" (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۸۰)

اور تم پر من وسلویٰ اتارا۔

(۷) بعض روایات میں بیت المعمور بیت اللہ کے مقام پر رکھا گیا جبکہ آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے پھر وہ عمارت طوفانِ نوح کے وقت اُٹھالی گئی۔

(۸) مقامِ ابراہیم جس کی تصریحات ہماری بیان کردہ احادیث میں گزری ہیں۔

(۹) نزول مائدہ بعیسیٰ علیہ السلام

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (پارہ ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۲)

ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔

تفسیر روح البیان میں ہے

منزلت سفرۃ حمراء بین غمامتین وھم ینظرون حتی سقطت بین ایدیھم الخ . (صفحہ ۶۰۹)

(۱۰) تابوت سکینۃ کمامر وقال سید العلامۃ محمود اللہ آلوسی فی تفسیر روح المعانی فقال باب اخبار ھو صندوق انزلہ اللہ تعالیٰ علیٰ ادم فیہ تماثیل الانبیاء جمیعھم الخ. (صفحہ ۱۴۵، پارہ ۲)

اس میں ایک لاکھ یا دو لاکھ (علی اختلاف الروایتین) چوبیس ہزار پیغمبران علیہم السلام کی تصویریں کی علیحدہ علیحدہ شمار کی جائیں تو گنتی کے حساب سے بہت زیادہ ہو جائیگا۔

(۱۱) تورات مع صندوق از آسمان الخ وقال العلامۃ المذکور مرحوم مغفور واقرب الاقوال التی رایتھا انہ صندوق التوراۃ الخ (صفحہ ۱۲۶، پارہ ۲)

ان سب کو جمع کردوں تو علیحدہ ایک رسالہ تیار ہوتا ہے۔ مشتے نمونہ چند ایک عرض کردیئے ہیں صاحبِ عقل اور ذی ہوش کے لئے اتنا کافی ہے ضدی ہٹ دھرم کے سامنے دفتروں کے دفتر بھی ناوافی۔ حجر اسود کے متعلق اور احادیث بھی ہیں جو تفسیر اُویسی میں فقیر اُویسی غفرلہ نے جمع کردیئے ہیں یہاں بقدر کفایت لکھے ہیں۔ مولاعزوجل بطفیل نبی پاک، شہ لولاک ﷺ قبول فرمائے۔

کر چکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو

حل لغات

رفعت، برتری، بلندی، اوج۔ پروازیں، پرواز جمع بمعنی اڑان۔ ٹوپی (اردو) مونث کلاہ۔ تھام، آواز تھامنا پکڑنا، والا (اردو) بلند، اونچا۔

شرح

اب کعبہ معظّمہ کی بلندی پر نظروں نے پروازوں سے فراغت پائی ہے تو مدینہ پاک چلئے یہاں یہ کیفیت ہے کہ آنکھوں کی رسائی ناممکن ہے یہاں گردن کو سیدھا کرکے سر کو اُٹھا کر پھر نظر کو اونچا کرنا ہوگا اس وقت سر کے پیچھے سے نیچا کرنے کی وجہ سے ٹوپی، عمامہ کے گرنے کا خطرہ ہوگا فلہٰذا اسے پکڑو دروازہ رحمت کی بلندی کو اللہ تعالیٰ جانے جہاں اس کی گرد مبارک اُڑ رہی ہے اسے دیکھیں کہ کتنا بلند ہے۔
کعبہ معظّمہ کی شان کی رفعت و بلندی سبحان اللہ احادیث مبارکہ میں اس کے فضائل و کمالات بیشمار بیان کئے گئے ہیں لیکن گنبد خضریٰ کا کیا کہنا۔

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

شرح

کعبہ مکرمہ میں عابد بڑی عبادت و طاعت کی ادائیگی کے بعد بھی کانپ رہا ہے کہ نا معلوم عبادت و طاعت قبول ہوئی یا کیونکر۔ لیکن یہاں مدینہ طیبہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ کے دربار میں شفاعت کے سہارا پر گنہ کو ناز ہے کہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی شفاعت والے رحیم ﷺ کی رحمت جوش زن ہوگی۔

بے نیازی کی داستانیں

حضرت ابوعبداللہ جوہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں عرفات کے میدان میں تھا میری ذرا سی آنکھ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے مگر ان میں قبول صرف چھ ہی آدمیوں کا ہوا ہے۔
یہ بات سن کر مجھے بہت رنج ہوا دل چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے ماروں اور اپنی حالت پر خوب روؤں اتنے میں

فقال له الاخر ما فعل الله تعالیٰ فی الجمیع قال نظر الکریم الیهم بعین الکرم فوهب لکل واحد منهم مائة الف وغفر لستمائة الف بستة انفس وذلک فضل الله یؤتیه من یشاء ذوالفضل عظیم. (روض الریاحین صفحہ ۵۳)

پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جن کا حج قبول نہیں ہوا کیا معاملہ فرمایا؟ دوسرے فرشتے نے کہا کہ کریم نے نظر کرم فرمائی اور چھ مقبولین کے طفیل چھ لاکھ کا حج بھی قبول فرمالیا ہے اور یہ اللہ کا فضل اور وہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرمائے وہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

ایک بزرگ کئی سالوں سے حج کے لئے آرہے تھے ہر سال طوافِ کعبہ کے وقت ایک شخص طواف کرتے ہوئے لبیک کہتے سنتا لیکن غیب سے لا لبیک کی آواز آتی۔ بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ جب تیری لبیک قبول ہی نہیں ہوتی تو پھر بار بار حاضری کا کیا معنی جواب دیا کہ اگر وہ قبول نہیں فرماتا تو پھر کہاں جاؤں یہیں دروازہ ہے جو میرا ماویٰ وملجا ہے اسی وقت آواز آئی کہ ہم نے اس کے تمام حج قبول کیئے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرفات میں پہنچے تو بالکل چپ رہے سورج غروب ہونے تک کوئی لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے اور حدودِ حرم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے روتے ہوئے انہوں نے یہ اشعار پڑھے

اروح وقد ختمت علیٰ فوادی بحبک ان یحل به سوالا

میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری جنت کی مہر لگادی تا کہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزر نہ ہو۔

فلم انی استطعت غمضت طرفی فلم انظر به حتی اراکا

اے کاش مجھ میں استطاعت ہوتی کہ میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتا اور اس وقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ

لیتا۔

وفی الاحباب مختص بوحد　　　　واخر یدعی معه اشتراکا

اہل محبت میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جن میں دوسرے کی بھی شرکت ہوتی ہے۔

اذا انسکبت دھوع فی خدود　　　　تبین من بلی مما تباکا

جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی رو رہا ہے۔(روض صفحہ ۴۹)

دربارِ رسول ﷺ کا پیار

یہاں کے پیار کا انداز ہی نرالا ہے کہ یہاں جو بھی آیا ناز کا پالا بن گیا خواہ وہ کیسا ہے نیک ہے یا بُرا یہاں بن مانگے ہر شے ملتی ہے اور جرائم کی بخشش کا تو حساب ہی کیا۔خیر القرون کے چند خوش قسمتوں کے واقعات ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ جونہی دربار میں بخشش کے لئے فریاد فوراً جواب مغفرت پایا یہاں دیگر قسم کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک یمن کے شہر صنعاء سے باارادۂ حج نکلا تو شہر کے بہت سے لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر تک آئے ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم مدینہ منورہ پہنچو تو میری طرف سے بھی حضور اکرم ﷺ ،حضرت ابوبکر صدیق ،حضرت عمر فاروق اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں سلام عرض کر دینا۔

جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس آدمی کا سلام پہنچانا بھول گیا جب مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر ذوالحلیفہ پہنچا اور احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اس آدمی کا سلام پہنچانا یاد آیا۔میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے واپس آنے تک میرے اونٹ کا خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ ایک ضروری کام کے لئے جانا پڑ گیا ہے۔ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر تم قافلہ سے جدا ہو گئے تو پھر اس کو مکہ تک بھی نہ پاسکو گے میں نے کہا تو پھر میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔

چنانچہ میں واپس مدینہ منورہ آیا اور روضۂ انور پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام حضور اکرم ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرام کی خدمت میں پیش کیا رات ہو چکی تھی۔میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک شخص ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا میں نے اس سے قافلہ کے متعلق پوچھا اس نے کہا کہ قافلہ روانہ ہو چکا میں مسجد میں لوٹ آیا اور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافلہ کے ساتھ

چلا جاؤنگا اور سو گیا۔

آخر شب میں نے حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص ہے حضور اکرم ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ابوالوفاء میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری کنیت تو ابوالعباس ہے فرمایا تم ابوالوفاء یعنی وفادار ہو۔

واخذ بیدی فوضعنی فی المسجد الحرام فاقمت بمکة ثمانیة ایام حتی وردت الرفقة

(روض الریاحین صفحہ ۱۸۲)

اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ میں) رکھ دیا میں نے مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک قیام کیا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا۔

جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لئے
مجرمو آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو

شرح

جمعہ کے فضائل میں کتب احادیث وفقہ بھری پڑی ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے بالخصوص مکہ مکرمہ کا جمعہ اہل مکہ عبادت کے اعتبار سے اسے عید سمجھتے ہیں اسی لئے مکہ معظّمہ میں جمعہ کے دن کا سماں بڑا عجیب ہوتا ہے لیکن مدینہ طیبہ آکر دیکھو سوموار کی شب میں میلاد النبی ﷺ کی مجالس ومحافل عید سے کم نہیں ہوتیں۔ مکہ معظّمہ میں تو صرف حرم کے اندر کعبہ مکرمہ کے سامنے عید منائی جارہی ہے لیکن یہاں ہر گلی کوچہ عید گاہ بنا ہوا ہے یہ امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ کا دور تھا کہ حرمین طیبین میں میلاد النبی ﷺ کے خوب چرچے تھے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں میلاد کے دن حضور اکرم ﷺ کے مولد شریف میں حاضر ہوا لوگ آپ پر درود پڑھتے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے تھے اور ان معجزات کا ذکر کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو ایسی متبرک محافل میں حاضر ہونے پر مقرر ہیں میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت آپس میں ملے۔ (فیوض الحرمین)

فائدہ

ہم نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور سے آغاز کیا کہ اس دوران محمد بن عبدالوہاب نجدی نجد تک محدود تھا اس کے زہریلے اثرات حرمین طیبین تک نہیں پہنچے ورنہ اس سے قبل تو ہر دور میں محافلِ میلاد میں عید کا سماں ہوتا تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''میلاد النبی نگر نگر''

شاہ احمد سعید مجددی نے امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی نقل کیا ہے کہ ہمارے زمانے کا بہترین نیا کام ہر سال نبی کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے دن صدقات، خیرات کرنا، زیب وزینت اور مسرت کا اظہار ہے کیونکہ اس میں فقراء پر احسان بھی ہے اور محفلِ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم وتکریم کی علامت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر ہے کہ اس نے تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اپنے رسول ﷺ کو پیدا فرمایا۔ (اثبات المولد والقیام صفحہ ۲۵)

شیخ احمد بن خطیب قسطلانی ''مواہب اللدنیہ'' میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ میں ایک ایسی گھڑی صرف اس لئے رکھی ہے کہ اس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کو پیدا ہوئے اور پیر جو کہ حضور اکرم ﷺ کا یومِ ولادت ہے اس کی شان کیا ہوگی۔

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارمان
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

حل لغات

ملتزم، حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے مابین دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ یاں، یہاں کا مخفف۔ الجھنا، بحث کرنا، اٹکنا، جھگڑنا۔

شرح

مکہ معظّمہ میں حجاج ملتزم سے چمٹے پڑے نہایت عجز و نیاز سے آہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن یہاں مدینہ طیبہ میں ادب وعجز اور شوق دونوں کی یکجائی اگرچہ مشکل ہے کہ ادب کے تقاضے کچھ ہیں لیکن شوق کے تقاضے اس کے برعکس ہیں۔ شوق چاہتا ہے کہ یہاں سجدہ ریز ہونا چاہیے ادب روکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سے روکا ہے اسی لئے سجدہ تو دور کی بات ہے یہاں جالی سے بھی دور ہٹ کر کھڑا ہو کہ کہیں محبوب کی طبع نازک پر بارِ گراں نہ ہو۔ ان دونوں کی کشمکش اور بحث ومباحثہ بھی قابل دید وشنید ہے۔

خوب مسعی میں بأمید صفا دوڑ لئے
رہ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

حل لغات

مسعی ،اسم ظرف دوڑنے کی جگہ،صفاومروہ کے دونوں طرف سات چکر لگانے کی جگہ کو اصطلاح شرع میں سعی کہا جاتا ہے۔

شرح

دونوں راستوں صفاومروہ کے دوڑنے سے حاجی کا مقصد یہی ہے کہ تمام گناہ ڈھل جائیں۔

سعی صفاو مروہ طواف القدوم یا طواف العمرہ سے فارغ ہونے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے لڑکے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ جبکہ وہ ابھی پیتے بچہ تھے اللہ کے حکم سے اس جگہ چھوڑ گئے جہاں اب مکہ معظّمہ ہے جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ رہا اور ان کی چھاتی سے دودھ بھی ختم ہو گیا تو بچہ بھوک کے مارے زمین پر ایڑیاں مارنے لگا تو آپ پانی کی تلاش میں نزدیک پہاڑی صفا پر چڑھ گئیں اوپر جا کر دیکھا تو نہ پانی نظر آیا اور نہ کوئی انسان پھر دوسری پہاڑی مروہ پر چڑھ گئیں وہاں بھی کچھ نظر نہ آیا اسی طرح سات مرتبہ ان پہاڑوں پر چکر کاٹے۔کبھی آہستہ چلتیں کبھی دوڑ پڑتیں آخر اللہ نے کرم کیا تو حضرت اسمٰعیل کی ایڑی رگڑنے سے چشمہ پھوٹ نکلا چونکہ یہ سب کچھ اللہ کے راستہ میں اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوا اللہ کو یہ ادا پسند آئی لہٰذا سعی صفاومروہ حج کا رکن قرار پائی۔

حضور اکرم ﷺ جب صفاومروہ کی سعی کا رُخ کرتے تو مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرماتے

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ(پارہ۲،سورۃالبقرہ،آیت ۱۵۸)

بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان اللہ کتب علیکم السعی. (ابن ماجہ) بیشک اللہ نے تم پر سعی کو ضروری قرار دیا۔

صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ دو بت رکھے تھے جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے اسلام کے بعد لوگوں کو اس وجہ سے صفاومروہ کے مابین دوڑنے میں تامل ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ الخ" نازل فرمائی کہ صفا

ومروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہے لہٰذا جو حج یا عمرہ کرے اس پر حرج نہیں کہ وہ ان کا طواف کرے۔

رہ جاناں کا تماشہ

جو حضرات مدینہ طیبہ کا راستہ طے کرتے جونہی مدینہ پاک کے نزدیک ہوتے ہیں ان کا عاشقانہ منظر قابل دید ہوتا ہے

چوں شود وعدۂ وصل نزديك آتش عشق تيز ترگردد

جب وعدۂ وصال نزدیک ہوتا ہے تو عشق کی آگ اور تیز ہو جاتی ہے۔

حکایت

حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں شدتِ پیاس سے نہایت بے تاب ہو کر گر پڑا تو کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھا کہ ایک حسین شخص خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ انہوں نے کہا دیکھو کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ ہے۔

فقال انزل فاقرء علیٰ رسول اللہ ﷺ السلام وقل له اخوک الخضر یقرئک السلام

(روض الریاحین صفحہ ٦٣)

تو انہوں نے فرمایا اترو اور جاؤ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو اور یہ بھی عرض کرنا کہ آپ کے بھائی خضر نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔

حضرت شیخ ابو عمران الواسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے باارادۂ زیارت روضۂ انور حضور اکرم ﷺ چلا۔ راستہ میں مجھے اتنی سخت پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور اسی مایوسی کی حالت میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعتۃً ایک سوار سبز گھوڑے پر نمودار ہوئے اور میرے پاس آئے ان کے گھوڑے کا لگام بھی اور زین بھی اور ان کا لباس بھی سبز تھا۔ ان کے ہاتھ میں پیالہ بھی سبز اور اس میں شربت بھی سبز ہی رنگ کا تھا۔ وہ انہوں نے مجھے دیا اور فرمایا پیو میں نے تین مرتبہ پیا مگر اس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا مدینہ منورہ تا کہ نبی کریم ﷺ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلام عرض کروں

فقال اذا وصلت وسلمت علی النبی ﷺ فقل لھم رضوان یقرئکم . (روض الریاحین صفحہ ۱۸۶)

تو فرمایا جب تم وہاں پہنچو اور حضور ﷺ پر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض کرلو تو ان تینوں سے کہنا رضوان آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

رقصِ بِسمل کی بہاریں تو منٰی میں دیکھیں
دل خونبا بہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

حل لغات

رقص، ناچنا، اچھلنا کودنا۔ بسمل، گھائل زخمی۔ بہاریں، بہار کی جمع، بہار۔ خونابہ، خون کے آنسو، خالص خون۔ فشاں، اسم فاعل خونبانہ کے ساتھ مرکب ہوکر۔

شرح

منٰی میں عشاق کے رقص کی بہاریں دیکھیں تو اب ان عاشقوں کے خالص خون بہانے والے دلوں کا تڑپنا بھی مدینہ طیبہ میں جا کر دیکھیں۔

عاشقانِ حج کے تڑپنے اور رقص کے متعلق ہزاروں واقعات تاریخ کے اوراق میں ہیں۔

عاشقانِ حرم مکہ

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۴۹ھ میں حج کو جاتے ہوئے راستہ میں قادسیہ شہر میں اترا۔ وہاں میں لوگوں کی زیب وزینت اور کثرت کو دیکھ رہا تھا کہ میری نظر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جس نے کپڑوں کے اوپر ایک صوف کا کپڑا پہنا ہوا تھا اور پاؤں میں جوتا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ بیٹھا تھا میں نے دل میں کہا کہ یہ نوجوان صوفی قسم کے لوگوں سے معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ راستہ میں لوگوں پر بوجھ بنے۔ واللہ میں اس کو ضرور سمجھاؤں گا میں اس خیال سے اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو کہا کہ اے شقیق

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ا اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۲)

بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اور مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس نے میرا نام لے کر میرے دل کی بات بتا دی ہے (حالانکہ مجھ کو بالکل نہیں جانتا) یہ تو یقیناً کوئی بزرگ آدمی ہے تو میں اس کے پیچھے جاؤں اور اس سے مل کر

اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا اور میں اس کو نہ مل سکا۔ جب ہم لوگ واقصہ پہنچے تو کیا دیکھا وہ ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں پھر اس کی طرف بڑھا تا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں اس نے سلام پھیر کر مجھے دیکھا تو فرمایا اے شقیق پڑھو!

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰیo (پارہ۱۶،سورۃ طہٰ،آیت۸۲)

اور بیشک میں بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور بہت اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

یہ آیت پڑھی اور مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے کہا یہ نوجوان تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے دو مرتبہ اس نے میرے دل کی بات مجھ پر ظاہر کی ہے۔

جب ہم منیٰ میں پہنچے تو پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ایک کنوئیں پر ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ لئے کھڑا کنوئیں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اچانک وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گیا اس نے آسمان کی طف دیکھا اور یہ شعر پڑھا

انت ربی اذا ظمئت من الماء　　　　وقوتی اذا اردت الطعاما

تو ہی میرا پالنے والا ہے کہ میں پانی سے پیاسا ہو جاؤں اور تو ہی میری قوت ہے جب کہ میں کھانے کا ارادہ کروں۔

پھر اس نے کہا اے اللہ، اے میرے معبود، اے میرے آقا تو جانتا ہے کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس مجھے اس پیالہ سے محروم نہ رکھ۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی اوپر کناروں تک آ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اور وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریت مٹی اکٹھی کر کے پیالہ میں ڈالتا جا رہا تھا اور ہلا کر پیئے جا رہا تھا۔ میں نے اس کے قریب جا کر سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ کے دیئے ہوئے اس انعام سے کچھ بچا کھچا مجھے بھی عنایت فرمایئے؟ فرمایا اے شقیق ہم پر ہمیشہ اللہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں رہی ہیں پس تم اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو پھر وہ پیالہ مجھے عنایت فرمادیا اور خود چل دیئے میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم وہ نہایت لذیز، میٹھے اور خوشبودار ستو تھے کہ ایسے میں نے عمر بھر کبھی نہ پیئے تھے۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیئے چنانچہ ان کی برکت و تاثیر سے کئی دن تک مجھے نہ بھوک لگی اور نہ پیاس۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک میں نے اس کو نہ دیکھا جب ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو ایک مرتبہ آدھی کے رات پھر قبۂ زم زم کے پاس بڑے خشوع سے نماز پڑھتے اور خوب روتے ہوئے دیکھا۔ صبح صادق تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا پھر وہیں بیٹھ کر تسبیح پڑھتا رہا۔ پھر فجر کی

نماز پڑھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا طواف کے بعد باہر جانے لگا تو میں بھی پیچھے چل پڑا۔ باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت میں دیکھتا آیا تھا اس کے بالکل خلاف اس کے ساتھ اس کے دوست خدام اور غلام موجود تھے جنہوں نے اس کو آتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کی خدمت میں سلام پیش کر رہے تھے میں نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ

من هذا الفتى یہ نوجوان کون ہے؟

اس نے کہا

هذا موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب. (روض الریاحین صفحہ ۵۷)

یہ حضرت امام موسیٰ (الکاظم) بن امام جعفر (الصادق) بن امام محمد (الباقر) بن امام علی (زین العابدین) بن امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچا۔ عصر کی نماز کے وقت جبل ابوقبیس پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ بیٹھے دعا مانگ رہے ہیں اور "یارب ، یارب" اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر اسی طرح "یاحی یاحی" پھر اسی طرح "یا ارحم الرحمین" کہتے رہے اس کے بعد یا اللہ میرا انگوروں کو دل چاہتا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہوگئیں ہیں۔

لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اسی وقت میں نے ان کے پاس ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور نہیں تھے اور ساتھ ہی دونئی چادریں بھی رکھی ہوئی دیکھیں۔ جب وہ کھانے لگے تو میں نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا فرمایا کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ جب آپ دعا فرمار ہے تھے تو میں آمین آمین کہہ رہا تھا فرمایا اچھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لیجانا میں نے آگے بڑھ کے ان کے ساتھ کھانے شروع کر دیئے وہ انگور ایسے عجیب ولذیز تھے کہ میں نے ان جیسے انگور ہرگز کبھی نہیں کھائے تھے ان میں دانہ بھی نہ تھا۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر لطف یہ کہ ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی پھر وہ فرمانے لگے کہ ان دونوں چاروں میں ایک پسند کر لے میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے پھر فرمایا ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ تا کہ میں ان کو پہن لوں۔ میں ایک طرف ہٹ گیا تو انہوں نے ایک تو تہبند کے طور پر باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اترے۔ میں بھی پیچھے ہولیا جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا

اکسنی کساک الل یا ابن رسول الله حلة من حلل الجنة فد فعلهما الیه فلحقت الرجل فقلت له من هذا فقال جعفر بن محمد فطلبته لاسمع منه شیئا لانتفع به فلم اجده رضی الله تعالیٰ عنه.

(روض الریاحین صفحہ ۵۷)

اے رسول اللہ کے بیٹے یہ کپڑے مجھے پہنا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا حلہ پہنائے تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں میں نے اس سائل کے پاس جا کر اس سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا امام جعفر الصادق بن محمد ہیں میں نے پھر ان کو ڈھونڈا تا کہ ان سے کچھ سنو اور نفع حاصل کروں مگر میں ان کو نہ پا سکا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو جعفر امام محمد الباقر بن علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں کسی نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئیں آپ اس قدر زور سے نہ چیخیں

فقال لما لا ابکی لعل الله تعالیٰ ینظر الی برحمته فافوزبها عنده غدا ثم طاف بالبیت وصلی خلف الاما م ورفع راسه من السجود فاذا موضع سجود مبتل بدموع عینه. (روض الریاحین صفحہ ۵۶)

تو فرمایا کیوں نہ روؤں؟ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر فرمالے اور میں کل قیامت کے دن اس کے نزدیک کامیاب ہو جاؤں پھر آپ نے طواف کیا اور مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھی جب سجدہ کر کے سر اُٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔

حضرت امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقویٰ اور پرہیز گاری، اتباع و اطاعت شعاری، صبر و شکر گزاری، سخاوت و بردباری، علم و عرفان اور فقہ و کلام میں اپنی مثال آپ تھے۔ اہل بیت نبوت میں آپ افضل ترین شخصیت تھے، آپ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں بایں ہمہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے اور احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے کہا آپ لبیک نہیں پڑھتے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں جواب میں "لا لبیک" نہ کہہ دیا جائے لوگوں نے کہا احرام باندھ کر لبیک کہنا ضروری ہے آپ نے لبیک پڑھا تو بے ہوش ہو کر سواری سے گر پڑے اور اختتامِ حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لبیک کہتے بے ہوش ہو جاتے۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۳۰۶)

اسی طرح جب آپ وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو بدن کانپنے

لگ جاتا آپ سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا

ما تدرون بین یدی من اقوم. (روض الریاحین صفحہ ۵۵)

تمہیں معلوم نہیں کہ کس ذاتِ پاک کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں؟

ہمارے بعض دوستوں نے ہمیں بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جو ابن ثابت کے نام سے مشہور تھے رہتے تھے۔ متواتر ساٹھ سال تک وہ ہر سال فقط حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ حاضر ہوتے رہے۔ ایک سال کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو ایک دن انہوں نے اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے کچھ غنودگی کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا

وھو یقول یا بن ثابت لم تزرنا فزرناک۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۸۳)

کہ آپ فرمارہے تھے ابن ثابت تم ہماری زیارت کو نہ آئے تو ہم تمہاری زیارت کو آ گئے۔

ایک عورت نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرادو

فکشفته لها فبکت حتی ماتت. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے لئے پردہ اُٹھا دیا وہ عورت (زیارت کرکے اس قدر) روئی کہ وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت داؤد بن ابی صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مروان حضور ﷺ کے روضۂ انور پر حاضر ہوا

فوجد رجلا واضعا وجهه علی القبر فاخذ برقبته و قال اتدری ماتصنع قال نعم! فاقبل علیه فاذا هو ابوایوب الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه فقال جئت رسول الله ﷺ ولم ات الحجر سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تبکوا ولکن ابکو ا علیه اذا ولیه غیر اهله. (المستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۵۱۵)

تو اس نے ایک شخص کو قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ ''ہاں جانتا ہوں'' کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے! فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین پر اُس وقت نہ روؤ جبکہ اس کا والی اہل ہو لیکن اُس وقت ضرور روؤ جبکہ اس کا والی نا اہل ہو۔

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

حل لغات

غور (عربی) گہراؤ، عمیق، زمین پست، نیچے جانا، یہاں پہلے معنی مراد ہے۔ صدا (عربی) آواز، گونج۔

شرح

اے (امام احمد) رضا (قدس سرہ) غور سے سن کعبہ سے آواز گونج رہی ہے کہ لوگو میری آنکھوں سے میری پیارے نبی ﷺ کا روضہ دیکھو۔

شرح

اس شعر میں تین مسئلے ہیں۔

(۱) کعبہ معظّمہ میں انسان کی طرح شاعر و معالم ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر

(۲) کعبہ معظّمہ کا کلام وغیرہ محبوبانِ خدا (ﷺ) سنتے جانتے بلکہ اس سے باہم گفتگو ہوتے اور ایک دوسرے سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں۔

(۳) کعبہ معظّمہ بھی ہمارے نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کا نیاز مند غلام اور عاشق ہے۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

شرح

یاد رہے کہ بہشت میں پہونچنے کے لئے پل صراط سے گزرنے کے اور کوئی راستہ نہیں ہوگا اور سب سے پہلے خود حضور اکرم ﷺ اپنی امت کو لے کر پل صراط کو عبور فرمائیں گے آپ کے بعد باقی انبیا علیہم السلام اپنی اپنی امت کو لے کر گزریں گے۔ آپ ﷺ کی وجد آفرین صدا "رب سلم رب سلم" ہے اور آپ کے وفادار امتی ایسے پل کو عبور کریں گے کہ گویا نہ پل کو محسوس ہوگا کہ کوئی گزرا ہے اور نہ ہی گزرنے والے کو۔ امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسی وفادار امتی ہونے کی آرزو کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ ایسے ہی ہوگا ادھر جبریل علیہ السلام حضور سرورِ عالم ﷺ کی امت

کے لئے پَر بچھا دیں گے تا کہ امت مصطفویہ علیٰ صاجبہا الصلوٰۃ والسلام ان کے پَروں پر بیٹھ کر پل صراط کو عبور کرے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے آقا کریم ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ اس وقت ہم تو صرف آپ سے ہی وابستہ ہیں کیونکہ زندگی بھر کہتا رہا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

اسی لئے اے آقا کریم ﷺ پل صراط کو عبور کر رہا ہوں تو اپنے دامن رحمت سے ہی وابستہ رکھیں جبرئیل علیہ السلام کے پَروں کا محتاج نہ بنائیں۔

جبرئیل علیہ السلام کے پَر

یہ حدیث شریف فقیر نے شرح ہذا میں متعدد مقامات پر درج کی ہے مضمون کی مناسبت سے عرض کرتا ہوں۔

عمدۃ المفسرین علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب سدرۃ سے آگے بڑھے تو حضور اکرم ﷺ سے فرمایا

یاجبرائیل ھل لک من حاجۃ الی ربک — اے جبرائیل رب کی طرف کوئی حاجت ہو تو بتاؤ

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا

یامحمد سل الی بسط جناحی علی الصراط لا متک حتی یجوز واعلیہ

اے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے یہ سوال کریں کہ قیامت کے دن آپ کی امت جب پل صراط سے گزرے تو میں ان کے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھا دوں تا کہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔(روح البیان جلد خامس صفحہ ۲۲۱)

فائدہ

نیک ہو یا بد مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے مومن گزر جا کہ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کردی ۔حسن وقتادہ سے مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پلصراط پر گزرنا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔(روح البیان)

کانٹا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

شرح

غمِ روزگار کا کانٹا میرے جگر کو کھا رہا ہے برائے کرم اے حبیب کریم ﷺ اسے جگر سے ایسے نکال لیجئے کہ جگر کو بھی پتہ نہ چلے۔اس شعر میں حسب عادت اپنے دکھ کی داستان اپنے کریم ﷺ کے حضور میں پیش کی ہے اور غم روزگار کا ازالہ چاہا ہے اسی طرح ہمیشہ سے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

حضرت مصلح الدین شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

چه کم گردد اے صدر فرخنده پے — زقدر رفیعت بدرگاه حے
که باشند مشتے گدایان خیل — بمهان دارالسلام از طفیل
چه وصفت کند سعدئ ناتمام — علیك الصلوٰة ای نبی والسلام

خداوند قدوس کی بارگاہ رفیع میں آپ کی جو قدر و منزلت ہے اس میں سے اے میرے سردار کیا کمی ہوگی (کچھ نہ ہوگی) اگر تھوڑے سے آپ کی جماعت کے بھکاری آپ کے طفیل میں آپ کے مہمان خانہ جنت میں داخل ہوجائیں آپ کی تعریف سعدی جو ناقص ہے کیا کرسکتا ہے پس آپ پر بے شمار درود ہوں اے نبی اور سلام ہو۔(بوستانِ سعدی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں

ینادی ضارع بخضوع قلب — وذل والبتهان والتجاء
یارسول الله یا خیر البرایآ — نوالک ابتغی یوم القضاء

ایک مصیبت زدہ فریادی آپ کو ولی فردمائیگی کے ساتھ پکار رہا ہے اور گڑگڑا کر التجا کررہا ہے اے اللہ کے رسول اے سب مخلوق سے افضل میں آپ کا انعام اور نوازش قیامت کے دن چاہتا ہوں۔

عقیدہ

اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ امتی اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ قریب سمجھے اور یہی عقیدہ ہو کہ دکھوں کو جانتے بھی ہیں اور انہیں ایسا ٹالتے ہیں کہ خود صاحب درد کو بھی علم نہیں ہوتا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ . (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ٦)

یہ نبی ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ○

(پارہ ۱۱،سورۃ التوبہ،آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اس عقیدہ کی تفصیل حاضر و ناظر کی تحقیق میں ملاحظہ ہو۔

اسلاف کا عقیدہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے عقیدہ کی کڑی اسلاف صالحین رحمہم اللہ سے ملائی ہے چنانچہ امام محمد ابن الحاج مکی اور امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں

لافرق بین موته وحیاته ﷺ فی شاهدته لامته ومعرفته باحوالهم و نیاتهم وعزائمهم و خواطرهم وذلک عنده جلی لاخفاء به فان قلت هذه الصفات مختصة بالله تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الی عالم البرزخ من المومنین الکاملین یعلم احوال الاحیاء غالباً

حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارے میں کہ آپ امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں یہ سب چیزیں آپ پر ظاہر ہیں ان میں پوشیدگی نہیں۔ اگر تم سوال کرو کہ یہ صفات خاص اللہ کے ہیں اس کا جواب یہ ہے جب اہلِ ایمان کاملین برزخ میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ زندوں کے اکثر حالات جانتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِبشر کو خبر نہ ہو

شرح

جو امتی حالِ زار کے وقت اگر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے نجات کی درخواست کرے تو ممکن ہی نہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو خبر نہ ہو۔

ہزاروں واقعات احادیث و تواریخ میں ثبت ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ فریادی کی ہر وقت فریاد سنتے ہیں اور اس

کی فریاد کے مطابق بارگاہِ حق سے اس کا مدعا بھی پورا کراتے ہیں۔

یہ شعر گویا سابقہ دو شعروں کی دلیل ہے۔

فریادیوں کی فریاد کے واقعات

(۱) راجز اسلمی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ طبرانی شریف و دیگر حوالہ جات کے ساتھ اسی شرح حدائق میں تفصیل سے فقیر نے عرض کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی بیشمار احادیث میں ایسی روایات ہیں (فقیر کی کتاب ندائے یارسول پڑھئے)

(۲) **فریادِ امت :۔** اس شعر میں تین مسائل کی تحقیق فقیر حاضر کرتا ہے۔ غمخوارِ امت ﷺ کا فریاد کو براہ راست سننا۔

(۳) **فریادی کی مدد کرنا:۔** یہ تینوں اور ان جیسے کئی مسائل خیرالقرون سے صدیوں تک متفق علیہ رہے خوارج و معتزلہ و ابن تیمیہ وغیرہا مرمٹے ان سے اختلاف کی بو اٹھی تھی جسے قدمائے اہل سنت نے ان کی تمام کاروائیوں کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ وہابی تحریک میں انگریز نامراد کے بل بوتے پر محمد بن عبدالوہاب نے ان مردہ عقیدوں کو نئے رنگ وڈھنگ میں منظر عام پر لایا نہ صرف منظر عام پر لایا بلکہ ساتھ ہی شرک و بدعت کا فتویٰ بھی دیا۔ ہمارے دور میں شرک و بدعت کی وعید سنانے والے وہی ہیں جو نجدی سے متاثر ہیں ورنہ جو اہلِ حق ہیں انہیں ان کے فتوائے شرک و بدعت سے کوئی خطرہ نہیں۔

فریادِ امت

یہ تو مسلم ہے کہ مسلمانوں کو حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات سے جو شغف اور تعلق روحانی ہے دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔

عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک مسلمان اپنے اس خصوصی کردار میں ممتاز رہے ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنے رہنما سے وہ عشق اور شیفتگی نہیں رکھتی جو اہلِ اسلام کو اپنے پیغمبر ﷺ سے ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے مسلمان دل و جان سے ان پر شیداء اور مجازی میں نہیں حقیقی معنی ہیں، ان کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان کو اپنے روحانی کرب و اضطراب کا مسیحا تصور کرتے ہیں اور جسمانی درد و الم کا مرہم سمجھتے ہیں، خلوت و تنہائی ہو یا جلوۃ و انجمن، جوش و مسرت ہو یا رنج و محن ہر عالم میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کا نعرہ لگاتے ہیں، انہیں تصور میں اپنے پاس پاتے ہیں تو انہیں خطاب کرتے ہیں اور ان سے التجا اور فریاد کرتے ہیں۔

اوراس عالم میں چودہ صدیوں کے دبیز پردے، ہزاروں میل کی مسافتیں شجر وحجر بحر و بر، موت وحیات اور شہود وغیاب کے حجابات ہیچ اور درماندہ ہوتے ہیں

بعدمنزل نه بود در سفر روحانی — نہیں سفر روحانی بعد منزل کچھ

اے غائب از نظر که شدی ہم نشین دل — می بینمت عیاں و دعاء می فرستمت

نگاہوں سے غائب اور دل میں پوشیدہ — میں تجھ کو علی الاعلان دیکھ رہا ہوں دعا بھیج رہا ہوں

اس خطاب وندا، استغاثہ وفریاد سے سخت وحشت ہوتی ہے وہ اس کو اسلام کی تعلیمات کے خلاف سخت خلاف بلکہ شرک وکفر تک کہا کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ خطاب کے سلسلہ میں عام گمان یہ ہے کہ جو سامنے ہو اسی کو ہم پکاریں اور جس کو دیکھ رہے ہوں اسی کو خطاب کریں اور آواز دیں حالانکہ یہ کلیہ نہ عقلاً درست ہے اور نہ نقلاً۔ اس لئے کہ جس شخص کو یہ بھروسہ ہو کہ میرا مخالف میرے خطاب وندا کو سنتا ہے یا اس سے مطلع ہو جائیگا وہ بلا جھجک اس کو قریب اور دور اور غیبت و حضور سے پکارے گا خواہ اس طرح کہ اس کی آواز میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اپنی آواز دور دراز پہنچا سکے خواہ اس طرح کہ سننے والے کے کان میں اتنی طاقت ہو کہ وہ دور دراز کی آواز سن سکتا ہو خواہ اس طرح کہ اس کا پیغام کوئی لے جا کر مخاطب تک پہنچا دے ان تمام صورتوں کی دلیلیں اور مثالیں فقیر نے ''ندائے یارسول اللہ'' میں عرض کردی ہیں یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ریڈیو وغیرہ

جب انہیں لہروں کو ''ریڈیو اسٹیشن'' برقی اور ریڈیائی لہروں میں تبدیل کر دیتا ہے تو ان میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ ہوا کے دوش پر سوار ہو کر سارے عالم میں گردش کرتی رہتی ہیں اور پوری فضا ان سے معمور رہتی ہے لیکن پھر انہیں لہروں کو ہوا کی لہروں میں تبدیل ہو کر ہمارے کانوں کی سماعت کے لائق ہونے کے لئے ''ریڈیو سیٹ'' کی مقناطیسی طاقت درکار ہوتی ہے جس سے ہم ان بکھری ہوئی آوازوں کو سنتے ہیں۔

اس انتظام کے بعد ایک آدمی دنیا کے انتہائی کناروں سے دوسرے کنارے کے انسانوں کو خطاب کرتا ہے بلکہ سارے عالم کے انسانوں کو پکارتا ہے اور انہیں اپنا سناتا ہے جیسے وہ قریب بیٹھ کر اس کا ایک ایک لفظ سن رہے ہیں اس مثال کو اگر ریڈیو اسٹیشن کی طرف دیکھئے تو ہماری بیان کی ہوئی صورتوں میں پہلی صوت کی مثال ہے کہ ایک شخص نے اپنی

آواز اتنی طاقتور بنالی ہے کہ ایک جگہ سے بیٹھ کر سارے عالم کو اپنی آواز پہنچا سکے اور اگر ''ریڈیو سیٹ'' کی طرف سے مشاہدہ کی اجائے تو یہ اس امر کی مثال ہے کہ ایک شخص نے ''مقناطیسی'' طاقت کی مدد سے اپنے کان اتنے طاقتور بنالئے ہیں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہ کر پوری دنیا کی آواز سن سکے اسی لئے ''ریڈیو اسٹیشن'' سے بولنے والے کو اس امر کا کوئی استعجاب نہیں کہ میں اتنی دور دراز کے لوگوں کو خطاب کررہا ہوں نہ سننے والے ہی حیرت وانکار کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اتنی دور سے آواز کیوں دے رہا ہے۔

فائدہ

یہ باذیات کی مثال ہے اور شرعاً روحانیات کی بیشمار مثالیں ان میں ایک سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔

واقعۂ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے مسجد نبوی کے منبر سے سینکڑوں میل دور لڑتے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقامِ نہاوند میں خطاب کیا جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسب ذیل الفاظ میں نقل فرمایا ہے

أخرج البيهقى و أبو نعيم كلاهما فى دلائل النبوة و اللالكائى فى شح السنة و الدير عاقولى فى فوائده و ابن الأعرابى فى كرامات الأولياء و الخطيب فى رواة مالك عن نافع عن ابن عمر قال : وجه عمر جيشا و رأس عليهم رجلا يدعى سارية فبينما عمر يخطب جعل ينادى :يا سارية الجبل ثلاثا ثم قدم رسول الجيش فسأله عمر فقال يا أمير المؤمنين هزمنا فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتا ينادى يا سارية الجبل ثلاثا فأسندنا ظهورنا إلى الجبل فهزمهم الله قال :قيل لعمر :إنك كنت تصيح بذلك و ذلك الجبل الذى كان سارية عنده بنهاوند من أرض العجم قال ابن حجر فى الإصابة إسناده حسن

(تاریخ الخلفاء، باب کراماتہ، صفحہ۱۱۳، مطبعۃ السعادۃ مصر)

بیہقی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ اور لالکائی نے شرح السنہ ابن عربی نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے مالک انہوں نے نافع انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر پر ساریہ کو امیر بنا کر

روانہ کیا تو ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ تین بار پکارا۔ کچھ دنوں کے بعد ساریہ کے پاس سے قاصد آیا اور اس نے بیان کی کہ ہم پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کرلیا اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی تب لوگوں نے حضرت عمر سے کہا اسی لئے اس روز آپ ساریہ کو چیخ چیخ کر بلا رہے تھے اور وہ پہاڑ تو بہت دور عجم کے شہروں میں تھا۔ ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ میں اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

فریادی کی مدد کرنا

تعد تشكر الى جدى فانه يعز عليه ذلك ومن الساعة متى جعت ياتيك رزقك حتى يسبب الله لك من يخرجك

میرے دادے ابا سے شکایت نہ کرنا کیونکہ اس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور جب تک تمہارے جانے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اس وقت تک کھانا تمہارے پاس پہنچ جایا کریگا۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ ان کو مع اس زنبیل کے حجرۂ شریفہ تک پہنچا کر آؤ میں غلام کے ساتھ چلا۔ بقیع پہنچ کر میں نے غلام سے کہا تم جاؤ اب میں چلا جاؤنگا غلام نے کہا مجھ کو یہ طاقت وقدرت نہیں کہ آپ کو حجرۂ شریفہ تک پہنچانے سے پہلے واپس ہوجاؤں کبھی حضور سید عالم ﷺ میرے سردار کو اس کی خبر نہ کردیں اس غلام نے مجھے حجرۂ شریفہ تک پہنچایا میں چار روز تک اس زنبیل سے کھاتا رہا جب کھانا ختم ہوگیا وہی غلام مجھے اور دے گیا اور اسی طرح ہوتا رہا۔ (وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۸۴ جلد ۲)

حضرت شیخ یوسف بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ہاشمیہ عورت روضۂ انور پر مجاورہ تھی بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے وہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضۂ انور سے آواز آئی

ان لك فى اسوة فاصبرى كما صبرت او نحو هذا قالت فزال عنى ماكنت فيه ومات الخدام الثلاثة الذين كانوا يؤ ذوننى. (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۸۱)

کیا تیرے لئے میری سیرت کی پیروی میں رغبت نہیں؟ صبر کر جس طرح میں نے صبر کیا تھا وہ عورت کہتی ہیں کہ اس آواز سے میری ساری کوفت جاتی رہی اور وہ تینوں خدام جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے۔

حضرت ثابت بن احمد ابوالقاسم بغدادی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں ایک موذن صبح کی اذان دے

رہے تھے جب انہوں نے "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہا تو ایک خادم نے آ کر ان کو ایک تھپڑ مار دیا وہ موذن رو پڑا

وقال یارسول اللہ ﷺ فی حضرتک یفعل بی ھذا الفعل ففلج الخادم وجعل الی دارہ فمکث ثلاثۃ ایام ومات

اور کہا یارسول اللہ آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے؟ اس خادم پر فالج گر گیا لوگ اس کو اُٹھا کر اس کے گھر لے گئے وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

ابو محمد اشبیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے اور زندگی سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی ضال نے ایک خط حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے اور بیماری کے متعلق درخواست شفاو دعا بھی کی اور حجاج کے قافلہ میں ایک شخص کو دے دیا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے آ کر ایک قصیدہ لکھا

ولن یفوت الغنی منہ یدا تربت　　　ان الحیا ینبت الازھار فی الاکم

اور آپ کی فیاضی کسی محتاج کے ہاتھ کو خالی نہیں چھوڑے گی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے اور بارش ٹیلوں پر بھی شگوفے اگا دیتی ہے۔

غرض کہ نہایت عجیب وغریب قصیدہ لکھا اور اس کو بار بار پڑھا۔ رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور اکرم ﷺ کی اس نورانی مجلس میں قصیدہ پڑھنے کا حکم ہوا۔ امام صاحب نے قصیدہ پڑھا حضور اکرم ﷺ نے ان کے مفلوج بدن پر دست مبارک پھیرا اور اپنی چادر مبارک ان کے اوپر رکھی۔ صبح گھر سے باہر نکلے تو ایک درویش فقیر ملے اور کہا اے میرے سردار وہ قصیدہ مجھے عنایت فرما دیجئے جو آپ نے حضور ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے تو حضور اکرم ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کو کون سے قصیدے کی طلب ہے؟ وہ بولے جس کا پہلا شعر یہ ہے

امن تذکر جیران بذی سلم

امام صاحب بہت متعجب ہوئے کیونکہ ابھی انہوں نے اس قصیدہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا تو وہ درویش کہنے لگے حضرت آپ تعجب نہ کریں رات جب آپ اس قصیدہ مبارک کو حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے اور حضور سن کر

جھوم رہے تھے اور پھر حضور اکرم ﷺ نے آپ کے مفلوج جسم پر ہاتھ پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی تھی یہ فقیر بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔امام صاحب نے ان کولکھوا دیا اس طرح اس قصیدہ کو شہرت ہوگئی۔(فوات الوفیات وعطر الوردہ صفحہ ۲ وغیرہ)

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''مسک الوردہ فی شرح قصیدۃ البردہ'' میں پڑھئے۔

خیر القرون میں فریاد کا واقعہ

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیاءِ عظام کا عظیم الشان وقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔

فاسرہ الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوجکم بناتی وتدخلون فی النصرانیۃ فابوا وقالوا یامحمداہ.

یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دونگا تم نصرانی ہوجاؤ انہوں نے نہ مانا اور نداء کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیدار میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کے لئے بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا

مکانت الا الغطسۃ التی رایت حتی خرجنا فی الفردوس

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔

واقعہ کا بقیہ حصہ اس طرح ہے کہ تیسرے کی سفارش ایک درباری نے کی کہ میں اس کو راہِ راست پر لاؤنگا۔اس نے یہ کام اپنی ایک حسین وجمیل ناکتخدا لڑکی کے سپرد کیا مگر وہ اس نوجوان کی عبادت وریاضت اور اس لڑکی کی طرف عدم توجہ سے متاثر ہوئی اور مسلمان ہوکر اس کے ساتھ فرار کا منصوبہ بنایا اور دونوں اس میں کامیاب ہوگئے دو دن چھ مہینے کے بعد ایک روز عالم بیداری میں وہ دونوں شہید بھائی فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور اس لڑکی کا نکاح اس چھوٹے بھائی سے کردیا۔

فائدہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے "کما ذکرہ فی الروایات نفسھا" طرطوس ایک سرحدی شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا "کما ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء" ہارون الرشید کا زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے تو یہ تینوں شہدائے کرام الاقل تبع تابعین سے تھے واللہ الہادی۔ (انوار الانتباہ صفحہ ۳۷)

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جائیے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

حل لغات

براق (عربی مذکر) وہ خوبصورت گھوڑا جس پر معراج کی حضور اکرم ﷺ سوار رہے۔ سبک روی، مرکب تیز رفتاری، گردوغبار، دھول۔

شرح

شب معراج براق سے اس کی تیز رفتاری یہ کہتی تھی کہ ایسی تیزی سے چلنا چاہیے کہ سفر کی گردوغبار کو خبر تک نہ ہو۔

رفتارِ براق

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالاسناد مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (شب معراج) میرے پاس براق لایا گیا جو ایک پایہ سفید رنگ نسبتاً گدھے سے اونچا خچر سے پست ہے وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں نظر کی انتہا ہے۔ الحدیث (شفاء شریف)

اوصافِ براق

یہ بھی حضور اکرم ﷺ کا معجزہ تھا باوجودیکہ یہ سواری اتنی تیز رفتار بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی برکت سے اسے تیز رفتار بنایا کہ عقل والے دنگ اور حیران رہ گئے اور براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ تاحد نگاہ براق کے قدم پہنچے تھے زمین سے آسمان تک اس کا ایک قدم ہوا اس لئے کہ ہم جب نگاہ اُٹھاتے ہیں تو ہماری نگاہ آسمان پر پڑتی ہے تو اس معنی پر اس کا ایک قدم زمین پر تھا تو آنکھ جھپکتے ہی اس کا دوسرا قدم آسمان پر پہنچ گیا گویا اس نے ساتوں آسمانوں کو ساتوں قدموں سے طے کرلیا۔

ردوھابیہ

جولوگ اولیائے کرام کے طے الارض (طے المسافۃ) کی کرامات کے منکر ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بڑوں (معتزلہ) نے آصف بن برخیا کی کرامت کا انکار کر دی اور دلیل یہ بتائی کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت کس طرح لایا جانا محال ہے۔ صاحب روح البیان ان کے رد میں لکھتے ہیں کہ

وبہ یرد علیٰ من استبعد من المتکلمین احصار عرش بلقیس فی لحظۃ واحدۃ

اس سے اس کا رد ہوا جو بعض متکلمین کہتے ہیں کہ بلقیس کا تخت ایک لحظہ میں لانا جانا محال ہے۔

فائدہ

ربیع الابرار میں ہے کہ براق کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح تھا اور اس کے پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح گھوڑے کی طرح اور اس کی زین سفید موتیوں کی اور دونوں رکاب سبز زبرجد اور لگام سرخ یاقوت کی۔

حدیث شریف

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا اس جیسا جانور نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں اور میں اس کے دیدار کا اشتیاق رکھتا ہوں اور میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیسا جانور ہے؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ براق ہے آپ اس پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہاں تشریف لے چلیے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوت دی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے لگام سے پکڑا، میکائیل علیہ السلام نے اس کے رکاب اور اسرافیل اس کے پیچھے میں نے جب اس پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو براق بدکنے لگا جبریل علیہ السلام نے اس کی ران پر ہاتھ رکھا اور اسے فرمایا یہ کیا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے اوپر اس جیسا نہ پہلے کوئی سوار ہوا اور نہ بعد میں امید رکھی جا سکتی ہے یہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں براق جبرائیل علیہ السلام کی بات سن کر پسینہ پسینہ ہو گیا۔

فائدہ

ابن دحیہ نے فرمایا کہ اس براق پر حضور اکرم ﷺ سے پہلے کوئی بھی سوار نہ ہوا تھا امام نووی اسی کے موافق فرماتے ہیں۔

ازالۂ وھم

جبرائیل علیہ السلام کا فرمانا کہ اے براق! ان سے پہلے تیرے اوپر نہ سوار ہوا نہ ہوگا اس سے یہ بھی مراد ہے کہ براق پر کوئی سوار نہیں ہوا اس کا یہ معنی نہیں کہ اور سوار ہوئے تھے لیکن ان جیسے نہیں تھے وغیرہ وغیرہ۔

براق کی دانشمندی

براق کو جب جبرائیل علیہ السلام نے جھڑ کا تو براق نے کہا اے جبریل علیہ السلام میں اس لئے نہیں بدکتا کہ میں نبی کریم ﷺ کو نہ اُٹھاؤ بلکہ اس لئے بدکتا ہوں کہ آپ سے ضمانت لوں کہ آپ قیامت میں میری شفاعت کی ذمہ داری لیں اور ابھی سے میرے ساتھ وعدہ فرمائیں اس لئے کہ مجھے معلوم ہے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں حضور اکرم ﷺ نے براق سے شفاعت کا وعدہ فرمالیا۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دوجہاں
اے مرتضٰی عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

حل لغات

مرتضٰی پسندیدہ لقب سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،عتیق ،آزادہ شدہ لقب سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں جہانوں کے سردار ہیں لیکن اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ راز میرے اور تمہارے درمیان ہے اس کی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک بھی خبر نہ ہو۔

ردِ شیعہ

اس شعر میں شیعوں کے اس زعم فاسد کا رد ہے کہ معاذ اللہ شیخین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپس میں بغض وکینہ تھا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیل سے سمجھایا کہ وہ راز جو خصوصیت سے حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کیا کسی کا ضمیر اجازت دیتا ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس راز کے خلاف کیا ہوگا ہرگز نہیں یہ شیعہ کا خانہ ساز عقیدہ ہے کہ ان کو آپس میں گلہ شکوہ تھا۔ (معاذاللہ)

حالانکہ کتب شیعہ شاہد ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کتنا پیار وعقیدت رکھتے تھے۔

ایسا گمادے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

حل لغات

گما دے، گم کردے۔ وِلا، محبت، دوستی۔ پُرحرف استثناء، مگر، لیکن۔

شرح

اے اللہ کریم (جل شانہ) ان کی محبت میں ہمیں ایسا گم مستغرق فرما کہ لوگ تلاش کرتے کرتے تھک جائیں بلکہ خود اپنی خبر کو بھی خبر نہ ہو۔

فناء فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فنائیت فی الرسول ﷺ کی دعا مانگی ہے اور بحمدہ تعالیٰ ایسی قبول ہوئی کہ خود مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول ﷺ کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

(۲) ابوالکلام آزاد نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان سچے عاشق رسول ﷺ گزرے ہیں۔ (معارف رضا کراچی صفحہ ۴، ۲۵، ۱۹۹۱ء)

(۳) مولوی عطاء اللہ بخاری نے کہا بھائی بات یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کا دماغ عشقِ رسول ﷺ سے معطر تھا۔ (ایضاً)

(۴) مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت نے کہا کہ محبت رسول ﷺ سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھئے۔ (ایضاً)

آ دل حرم کو روکنے والوں سے چھپکے آج
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

حل لغات

پہلو، پسلی، کوکھ، طرف، بغل، گود، پڑوس، موقع۔ بَر (فارسی) پھل، سینہ، آغوش، عرض چوڑیاں۔

شرح

اے دل آ جا حرم سے روکنے والوں سے آج ایسے چھپ کر نکل چلیں کہ گود و بغل تک خبر نہ ہو یعنی اگر چہ ظاہری اعتبار سے روکاوٹیں سہی لیکن دل کے تصورات کو کس نے روکا ہے بس تنہائی میں بیٹھ جایئے اور مدینہ پاک کا ایسا تصور باندھیئے کہ گویا مدینہ پاک میں ہیں

عشق احمد جس کے سینے میں ہے　　　جہاں بھی ہو وہ مدینے میں ہے

طیر حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

حل لغات

طیر،عربی مذکر(پرندہ)رشتہ،تاگہ،لڑی،اپناپت،خاندان۔تار،تاگہ،کسی دھات کا لمبا ڈورا،سلسلہ

شرح

حرم معلیٰ کے پرندے حرم میں پھر رہے ہیں یہ ہمیں دیکھ لیں گے تو پھر ان کا اور ہمارا رشتہ نہ جڑ جائے لیکن یہ رقابت ہے اسی لئے محبوبِ کریم ﷺ کو ایسے طور دیکھنا چاہیے کہ سرے سے آنکھ کی تار کو بھی خبر نہ ہو۔انہی اشعار کا ترجمہ ہے جو کسی شاعر نے فارسی میں لکھے ہیں کہ

غیر ت از چشم برم روئے تو دیدم ندہم　　　گوش را نیز حدیث تو شنیدم ندہم

اپنی آنکھ سے بھی مجھے غیرت ہے کہ اسے بھی آپ کا چہرہ دیکھنے نہ دوں اور نہ ہی اپنے کان کو آپ کی گفتگو سننے نہ دوں۔

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

شرح

اے طیبہ پاک کے کانٹا اقدس میری آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے لیکن آنسو بہا کر اس سے دامن بچا لئے کہ کہیں آپ کا دامن تر نہ ہو جائے ہاں میرے دل میں ایسے طریقہ سے تشریف لایئے کہ میری آنسو بہانے والی آنکھ کو خبر بھی نہ ہو۔

شوقِ دل پر سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

حل لغات

اچھا(مونث) بھلا،ہاں،مناسب

شرح

اے شوقِ دل اگر حضور اکرم ﷺ کو سجدہ تحیہ جائز نہیں تو کیا ہوا ہاں آپ کو وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو بھی خبر نہ ہو یعنی دل کا سجدہ اس شعر میں پاسِ شرع کے ساتھ عشقِ رسول ﷺ کی بہترین مثال قائم فرمائی ہے کہ شرعاً اگر چہ سجدۂ تحیہ (تعظیم) جائز نہیں تو ہم بھی سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کہ سر کا سجدہ نا جائز ہے تو دل کو تو کوئی نہیں روک سکتا اسی لئے ہم وہ سجدہ کرتے ہیں کہ سر کو خبر تک نہ ہو اور یہی تقویٰ قلوب ہے جیسے اللہ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۲)

اور جو اللہ کے نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

فائدہ

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ عبادات ظاہری تو ظاہر جسم کا تقویٰ ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقویٰ ہے اللہ نصیب کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔ قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا و مروہ ہاجرہ کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں۔ (نور العرفان)

سجدۂ تحیہ (تعظیمی)

سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی مشہور تصنیف "الزبدۃ الزکیہ" کا مطالعہ کیجئے۔

آپ سجدۂ تحیہ (تعظیمی) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت (اللہ) عزوجل کے سوا کسی کے لئے نہیں غیر اللہ کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرکِ مبین و کفر مبین ہے اور سجدۂ تحیہ حرام اور گناہ کبیر بالیقین ہے۔

شوق دل

یہ کیفیت شوق اسی کے قلب میں پیدا ہوسکتی ہے جو مصطفیٰ ﷺ کے مرتبہ کمال وجلا سے اچھی طرح آشنا ہوا ور جس کا دل ان کی محبت وعظمت کے نور سے لبریز ہو وہ دل جس میں آقا کے اکرام و تعظیم کی ایسی تڑپ پیدا ہو چکی ہو جو صحابہ کرام میں پائی جاتی تھی اور وہ وارفتگی شوق جس کے نتیجہ میں صحابہ کرام رسول اللہ کی ہر تعظیم و تکریم بجالاتے یہاں تک کہ ان کی تعظیم کے لئے سجدہ کی اجازت طلب کرتے اور اگر حضرت یوسف و یعقوب علیہما السلام کی شریعت کی طرح شریعت

مصطفیٰ میں بھی سجدۂ تعظیمی کا جواز ہوتا تو یقیناً صحابہ کرام یہ تعظیم بھی عملاً کرنے کے بعد ہی سکون پاتے جو دل عظمت سرکار سے بالکل خالی ہو وہ تو اس قسم کے تصورات کو بھی شرک سمجھے گا اور جس دل میں عظمت اس کمال پر نہ پہنچی ہو ہرگز اس میں تعظیم کی وہ تڑپ نہ ہوگی جو خاص اہلِ عشق و عرفان کا حصہ ہے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیتابی دل ان کے مقامِ عشق کا پتہ دیتی ہے اور ان کے جذبۂ تعظیم کی عظمت سے آگاہ کرتی یہ۔ عرفان و تصوف میں مرتبۂ کمال کے بغیر حبیب خدا سے اس درجہ تعلق خاطر ممکن نہیں۔

اتباع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ شوق و جذبہ امام احمد رضا کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نصیب ہوا۔ احادیث صحیحہ گواہ ہیں کہ صحابہ کرام کے پاک و صاف عرفانی و ایمانی دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی اس درجہ محبت و عظمت تھی کہ جانور کو حضور کا سجدہ کرتے دیکھ کر بے قرار ہو گئے عرض کیا سرکار جانور تو آپ کو سجدہ کریں اور ہم محروم رہیں کیا ہمیں اجازت نہ ہوگی؟ ارشاد ہوا میری شریعت میں غیر خدا کا سجدہ روا نہیں اگر ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ملخصاً مفہوماً)

کبھی کبھی امام احمد رضا پر بھی صحابہ کرام جیسی کیفیت شوق طاری ہوتی ہے لیکن پاسِ شریعت و طریقت اور افشائے ذوق و حقیقت دونوں کو جس حسن و خوبی سے نبھاتے ہیں وہ اہل کمال ہی کا حصہ ہے۔ فرماتے ہیں

پیش نظر وہ نوبہار سجدہ کو دل ہے بیقرار　　　روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو　　　مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

دل کا تقاضا اور بڑھتا ہے تو یوں تسلی دیتے ہیں کہ

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں　　　اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

حل لغات

حامی، مددگار۔ پسر، بیٹا۔ پدر، باپ۔

شرح

اے (امام احمد) رضا محدث بریلوی قدس سرہ جہاں نبی کریم کے سوا کوئی یارو مددگار نہیں یعنی قیامت میں حضور اکرم ﷺ ایسے آڑے وقت کسی کو دوزخ سے چھڑا کر شفاعت کر کے بہشت میں لے جائیں تو اس کے باپ کو خبر نہ ہو یہ کریمی نہیں اور کیا ہے۔

قیامت کا منظر

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ قیامت کا منظر آیۃ قرآنی کے مطابق بیان فرمایا۔ اللہ نے فرمایا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ○ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○

(پارہ ۳۰، سورۂ عبس، آیت ۳۴ تا ۳۷)

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے ان میں سے ہر کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔

ایسے آڑے وقت میں سوائے حضور نبی پاک ﷺ کے سوا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس شعر کے مطابق اپنی تصنیف حسام الحرمین شریف میں ایک جگہ حضور اکرم ﷺ کی رحمت و رفاقت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں ارے وہ وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خراٹے لیتے صبح کی خبر لاتے ہو تمہارے درد ہو، کرب ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو۔ ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست، آشنا دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے آخر تھک تھک جا پڑے اور جو نہ اُٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں نیند کے جھونکے آرہے ہیں وہ پیارا، بے گناہ بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں جاگا کیا، تم سوتے اور وہ زار زار رو رہا ہے، روتے روتے صبح کر دی ہے کہ " رب امتی " اے میرے رب میری امت میری امت۔

شفقت بر امت

نہ صرف قیامت میں بلکہ آپ کی شفقت بر امت ولادت مبارکہ سے لے کر وصال اقدس تک امت ہی امت یاد رہی اور نہ صرف یاد بلکہ اس کی مغفرت کے لئے رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے۔

حضور اکرم ﷺ جب شکم مادر سے جدا ہوئے تو نرم و نازک حزیں آواز میں "رب امتی رب امتی" کی صدا بلند کی اور جب مرقد انور میں اتارے جا رہے تھے جب بھی لب ہائے مبارکہ جنبش کر رہے تھے۔ حضرت قثم بن عباس نے کان لگا کر سنا تو اس وقت بھی "رب امتی رب امتی" سنائی دے رہا تھا۔

اللہ اللہ رسول اللہ ﷺ کو امت کتنی پیاری ہے کہ جلوہ نمائی کے لمحات میں کفن پوشی کے اوقات میں بھی گنہگار امت کی بخشش کے لئے اس قدر بے قراری ہے نہیں معلوم کہ پوری عمر انہوں نے کس کس طرح گزاری ہے۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا　　　رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

نعت شریف ۵۰

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

حل لغات

الٰہی، یہ لفظ مرکب الٰہ اور یائے متکلم بمعنی میرے خدا کبھی یہ یائے نسبت کی ہوکر مضموم ہوتی ہے مثلاً کہا جاتا حکم الٰہی یونہی ہے جو صاحب اس یاء کو کلمہ کا جزو سمجھتے ہیں غلطی پر ہیں مزید تحقیق کے لئے غیاث اللغات۔ ساتھ، ہمراہی، شمولیت، سنگت۔

شرح

امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ بارگاہ الٰہی سے دعا مانگتے ہیں اور ہر مقصد وسیلۂ حبیب اکرم ﷺ پیش کرتے ہیں کیونکہ وسیلہ سے بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کا وسیلہ دعا کی اجابت کے لئے تریاقِ اعظم ہے اس پر متعدد بار شرح ہذا شرح حدائق میں دلائل لکھے جا چکے ہیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا قبول ہوئی ایسے ہی دیگر انبیاء علیہم السلام کی مشکلات بھی حل ہوئیں تو حضور نبی پاک ﷺ کے طفیل۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ فرماتے ہیں

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم　　　نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وجاهت　　　نہ عیسیٰ آں دم عیسیٰ نہ موسیٰ آں یدبیضا

(کلیاتِ جامی)

حضرت آدم علیہ السلام اگر نامِ محمد ﷺ کو وسیلہ و شفیع نہ بناتے تو نہ ان کی توبہ قبول ہوتی اور نہ نوح علیہ السلام غرق ہونے سے بچتے نہ ایوب علیہ السلام بلا و مصیبت سے راحت پاتے، نہ یوسف علیہ السلام حشمت و جاہ پاتے، نہ عیسیٰ علیہ السلام وہ

تاثیر دم پاتے اور نہ موسیٰ علیہ السلام وہ ید بیضا پاتے۔

سنت نبوی علی صاحبها الصلوۃ والسلام

دعا میں انبیاء واولیاء یعنی محبوبانِ خدا کا وسیلہ پیش کرنا سنت حبیب کبریا ہے ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر میں لیٹ کر یوں فرمایا

اللهم اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیک والا نبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین. (حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۱،۳ جذب القلوب صفحہ ۱۷۲)

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا خود اپنے وسیلہ اور پہلے وفات یافتہ انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا ثابت ہے۔

فائدہ

مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے بھی اس دعا کو کتاب ''فضائل حج'' کی نویں فصل میں لکھا ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔

شہ مشکل کشا حضور علیہ الصلوۃ والسلام

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ یہ کلمہ (مشکل کشا) غیر اللہ کے لئے بالخصوص انبیاء واولیاء اور حضور اکرم ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اس وقت فقیر نے شعر کی مناسبت سے حضور ﷺ کے لئے عرض کرتا ہے۔

خلیفۂ اکبر و نائب اعظم ﷺ

اسی شرح حدائق جلد اول میں فقیر تفصیل سے لکھ چکا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر اور نائب اعظم ہیں چند حوالے یہاں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت سلطان العلماء علامہ ملا علی قاری شرح مرقات میں لکھتے ہیں

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وارادته يعطى من يشاء . (جوہر منظم)

حضور اکرم ﷺ اللہ عزوجل کے سب سے بڑے نائب ہیں اللہ نے اپنے کرم کے سب خزانے اور اپنی نعمت کے کُل دسترخوان حضور اکرم ﷺ کے اختیار میں کر دیا ہے جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

انا اولیٰ بالمومنین من انفسھم

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔

اس کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرمایا

لانی خلیفة الاکبر نمد لکل موجود

اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم ہوں ہر موجود کی مدد کرتا ہوں۔

امام اجل عارف باللہ سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا جسے امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں پھر امام احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری نے مواہب الدنیہ میں پھر علامہ ملا علی قاری علامہ شہاب الدین خفاجی نے شرح شفا میں پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں نقل فرما کر اس کی شرح تصنیف فرما کر اسے برقرار رکھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ فرمایا

من لم یریٰ ولایة الرسول علیه فی جمیع احواله ولم یریٰ نفسه فی ملکه لا یذوق حلاوة سنة

جو ہر حال میں نبی ﷺ کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ نبی ﷺ کی سنت کی حلاوت سے آشنا نہ ہو گا۔

امام عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سید علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

خیرہ اللہ تعالیٰ ان یوجب ماشاء اولا یوجب

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ جو چاہیں واجب کر دیں اور جو چاہیں نہ کریں۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا۔ باب اختصاص ﷺ

بانه یخص بمن شاء بماشاء بماشاء من الاحکام

اس بات کا بیان کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ منصب خاص حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس سے چاہیں مستثناء فرما دیں۔

علامہ قسطلانی نے اس کی تائید میں احادیث سے پانچ واقعات تحریر فرمائے اور مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت نے اس قسم کے بائیس واقعات ذکر فرمائے ۔امام احمد خطیب قسطلانی شارحِ بخاری مواہب اللدنیہ میں اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے اس کی شرح میں فرمایا

الا بابی من کان ملکاً وسیداً وآدم بین الماء والطین واقف اذا آدم امرا لایکون خلافه ولیس لذاک الا مر فی الکون صارف

سنو میرے باپ اس ذات پر قربان جو بادشاہ اور سردار تھے اس وقت بھی کہ ابھی آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمادیں تو اس کے خلاف نہیں ہوگا اور دنیا میں کوئی اسے پھیرنے والا نہیں۔

ایسے وہ خود موج پہ آجائیں تو مولویوں کو وہ القاب عطا فرمادیں کہ جن پر خود ڈبل شرک کا فتویٰ جڑ چکے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی کو لکھتے ہیں قاسم العلوم والخیرات اور دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے مرنے پر ایک مرثیہ لکھا ہے جس میں لکھا ہے

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب　　اٹھا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا ان کا جو حکم تھا سیف قضا مبرم

مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا　　اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

انتباہ

بتایئے ان اشعار میں گنگوہی کو جو القاب دیئے یہ اگر ہم نبی کریم ﷺ اور اولیاء اللہ کو لکھیں تو مشرک اور وہ لکھیں تو موحد۔

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفٰی کا ساتھ ہو

حل لغات

نزع (عربی) جان کنی، دم توڑنا۔

شرح

یا الٰہی نزع کی تکلیف (جسے سکرات کہا جاتا ہے کی سختی احادیث میں ہے) کو بھول جاؤں یا الٰہی کرم فرمانا کہ تیرے محبوب ﷺ کا حسن مبارک کا جلوہ نصیب ہو تو پھر خوشی ہی خوشی ہو گی۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی یہ دعا مستجاب ہوئی جیسا کہ آپ کے وصایا شریف میں ہے آپ نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر خود ہی اس پر عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام ارشاد کے مطابق گھڑی دیکھ کر انجام دیئے جاتے رہے آپ نے ایک بج کر ۵۶ منٹ پر وقت معلوم کیا اور ارشاد فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو۔ پھر یکا یک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹادو۔ حاضرین کو خیال ہوا یہاں تصاویر کا کیا کام؟ پھر ارشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ پیسے پھر اپنے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کرآؤ، قرآنِ عظیم لاؤ۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ اپنے دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے پھر ارشاد فرمایا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو آپ نے دونوں سورتیں پوری توجہ سے سنیں جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر و زبر میں اس وقت فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتادی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمحہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے اور وہ جانِ نور جسم اطہر حضور سے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء دو بج کر اڑتیس منٹ پہ ٹھیک نمازِ جمعہ کے وقت پرواز کر گئی۔ (وصایا شریف صفحہ ۲۶، ۲۷)

بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبولیت

مولانا عبدالعزیز محدث مرادآبادی (استاذ دارالعلوم اشرفیہ اعظم گڑھ)

درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول صاحب کے عم محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مقبولیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ راوی معتبر اور بات خواب کی ہے جن لوگوں کو ربِ کریم نے بصیرتِ قلبی عطا فرمائی ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

واقعہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کا سن کر ملاقات کی بڑی شان وشوکت

کے بزرگ تھے۔طبیعت میں استغناء بہت زیادہ تھا مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کرتے تھے ان کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرتے لیکن وہ قبول نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے سخت تعجب ہوا عرض کیا حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا افسوس!

واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو میرے نصیب جاگے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے لگتا ہے کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان کس کا انتظار ہے؟ ارشاد فرمایا احمد کا انتظار ہے۔میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہے؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ملاقات کے شوق میں بریلی (ہندوستان) پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی ان سے شوقِ ملاقات میں طویل سفر کیا لیکن افسوس ملاقات نہ ہوسکی۔

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

حل لغات

گورِ تیرہ،قبر کی سیاہ رات۔

شرح

یاالٰہی قبر کی کالی میں جب ہم پہنچیں تو تیرے حبیب ﷺ کے چہرۂ اقدس کی صبح روشنی جانفزا کا ساتھ ہو۔

قبر میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس مسئلہ کو تحریک وہابیت کے بعد مختلف فیہ بنایا گیا ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ قائل تھے کہ ہر قبر میں حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوتی ہے خوش قسمت ہیں وہ جنہیں شرفِ زیارت کے بعد حضور سرورِ عالم ﷺ کی پہچان نصیب ہوتی ہے ورنہ بدقسمت تو کہ اٹھیں گے "ھاھا لاادری"

حوالہ جات

بخاری و دیگر کتب صحاح میں جس کو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب باب اثبات عذاب القبر میں فرماتے ہیں کہ جب مردہ کو دفن کیا جاتا ہے اور لوگ واپس لوٹتے ہیں تو مُردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے بعد ازاں دو فرشتے منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اس سے "من ربک ، وما دینک" کے سوال کے بعد پوچھتے ہیں "ماکنت تقول فی حق ھذا الرجل محمد ﷺ" یعنی اے بندۂ خدا تو کیا کہتا ہے اس رجل محمد ﷺ کے بارے میں۔ اس کے بعد مضمونِ حدیث طویل ہے مقصود اتنا تھا عرض کر دیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر چہ تمام روئے زمین میں کروڑوں لوگ مرتے ہیں تو کروڑوں جگہ ایک ہی وقت میں تمام اہل قبور کو زیارت ہوتی ہے۔

ردِ منکرین

منکرین کے پاس حدیث مذکور کا جواب تو کوئی نہیں صرف عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں ان کے جواب میں اتنا کافی ہے کہ عقل سلیم ہے تو بھی عقلاً بھی حضور اکرم ﷺ کا ہر قبر میں زیارت سے مشرف فرمانا مشکل نہیں اس لئے کہ منکرین کو مسلم ہے کہ

(۱) ہر قبر میں نکیرین کے سوالات کے لئے پہنچنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور نکیرین حضور سرورِ عالم ﷺ کے ادنیٰ خدام میں سے ہیں۔

(۲) ہر صاحب قبر کو سورج غروب کرتا نظر آتا ہے حالانکہ وہ اپنے مرکز میں بھی ہوتا ہے جبکہ قبور میں دفن ہونے والوں کا ایک سیکنڈ خالی نہیں جارہا بلکہ ایک سیکنڈ میں عالم دنیا میں درجنوں دفنائے جاتے ہیں اور سورج حضور اکرم ﷺ کے انوار وتجلیات کی ایک معمولی سے جھلک ہے۔

(۳) مخالفین مانتے ہیں کہ قبر میں جاتے وقت شیطان بہکاتا ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت میت کے لئے شیطان سے پناہ مانگو شیطان مجسم شر ہے اور حضور اکرم ﷺ سراپا خیر بلکہ قاسم خیر ہیں مخالفین پر تعجب ہے کہ شرک کو عین توحید سمجھتے ہیں اور خیر پر شرک کا فتویٰ۔

ہر قبر میں منکرین سے استدلال

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر قدم اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے نقش قدم پر ہے۔ ہر قبر میں حضور اکرم ﷺ کا عقیدہ اسلاف صالحین سے بھی منقول ہے اور انہوں نے بھی حدیث مذکور سے استدلال فرمایا ہے۔

حدیث شریف

مشکوٰۃ باب اثباتِ عذاب القبر میں ہے

فیقولان ماکنت تقول فی ھذاالرجل لمحمد

نکیرین میت سے پوچھتے ہیں کہ تم اُن کے (محمد رسول) کے بارے میں کیا کہتے تھے۔

شارحین اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے

یعنی ہذالرجل کہ می گویند آنحضرت را می خواہند

"ھذالرجل" سے مراد حضورﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔

اشعۃ اللمعات میں حدیث

یا باحضار ذات شریف دے درعیانے بہ ایں طریق کہ در قبر مثالے دے علیہ السلام حاضر ساختہ باشند ودریں جابشار تے است عظیم مرمشتاقانِ غمزدہ را کہ اگر برامید ایں شادی جاں دہندوزندہ درگور روند جائے وارد

یا قبر میں ظاہر ظہور آپ کی ذاتِ شریف کو حاضر کرتے ہیں اس طرح کہ قبر میں حضور اکرمﷺ کی وجودِ مثالی موجود کردیتے ہیں اور اس جگہ مشتاقانِ غمزدہ کو بڑی خوشخبری ہے کہ اگر اس شادی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو اس کا موقع ہے۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں یہی حدیث

قیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیہ السلام وھی بشریٰ عظیمۃ

کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھادیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ نبی کریمﷺ کو دیکھتا ہے اور یہ بڑی ہی خوشخبری ہے۔

قسطلانی شرح بخاری صفحہ ۳۹۰ کتاب الجنائز میں ہے "فقیل یکشف للمیت حتی یری اگر ایسا ہوتا کافر میت سے یہ سوال نہ ہوتا کیونکہ وہ تو حضورﷺ کے تصور سے خالی الذہن ہے نیز کافر اس کے جواب میں یہ نہ کہتا میں نہیں جانتا بلکہ پوچھتا کہ تم کس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ اس کے "لا ادری" کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور کو آنکھوں سے دیکھ تو رہا ہے مگر پہچانتا نہیں اور یہ اشارہ خارجی ہے۔

اس حدیث اور عبارتوں سے معلوم ہوا کہ قبر میں میت کو حضور اکرمﷺ کا دیدار کرا کر سوال ہوتا ہے کہ تو اس شمس

الضحٰی بدرالدجیٰ ﷺ کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں کیا کہتا تھا۔ "ھٰذا" اشارۂ قریب ہے معلوم ہوا کہ دیکھا کر قریب کرکے پھر پوچھتے ہیں اسی لئے حضراتِ صوفیائے کرام اور عشاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو دولہا کے دیدار کی رات کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے — کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

مولانا آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی — جو کے جویاں تھے ہے اس گل کی ملاقات کی رات

حضرت مفتی گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دیوان میں عرض کیا ہے

مرقد کی پہلی شب ہے دولہا کی دید کی شب — اس شب کے عید صدقے کا جواب کیسا

اسی لئے بزرگانِ دین کے وصال کے دن کو روزِ عرس کہتے ہیں۔ عرس کے معنی ہیں شادی کیونکہ عروس یعنی محمد رسول اللہ ﷺ دولہا کے دیدار کا دن ہے۔

اور ایک وقت میں ہزار ہا جگہ ہزاروں مُردے دفن ہوتے ہیں تو اگر حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں تو ہر جگہ جلوہ گری کیسی؟ ثابت ہوا کہ حجاب ہماری نگاہوں پر ہے ملائکہ اس حجاب کو اُٹھا دیتے ہیں جیسے کہ دن میں کوئی خیمہ میں بیٹھا ہو اور آفتاب اس کی نگاہ سے غائب ہو کسی نے اس خیمہ کو اوپر سے ہٹا کر سورج نہ دکھایا۔

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

شرح

اے پروردگار جب محشر میں پکڑ دھکڑ کا شور تو اس وقت میرے محبوب کریم ﷺ (جو امت کو امن دینے والے ہیں) کا ساتھ نصیب ہو۔

شفاعت طلبی

اس دعائیہ شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے قیامت میں رفاقت سرکار کی طلب میں دراصل شفاعت طلب فرمائی ہے اور یہی ہر مومن کا مدعا ہے کہ قیامت میں شفاعت سرکارِ دو عالم ﷺ نصیب ہو۔

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شاہ جود و عطا کا ساتھ ہو

شرح

اے رب العلمین جب (قیامت میں) پیاس سے زبانیں باہر آئیں اُس وقت صاحب کوثر شہ جودوسخا کا ساتھ نصیب ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

حدیث شریف

قال رسول اللہ ﷺ اتانی آت من عند ربی فاخیرنی ان یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فلخترت الشفاعۃ وھی لمن لا یشرک باللہ شیئا(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔

قیامت کا قائم ہونا برحق اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ قیامت کے روز اپنی اپنی قبروں سے ننگے اُٹھیں گے کوئی پیدل ہوگا اور کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدان حشر کو جائیں گے، اس دن زمین تانبے کی ہوگی سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا، گرمی اور تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے اور گرمی کی حالت میں کثرت سے پسینہ نکلے گا اور پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاجِ بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی، ان مصیبتوں کے باوجود کسی کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا، کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا، اس پریشانی کے عالم میں اہل محشر مشورہ کریں گے کہ اپنا کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن میں ان مصیبتوں سے رہائی دلائے۔ لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت فرمائیں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی

اور کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ بارگاہِ بیکس پناہ حاضر ہو کر عرض کریں گے ارشاد ہوگا اے محمد ﷺ اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائیگا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہوگا حضور اکرم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور اس دن رحمت عالم ﷺ کی رحمت کے طفیل بے شمار گناہگار جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

حل لغات

سردمہری، بے مروتی، سنگدلی

شرح

اے پروردگار جب آفتابِ حشر سنگدلی پر ہو تو اس سردار کریم ﷺ جس کا سایہ نہیں اس کے لوائے الحمد کا سایہ ہمارے ساتھ ہو۔

لواء الحمد

قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سمیت حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اس مرتبہ اور مقام کا ذکر متعدد بار خود سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔

لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو کسی نہ کسی خصوصی دعا کا حق دیا گیا ہے جس کو اس نے دنیا میں ہی پورا کر لیا مگر میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی دعا محفوظ رکھی ہوئی ہے قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوگا مجھے اس پر فخر نہیں میں پہلا شخص ہونگا جو زمین سے نمودار ہوگا

وبیدی لواء الحمد ولا فخر ا اٰدم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر. (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا مگر اس پر مجھے فخر نہیں آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تمام انبیاء پر مجھے ایسی چھ چیزوں

کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں ۔ مجھے اگلے اور پچھلے لوگوں پر مغفرت کی بشارت دی گئی ہے، مجھ پر مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا، میری امت کو تمام امم سے بہتر اور تمام روئے زمین کو میری خاطر مسجد بنا دیا گیا اور پاک کر دیا گیا، مجھے حوضِ کوثر عطا کیا گیا، رعب و دبدبہ دیا گیا۔

والذی نفسی بیدہ ان صاحبکم لصاحب لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ .

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۶۹)

قسم مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے روزِ قیامت تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس کے نیچے آدم سمیت تمام انبیاء ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو اُٹھایا جائے گا تو میں پہلا شخص ہوں گا جب لوگ اکٹھے ہو کر آئیں گے تو میں ان کا خطیب بنوں گا جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں بشارت کے ذریعے سہارا دونگا۔

لواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علیٰ ربی ولا فخر

اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں بنی آدم میں سب سے مکرم و معزز ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہی ارشادِ گرامی ان الفاظ میں مروی ہے

بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائ .

(الترمذی، کتاب المناقب)

حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا مگر مجھے فخر نہیں اور حضرت آدم سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی

سابقہ روایات میں گزرا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے ۔ اب آپ وہ ارشاد سنیئے جس میں فرمایا تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی ۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ صحابہ نے آپ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت عیسیٰ کو اپنا کلمہ و روح اور حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا یا رسول

فما ذا اعطيت انت ؟ آپ کو کون ساخصوصی درجہ دیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا

ولد آدم کلھم تحت وایتی یوم القیامة وانا اول من تفتح له ابواب الجنة.

(الایمان بعوالم الاخرہ، ۱۶۵ بحوالہ ابن عساکر)

روزِ قیامت تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی خاطر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

روزِ قیامت تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہونگا جس کی خاطر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی دوسری روایت میں مومنین کا ذکر بھی ہے

وتحته ادم ومن بعده من المومنين . (دلائل النبوہ لابی نعیم جلد اصفحہ ۶۴)

اس کے نیچے آدم و دیگر انبیاء اور تمام مومن ہونگے

اس سے بڑھ کر کسی شخصیت کو کیا مرتبہ مل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اس کے دامن رحمت کی پناہ میں ہونگے۔اعلیٰ حضرت نے اسی مبارک منظر کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی رفاقت کی تمنا کردی بلکہ دوسرے مقام پر تو اس سے بڑھ کر آرزو کی

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلیں کہ دن ہوں بھلے لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضاؔ کی زبان تمہارے لئے

یاالٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن

دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

حل لغات

بھڑکیں ،بھڑکنا بمعنی شعلہ زن ہونا،غصہ آنا،سخت گرم ہونا یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

الہ العالمین جب محشر میں بدن گرمی سے سخت گرم ہوں اس وقت تیرے محبوب کریم ﷺ کے دامن کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

شرح

اے پروردگار جب نامۂ اعمال کھلنے لگیں تو اس محبوب کا ساتھ ہو جو خلق کے عیب پوش اور خطاؤں کو چھپانے والے ہیں۔

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

شرح

الٰہ العالمین جب حساب کے جرم سے آنکھیں آنسو بہائیں تیرے محبوب کے تبسم والے ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی جب حسابِ خندہ بیجا رُلائے
چشم گریانِ شفیع مرتجے کا ساتھ ہو

حل لغات

مرتجی، انتہائی ہمدرد، حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ جب خندہ بیجا کا حساب ہمیں رُلائے تو تیرے حبیب ﷺ جو ہمارے شفیع اور تیرے طرف سے انہیں ہزاروں امیدوں والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چشم گریاں کا ساتھ ہو۔

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

حل لغات

بے باکیاں، آزادخیالیاں، غلط اعمال کولاپرواہی میں خوب عمل میں لانا، بُرے اعمال۔

شرح

اے پروردگار جب میری بداعمالیاں رنگ لائیں تو تیرے محبوب کریم ﷺ کی نیچی نیچی نظر والی حیاء کا ساتھ ہو۔

حیاء وشرم

وہ نیک عادت ہے جس کے ذریعے انسان قبائح شرعیہ کے ارتکاب سے بچتا ہے حضورا کرم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں غایت درجہ کی حیا تھی۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پردہ والی دوشیزہ سے بڑھ کر حیادار تھے جب آپ کسی امر کو ناپسند فرماتے تو ہم اسے آپ کے چہرۂ مبارک میں پہچان جاتے یعنی غایت حیا کے سبب سے آپ اپنی کراہت کی تصریح نہ فرماتے تھے بلکہ ہم اس کے آثار چہرۂ انور میں پاتے

نیچی نظروں کی شرم وحیا پر درود اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

شرح

یااللہ العالمین جب پل صراط کے تاریک راستہ پر چلوں تو اس وقت ہاشمی آفتاب ہدایت کے نور ﷺ کا ساتھ ہو۔

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِ سلم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

حل لغات

سرِشمشیر، پل صراط۔ ربِ سلم، اے سلامت رکھ۔ غم زدہ، غمدیدہ، دکھی، مصیبت کا مارا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

یا اللہ جب (پل صراط جو تلوار سے باریک ہے) تلوار کی دھار پر چلنا پڑے (رب سلم) اے پروردگار سلامت رکھ کہنے والے غمزدہ محبوب ﷺ کا ساتھ ہو۔

پل صراط

حضرت علامہ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ صراط حق ہے یہ ایک پل ہے کہ پشت جہنم میں پر نصب کیا جائیگا۔ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ گزر فرمائیں گے پھر اور انبیاء ومرسلین پھر یہ امت پھر اور امتیں گزریں گی اور حسب اختلاف اعمال پل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح کوئی ایسے جیسے پرندہ اڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے یہاں تک کہ بعض اشخاص سرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا اور پل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے اللہ ہی جانے وہ کتنے ہوں گے لٹکتے ہوں گے جس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پکڑلیں گے مگر بعض تو زخمی ہوکر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرادیں گے اور یہ ہلاک ہوا۔ یہ تمام اہل محشر تو پل پر سے گزرنے میں مشغول مگروہ بے گناہگاروں کا شفیع پل کے کنارے کھڑا با کمال گریہ وزاری اپنی امت عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دعا کررہا ہے۔ "رِبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ الٰہی" ان گناہگاروں کو بچالے بچالے اور ایک اسی جگہ کیا حضور اکرم ﷺ اس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرمارہے ہیں اور وہاں سے پل پر رونق افروز ہوئے اور گرتے ہوؤں کو بچایا غرض ہر جگہ انہیں کی دہائی ہر شخص انہی کو پکارتا اور انہی سے فریاد کرتا ہے اور ان کے سوا کس کو پکارے کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے دوسروں کو کیا پوچھے صرف ایک یہی ہیں جنھیں اپنی فکر نہیں اور تمام عالم کا بار ان کے ذمے ﷺ

اللهم نجنا من احوال المحشر بجاه هذا النبي الكريم

عليه وعلىٰ آله واصحابه افضل الصلاة والتسليم . آمين

الٰہی ہمیں محشر کی ہولنا کیوں سے نجات عطا فرما اس نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں

قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

شرح

اے خدا جو اچھی دعا میں تجھ سے مانگوں تو قدسیوں کے لب سے (اے ہمارے رب قبول فرما) کا ساتھ ہو۔

احادیث مبارکہ میں ہے کہ جس دعا میں ملائکہ کرام کسی کی دعا پر موافقت کریں اس کی استجابت یقینی ہے۔

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولت بیدارِ عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

حل لغات

گراں، بھاری، بوجھ، مہنگا، دوبھر، مشکل۔ بیدار، ہوشیار، جاگتا ہوا۔

شرح

اے اللہ جب رضاؔ (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خوابِ گراں سے سر اُٹھائے تو عشق مصطفیٰ ﷺ۔ خواب گراں اس سے قیامت میں اُٹھنے سے پہلے کہ وہ مدت مراد ہے۔ قرآن مجید میں ہے

مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ا (پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۵۲)

کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا۔

آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اُٹھنا کفار کو غم کا باعث ہوگا صالحین کو خوشی کا جیسے موت غافل کے لئے چھوٹنے کا دن ہے عاقلوں کے لئے ملنے کا دن اس لئے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ فرشتے ان سے کہتے ہیں سو جاؤ دولہا کی طرح بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ کفار کا کلام ہوگا۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں رب تعالیٰ عذابِ قبر اُٹھا دیگا جس سے یہ کفار آرام سے سوتے رہیں گے اب جب اُٹھیں گے تو یہ کہیں گے ورنہ کفار اپنی قبروں میں سوتے کہاں تھے سخت عذاب میں تھے یا یہ مطلب ہے کہ کفار قیامت کی سختی دیکھ کر قبر کے عذاب کو ہلکا کہیں گے۔ (خزائن)

اس کی بہترین اور عجیب وغریب بحثیں فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان میں ہیں بہر حال اہل ایمان کو قبر میں جس ''نم کنومة العروس'' کا حکم تھا اب وہ اس خواب گراں سے سر اُٹھائیں گے تو حضور اکرم ﷺ جملہ اہل قبور سے پہلے مزارِ پاک سے باہر تشریف لا کر میدانِ حشر میں لے جانے کے لئے براق پر سوار ہوں گے تو عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کو قرب نصیب ہوگا اور وہ عشق رسول ﷺ کی بدولت قدسی فرشتوں سے مل کر دولہا کی سواری کے پیچھے پڑھتے چلیں گے۔

نعت ۵۱

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

حل لغات

واہ واہ، کلمہ تحسینی، کیا بات، کیا کہنا وغیرہ وغیرہ۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کی شفاعت ذوقِ افزا کا کیا کہنا کہ الٹا پرہیز گاری گنہ سے قرض لیتی ہے جب پرہیز گاری آپ کی شفاعت کی شان وشوکت دیکھتی ہے تو پرہیز گاری کا گویا خیال ہوتا ہے کہ کسی گناہگار کو بطورِ قرض لے لوں تاکہ میں بھی ذوق افزا شفاعت سے بہرہ ور ہو جاؤں۔

ذوق افزا شفاعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

احادیث

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بالا سناد مروی ہے کہ آپ فرماتے کہ بروزِ قیامت لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے ہر امت اپنے نبی کے تابع ہوگی اور عرض کریں گی اے فلاں نبی ہماری شفاعت کیجئے اے ہمارے نبی ہماری شفاعت کیجئے یہاں تک کہ وہ سب مجتمع ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے یہ وہ دن ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا یہ شفاعت ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بروزِ قیامت لوگ اُٹھائے

جائیں گے پس میں اور میری امت ایک ٹیلہ پر ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھ کو سبز جوڑا پہنائے گا پھر مجھے اذنِ شفاعت دیگا جو خدا چاہے گا یہی مقامِ محمود ہے۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے حدیث شفاعت بیان کرتے ہوئے فرمایا حضور اکرم ﷺ چلیں گے یہاں تک جنت کے دروازہ کا حلقہ (زنجیر) پکڑیں گے پس اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو وہ مقامِ محمود عطا فرمائے گا جس کا آپ سے وعدہ کیا گیا۔

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہونگا جہاں میرے سوا کوئی اور کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اس وقت اگلے پچھلے رشک کریں گے ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسا مقام ہے کہ جس میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرونگا۔ (شفاء شریف جلد اول)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مقامِ محمود پر کھڑا ہونے والا ہونگا عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ دن ہے کہ اللہ کرسی (عدالت) پر جلوہ گر ہوگا۔

(۶) حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ میں یا تو آدھی امت بلاحساب و کتاب جنت میں داخل کراؤں یا شفاعت کروں میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ تمام سودمند ہے کیا اس کو تم متقیوں کے لئے خیال کرتے ہو نہیں بلکہ یہ گنہگاروں اور خطا کاروں کے لئے ہے۔ (شفاء)

فائدہ

اسی شفاعت کے لئے

قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو شفاعت کے بارے میں کیا اذن ملا فرمایا میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اخلاص سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی زبان اور دل اس کی تصدیق کرے۔

(۸) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے میری امت کا حال دکھایا گیا جو میرے بعد کریگی اور ایک دوسرے کا خون بہائے گی اور گذشتہ امتوں کا عذاب دکھایا گیا جو اُن سے پہلے ان پر سبقت کر چکا ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے ان کی شفاعت بروز قیامت دے سو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کریگا جہاں ان کو منادی سنائے گا اُن کی آنکھ دیکھتی ہوگی دراں حالیکہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے جیسے کہ وہ پیدا ہوئے تھے خاموشی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی جان بغیر اذن بات تک نہ کر سکے گا اس وقت حضور اکرم ﷺ کو ندا دی جائیگی حضور فرمائیں گے

لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک حاضر ہوں نیک بختی اور بھلائی تیرے آگے ہے

اور بُرائی کی نسبت تیری طرف نہیں ہے تو ہی ہدایت دینے والا ہے جو تجھ سے ہدایت چاہے اور تیرا بندہ تیرے سامنے ہے ہر امر تیرا ہے اور تیری طرف سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا سوائے تیرے تو با برکت اور بلند ہے تیری پاکی ہے اب ربِ کعبہ۔

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے اور جنتی جنت میں اور ایک گروہ جنتیوں کا ایک گروہ دوزخیوں کا باقی رہ جائے گا تو اس وقت دوزخی گروہ جنتی گروہ سے کہے گا تمہارے ایمان نے تم کو کیا نف دیا پس وہ اپنے رب کو پکاریں گے اور چلائیں گے جنتی اُن کی آوازسنیں گے پس وہ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے اُن کی شفاعت کے لئے عرض کریں گے ہر ایک عذر کریگا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئیں گے سو آپ اُن کی شفاعت فرمائیں گے یہی مقامِ محمود ہے اس کے مثل حضرت ابن مسعود نیز مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اور اسی کا ذکر کیا علی بن حسین نے حضور اکرم ﷺ سے اور جابر بن عبداللہ نے یزید فقیر سے کہا تم نے سنا حضور اکرم ﷺ کے اس مقام کو جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا انہوں نے کہا ہاں کیا یہ آپ کا وہ مقامِ محمود ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے جہنمیوں کو نکالے گا۔ جہنمیوں کے اخراج کے سلسلے میں انہوں نے حدیث شفاعت بیان کی۔

فائدہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا آپ سے وعدہ کیا ہے۔

(۹) حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور ان دونوں کے سوا دوسروں کی حدیث ایک دوسرے میں داخل ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا پھر وہ گھبرائیں گے یا فرمایا انہیں الہام ہوگا پس وہ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کی طرف شفاعت لیجاتے۔

فائدہ

دوسرے طریق سے حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ لوگ ایک دوسرے میں گھستے پھریں گے۔

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے اُن پر وہ تشریف رکھیں گے میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا اور اپنے رب کی جناب میں برابر کھڑا رہوں گا اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کیا چاہتے ہو کہ میں تمہاری امت کے ساتھ کروں میں عرض کروں گا اے رب ان کا حساب جلدی چکا دیا جائے۔ پس ان کو بلایا جائیگا اور ان کا حساب کتاب ہوگا پس ان میں سے کچھ تو وہ ہونگے جن کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور کچھ وہ ہوں گے جن کو میری شفاعت کے ذریعہ جنت میں داخل کریگا میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ ان لوگوں کو بھی بچالوں گا جن کو جہنم میں جانے کا پروانہ مل چکا ہوگا یہاں تک کہ خازنِ جہنم کہے گا اے محمد ﷺ آپ نے تو اپنی امت سے کسی کو بھی خدا کے غضب کا سزا وار نہیں رہنے دیا۔

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہونگا جن کے سر زمین سے نکلیں گے اور یہ فخر نہیں پس میں آؤنگا اور جنت کی زنجیر پکڑونگا۔ کہا جائیگا کون؟ میں کہوں گا محمد ﷺ پس میرے لئے کھولا جائے گا اور اللہ تعالیٰ میرا استقبال فرمائے گا تو اس وقت سجدہ کناں ہوجاؤں گا اور ذکر کیا جیسا گزرا حضرت انیس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا کہ میں بروزِ قیامت ضرور زمین کے پتھروں اور درختوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرونگا۔

خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنی پیارے کی سنواری واہ واہ

حل لغات

خامہ (قلم) دستکاری، کاریگری۔ سنواری از سنوارنا، آراستہ کرنا، زینت دینا، سدھارنا۔

شرح

قدرت کے قلم کی حسین کاریگری اللہ اللہ۔ کیا ہی اپنے حبیب ﷺ کی صورت سنواری کہ جس کا کوئی جواب نہیں۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

واحسن منک لم ترقط عینی واجمل منک لم تلدالنساء

خلقت مبرامن کل عیب کانک قد خلقت کماتشاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کسوت احسن یوسف من نور الکرسی وکسوت نور وجهک من نور عرشی

میں نے یوسف کو نورِ کرسی سے لباسِ حسن پہنایا اور آپ کے چہرۂ انور کو اپنے عرش کے نور سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مارایت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کا ن الشمس تجری فی وجهه

میں نے کسی شے کو زیادہ حسین وخوبصورت رسول اللہ ﷺ سے نہ دیکھا

گویا کہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب سیر کررہا ہے۔

نکتہ

اکثر مذکور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مارایت شیئاً" فرمایا "مارایت رجلاً" یا "انساناً" نہ فرمایا تا کہ غایت حسن و جمال محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ ہو جائے کہ حضور اکرم ﷺ کا حسن و جمال تمام دنیا کی چیزوں پر فائق تھا تمام اشیاء ان کے جمال کے روبرو ہیچ تھیں حضرت مولانا حشمت علی مرحوم لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ جب شب معراج حضور اکرم ﷺ کی سواری قریب بطحاء پہنچی بے شمار قدسی شمع کافوری و مشعل نوری اپنے اپنے ہاتھوں میں لئے حضور ﷺ کی جلو میں تھے کہ حضرت احدیت سے خطاب آیا اے جبریل میرے حبیب کے روئے درخشاں پر جو ستر حجاب پڑے ہیں اُن میں سے ایک اُٹھا دے چنانچہ جبریل نے بموجب خالق انس و جان حضور کے رُخ روشن سے ایک حجاب دور فرمایا کہ ناگاہ تمام حوالی بطحا چہرۂ انور کی روشنی سے روشن و منور ہو گیا اور سب شمعوں اور مشعلوں کی روشنی حضور ﷺ کے رُخ تاباں کی تابشوں کے آگے ماند ہو گئی۔ (نصرۃ الواعظین)

اشک شب بھر انتظارِ عفو امت میں بہیں

میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

حل لغات

اشک، آنکھ سے رونے سے جو پانی نکلتا ہے، آنسو۔ بہیں از بہنا پانی یا کسی پتلی چیز کا جاری ہونا۔ اختر شماری، تارے گننا، انتظار میں جا گنا۔

شرح

نبی پاک ﷺ ساری رات آنسو بہائیں اس انتظار میں کہ کب امت کی بخشش کی نوید سنائی جائے گی میں محبوب ﷺ پر قربان جاؤں کہ امت کے غم میں بخشش کے انتظار میں بیدار رہنا کیا بات ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حل لغات

ٹوٹے از ٹوٹنا، ٹکڑے ہونا، پھوٹنا، کسی پر ہجوم کرنا، یہاں یہی مراد ہے۔ جھوم کر، لہرا کر، خوب زور سے، یہاں یہی مراد ہے۔ ندیاں، ندی کی جمع، چھوٹا دریا، جل دھارا۔

شرح

انگلیاں فیض کا چشمہ ہیں ان پر پیاسے خوب زور شور سے ہجوم کئے ہوئے ہیں۔ انگلیاں رحمت کے سمندر کی کیا خوب ندیاں ہیں۔ ''ندیاں پنجاب رحمت'' اسی شرح حدائق بخشش جلد وم میں اس موضوع پر بکثرت روایات نقل کر دی گئی ہیں تبرکاً یہاں عرض ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ پندرہ سو یا کم وبیش صحابہ کرام تھے پانی ختم ہو گیا تھا۔ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست رحمت ایک برتن میں ڈالا دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی پانچوں انگلیوں سے پانچ ندیاں پھوٹ پڑیں ہر ایک نے اپنے اپنے برتنوں میں پانی بھرا خود پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ افراد بھی ہوتے تو اس پانی سے سیر ہو جاتے اور پانی ختم نہ ہوتا۔

اعجوبہ

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے انگلیوں سے پانی نکلنے کے معجزے کا انکار کیا ہے فقیر نے اسی شرح میں اس کے رد میں تفصیل سے لکھا ہے۔

انگشتہائے مبارک سے پانی بہنا

اور آپ کی برکت سے اس کا زیادہ ہونا

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ مروی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا بہنا صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے ان میں سے حضرت انس، جابر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا سناد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا اور لوگ پانی تلاش کر رہے تھے مگر پانی نہ ملا تب رسول اللہ ﷺ نے پانی منگایا اور اپنے دست مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی انگلیوں سے پانی ابلتے ہوئے دیکھا پس لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ سب نے وضو کیا۔ قتادہ نے حضرت انس سے بھی روایت کیا ہیا ور کہا کہ ایک برتن جس میں پانی تھا اپنی انگلیوں کو اس میں ڈبو دیا اور برابر ڈبو رکھا بعد کو پوچھا تم کتنے تھے انہوں نے کہا کہ تین سو آدمی تھے نیز اس کو حمید، ثابت اور حسن نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حمید کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا تم کتنے تھے انہوں نے کہا ہم اسی تھے اسی کے مثل ثابت نے حضرت انس سے روایت کی اور انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ ستر آدمیوں کے قریب تھے لیکن ابن مسعود نے علقمہ کی صحیح رواتی میں جو انہی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس پانی نہ تھا تو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس بچا ہوا پانی ہو مانگ لو پانی لایا گیا اور اس کو......... میں ڈال دیا تو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا تب پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی مانند ابلتا تھا اور سالم بن ابی جعدہ کی صحیح روایت ہے جو جابر سے مروی ہے۔ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک چمڑے کا برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا اور لوگوں نے آگے ہو کر عرض کیا ہمارے پاس پانی نہیں صرف وہی پانی ہے جو آپ کے برتن میں ہے تو حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک برتن میں رکھ دیا پس پانی آپ کی انگلیوں سے چشمے کی مانند جوش مارنے لگا اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے کہا تم کتنے تھے ہم نے کہا اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کفایت کرتا ہم صرف پندرہ سو آدمی تھے۔ حضرت انس نے حضرت جابر سے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کا ہے اسید بن عبادہ بن صامت کی روایت میں جابر سے مسلم کی طویل حدیث میں غزوہ بواطہ میں مذکور ہے کہ کہا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر! وضو کے لئے آواز دو اور لمبی حدیث بیان کی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ سوائے چند قطروں کے مشکیزے میں پانی نہ تھا تب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا مجھے معلوم نہیں کیا پڑھا پھر فرمایا قافلہ کے ڈول کو لاؤ میں نے لا کر

حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ نے اپنا ہاتھ ڈول میں رکھا اور انگلیاں پھیلا دیں اور حضرت جابر نے اس پر وہ پانی ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار رہا تھا۔ وہ ڈول کا پانی جوش مارنے لگا اور گھومنے لگا حتی کہ ڈول بھر گیا آپ نے لوگوں کو پانی پینے کا حکم دیا سب نے خوب پیا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے میں نے کہا کیا کوئی باقی ہے جس کو پانی کی حاجت ہو اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کو ڈول سے نکال لیا وہ ویسا ہی بھرا ہوا تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا گیا اور عرض کی گئی یارسول اللہ ہمارے پاس پانی نہیں بجز اس کے جو اس برتن میں ہے آپ نے اس بڑے برتن میں ڈالا دیا اور اپنی انگلی مبارک اس میں رکھ دی یعنی پانی میں ڈبو دی پھر لوگ آتے تھے وضو کر کے کھڑے ہوتے جاتے تھے۔

ترمذی نے کہا کہ اس باب میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔

انتباہ

اسی فصل کے آخر میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منکرین معجزہ ہذا کے رد میں لکھتے ہیں کہ ایسے بڑے جلسوں اور کثیر مجمعوں میں کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی اس لئے کہ صحابہ کرام کی عادت تھی کہ ایسے لوگوں کو جو غلط خبر دیں بلا تاخیر جھوٹا کہہ دیا کرتے تھے کیونکہ ان کی فطرت میں یہ بات نہ تھی کہ غلط خبر سنیں اور اس کا رد نہ کریں فلہٰذا یہ معجزہ (معاذ اللہ) اگر غلط ہوتا تو وہ کبھی خاموش نہ ہو سکتے تھے۔ پھر طرفہ یہ کہ اس معجزہ کو بیان کرنے والے اور پھر اس کی اشاعت کرنے والے خود صحابہ ہیں اور جم غفیر کے سامنے اس معجزہ کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف کی ہے کسی نے بھی ان میں سے ان بیان کرنے والوں کا انکار نہ کیا بلکہ مشاہدہ کرنے والے بیان کرنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں اور بڑے فخر و مباہات سے اس معجزہ کو بیان کرتے ہیں اگر آج کوئی منکر انکار کرے تو اس کا کیا اعتبار۔

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

شرح

کس شان سے سواری پاک کی گرد اُٹھتی ہے کہ اس اڑتی گرد سے سورج اور چاند نور کی خیرات حاصل کرنے کے لئے آپ کی سواری کے گرد پیچھے دوڑتے پھرتے ہیں۔

شب معراج

حضور سرورِ عالم ﷺ کی سواری مبارک جونہی مہر و ماہ سے گزری تو وہ آپ کی سواری کے گرد کے پیچھے دوڑتے رہے کہ ان پر بھی نظر کرم ہو جائے۔

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

شرح

اے ظالم نفس یہ کیا ظلم کر رہا ہے جب بھی دیکھو نت نئے جرم میں مبتلا ہوا ایک کمزور انسان کے سر پر اتنے گناہوں کا بڑا بھاری بوجھ لا د رہا ہے عجیب بات ہے۔

نفس کی شرارت اور اس کی خرابی سے ہر بزرگ شا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا مقولہ بیان فرمایا

وَ مَآ اُبَرِّءُ نَفْسِیْ ا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ا اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۵۳)

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

اور حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قصیدہ شریف میں تو اس کی ایک مستقل فصل باندھی ہے بعنوان

الفصل الثانی فی التمذیر من ھوی النفس

دوسری فصل خواہشاتِ نفس سے بچنے کے بیان میں۔

فقیر دو اشعار عربی مع ترجمہ تبرکاً یہاں عرض کرتا ہے

فان امارتی بالسوء ما العظت — من جھلھا بنذیر الشیب و الھرم

نفسِ امارہ نے لیکن جہل سے مانا نہیں — گرچہ پیری کی نصیحت تھی نہایت محترم

و لا اعدت من الفعل الجمیل قری — ضیف الم براسی غیر محتشم

اس کی مہمانی نہ کی کچھ میں نے کارِخیر سے　　　آئی جب مہمان پیری سر پہ میرے ایک دم

مزید اشعار مع شرح فقیر اُویسی کی شرح قصیدہ بردہ شریف میں پڑھئے۔

محاسبہ نفس

تصوف میں محاسبۂ نفس ایک اعلیٰ عملی جوہر ہے بلکہ تصوف کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اپنے کو سب سے حقیر سمجھے نفس کے خیالات وحرکات کا برابر محاسبہ کرتا رہے اسی لئے ہم بڑے بڑے اولیاء کاملین کو دیکھتے کہ وہ خوفِ خاتمہ سے کانپتے ہوئے نظر آتے ہیں اور برابر اپنے کو گنہگار ہی کہتے لکھتے ہیں اور ان کا یہ کہنا نہ تو صرف زبانی ہوتا ہے اور نہ یہ کہ ان کا گناہ ہمارے جیسا گناہ ہوتا ہے بات صرف یہ ہے کہ ان کا عرفان ہماری معرفت سے بدرجہا زائد ہوتا ہے اور ہمارے خوفِ خدا کو ان کی خشیت الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ہم صریح گناہ کر کے بھی نہ خدا سے ڈریں نہ رسول سے اور خلق سے شرمائیں مگر ان کا حال ہی کچھ اور ہے اور وہ جتنی بھی عبادت کرتے ہیں اپنے رب کے حضور اسے کچھ نہیں سمجھتے اور یہی خیال رکھتے ہیں کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اولیاء تو اولیاء سید الانبیا ﷺ برابر استغفار کیا کرتے تھے جبکہ انبیاء سے گناہ کا صدور محال ہے دوسری طرف اولیاء کا حال یہ بھی ہے کہ اگر بارگاہِ رب العزت کے ادب اور شریعت کے حکم اُولیٰ کے خلاف بھی ان سے کچھ ہو جاتا ہے تو اسے بہت بڑا گناہ سمجھتے رہتے ہیں۔ ہم نے صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی میں اکابر اولیاء کے اس طرح کے بہت سے واقعات پڑھے ایک بار بازار میں آگ لگی جس میں حضرت سری سقطی کی دوکان بھی تھی انہیں خبر ہوئی اور دیکھنے گئے کسی نے بتایا آپ کی دکان محفوظ ہے زبان سے نکلا "الحمد للہ" پھر فوراً اپنا محاسبہ کیا کہ اور مسلمانوں کی دوکانیں جل گئیں تیری بچ گئی تو یہ الحمدللہ کہنے کا کیا موقع تھا۔ ایک موقع پر فرمایا اس الحمدللہ پر تیس سال سے استغفار کی نوعیت کیا ہوتی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی پاک زندگی میں صوفیہ کا یہ عملی جوہر بھی بڑی آب وتاب سے نظر آتا ہے ان کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ نفس کا کیسا سخت محاسبہ رکھتے تھے اور بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کو کیسا کچھ کہا کرتے تھے اور بلاشبہ اس میں تصنع اور بناوٹ کو کچھ دخل نہ تھا کہ اس کا حکم تو عجب وکبر سے بھی سخت ہوگا جو خدا کا خوف رکھتا ہو کبھی جھوٹے انکسار وتواضع کا مرتکب بلکہ اس جوہر میں مزید کمال یہ دکھایا کہ نفس کی سرکوبی کی اور عقیدۂ شفاعت کو بھی اظہارِ عصیان کے ساتھ واضح طور پر بیان فرمایا مثلاً

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ پیشتر　　دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

ایک جگہ نفس کو یوں سرزنش کرتے ہیں

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم　　سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے

ارے او مجرم بے پرواہ دیکھ　　سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

کام زنداں کے کئے اور ہمیں　　شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے

مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ

طالع برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

حل لغات

طالع ،نصیبہ۔ برگشتہ ،باغی سرکش۔ سازگاری ،نباہ ،موافقت۔

شرح

اے کریم ﷺ آپ کی نگاۂ رحمت مجرموں کی تلاش میں رہتی ہے اے برگشتہ نصیبہ تیری رحمت کریم کے تیرے ساتھ موافقت ہوئی کیا خوب ہے۔

طویل حدیث شفاعت میں ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت طلبگاروں کو نفسی نفسی کہہ کر شفاعت سے انکار کردیں گے۔ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے تم حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ وہی ایک ایسے بندے ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمائے گا پس وہ میرے حاضر آئیں گے میں فرماؤں گا ہاں ہاں میں ہی اس قابل ہوں پھر میں جاؤں گا اور اپنے رب سے اذن حاضری چاہوں گا۔ وہ مجھے اجازت مرحمت فرمائے گا جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ میں چلا جاؤں گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کی حمد کرونگا ایسے الفاظ کے ساتھ کہ اس وقت میں اس پر قادر نہیں ہوں اللہ تعالیٰ وہ مجھے الہام فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی تعریفوں اور عمدہ ثنا کے وہ دروازہ کھولیگا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی پر نہ کھلا ہوگا اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ کہا جائے گا اے محمد ﷺ اپنے سر کو اُٹھایئے سوال کیجئے وہ عطا فرمایا جائیگا ،شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنے سر کو اُٹھاؤں گا اور عرض کرونگا اے رب میری امت اے رب میری امت وہ فرمائے گا اپنی

امت میں سے ان لوگوں کو جنت کے دروازہ میں سے داہنے دروازے سے داخل فرمائیں جن پر کوئی حساب نہیں اور وہ اورلوگوں کے دوسروں دروازوں میں شریک ہیں۔

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ

حل لغات

عرض، گذارش، بیان، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ بیگی، نفیس۔ عفو، معافی، خطا بخشنا۔ چھنٹ، چھٹنا، الگ ہونا، جدا ہونا، انتخاب ہونا یعنی چھنٹ بمعنی الگ، جدا، انتخاب۔ فرد، حساب کی فہرست۔

شرح

معافی کی شفاعت کی گذارش نہایت مرغوب ہے اس لئے اب قیامت میں دیکھ لو کہ مجرموں کی تمام فہرست منتخب ہورہی ہے کہ انہیں نیک لوگوں سے جدا کر کے عام معافی کا اعلان کردیا جائے گا۔ قیامت میں مجرموں کو علیحدہ کرنے کا بیان قرآن مجید میں ہے

وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ؀ (پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۵۹)

اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو۔

علی الاطلاق یہاں پر "الۡمُجۡرِمُوۡنَ" سے کفار مراد ہیں حضرت صدرالافاضل خزائن میں لکھتے ہیں کہ جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے اُس وقت کفار سے کہا جائے گا کہ الگ پھٹ جاؤ اور مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حکم کفار ہوگا کہ الگ الگ جہنم میں اپنے اپنے مقام پر جائیں۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں کفار و اہلِ ایمان اکٹھے اُٹھیں گے اس کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ

وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ یَوۡمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوۡنَ ؀ (پارہ ۲۱، سورۂ الروم، آیت ۱۴)

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے۔

اور قیامت قائم ہوگی۔

شفاعت کے بعد مجرموں کا انتخاب

اس آیت کا عطف اہلِ جنت کے سابق مضمون پر ہے یعنی اہلِ جنت کو جنت میں لے جانے کے بعد اہلِ نار کو حکم ہوگا کہ آج تم ان سے الگ ہو جاؤ اہلِ نار سے پہلے اہلِ جنت کو الگ کرنے کے طریقے۔

محض فضل الٰهی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نافع العباد میں لکھتے ہیں بعد حساب اور وزن اعمال اگر حقوق اللہ میں سے کوئی چیز اس کے ذمہ ہے حقیقتاً اگر چاہے تو عذاب کرے اگر چاہے تو بخش دے اور بندے کی عیب پوشی فرمائے۔

احادیث مبارکه

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت بندۂ مسلم کو اپنے قریب کریگا اور فرمائے گا اپنا اعمال نامہ پڑھ وہ اپنی نیکی پڑھ کر خوش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیری نیکی قبول کی وہ شکرانے میں سجدہ کریگا اور پھر جب گناہ پڑھے گا تو غمگین ہوگا اور ڈرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہ کو بخشا پھر وہ بندے سجدہ کرے گا اور لوگ اس کے سجدے کے سوا کچھ نہیں دیکھیں گے آپس میں کہیں گے کیا اچھا آدمی ہے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا یہ نہ جائیں گے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا معاملہ گذرا اس کو حسابِ آسان کہتے ہیں۔

(۲) حاکم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں فرمایا "اللّٰھم حاسبنی حسابًا یسیرا" اے خدا حساب کر میرے سے حسابِ آسان۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حسابِ یسیر کیا ہے آپ نے فرمایا حسابِ یسیر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نامہ اعمال میں بندے کے گناہ دیکھے اور اس کو بخش دے

من نوقش فی الحساب یا عائشة هلک جس شخص سے حساب میں جھگڑا کیا گیا اے عائشہ وہ ہلاک ہوا

اگر زیادہ مہربانی فرمائے گناہ کے عوض نیکی کا ثواب عطا فرمائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۰)

تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

حکایت

مسلم نے ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو قیامت کے روز

لایا جائیگا اوراس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا ڈرے گا اور کبیرہ گناہ سے ڈرتا ہوگا تو اُس کے لئے حکمِ خدا ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے بدلے ثواب نیکی کا عطا کرو اس وقت وہ آدمی ثواب کی طمع میں کہے گا کہ میرے دوسرے گناہ جو گنے نہیں گئے نبی کریم ﷺ ہنسے کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔

حکایت

ابن ابی حاتم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا قول روایت کیا کہ قیامت کے روز ایک شخص کو اس کا اعمال نامہ دیا جائیگا وہ صحیفہ کے اوپر بُرائیاں پڑھے گا اور ڈرے گا اور صحیفہ کے نیچے کے حصے میں نیکیاں پڑے گا پھر جب بالائی حصہ پر نظر کرے گا تو بجائے بُرائیوں کے نیکیاں لکھی ہوئی دیکھے گا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ بعض آدمی روزِ قیامت کو دوست رکھیں گے کہ ہم گناہ زیادہ کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ (پارہ ۱۹،سورۂ الفرقان،آیت ۷۰)

تو ایسوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔

فائدہ

(۱) اس مقام کی دو توجیہیں ہوسکتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں وہ گناہ ہوجانے کی وجہ سے اس قدر نادم ہوتے ہیں جنابِ الٰہی میں تضرع والتجا کرتے ہیں ان کے وہ گناہ نیکیوں کا کام کرجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلنے کا موجب ہوتے ہیں۔

(۲) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت کے دریا میں غرق ہیں ان سے غلبۂ حال میں کبھی ایسے اعمال سرزد ہوجاتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں مثلاً سماع یعنی گانا سننا ،وجد یعنی بحالت شوق رقص کرنا اور رہبانیت یعنی ایسی درویشی وترک دنیا کہ شریعت سے اس کا حکم نہیں متبدعہ وترکِ جمعہ وجماعات بوجہ چلہ کشی وکلماتِ شطحیہ یعنی مستی وذوق کی حالت میں خلافِ شرع کلام صادر ہونا۔

اللہ تعالیٰ ان کے ایسے اعمال کو ان کے عشق ومحبت پر نظر کرتے ہوئے قابلِ مواخذہ نہیں گردانتا بلکہ ان کے بدلے ثواب نیکیوں کا دیتا ہے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا

ہرچہ گیرد علتی علت شود　　　کفر گیرد کاملے ملت شود

جو کچھ منافق کرتا ہے وہ کام بُرا ہوتا ہے　　　اور کامل اگر کفر بھی کرے دین ہوتا ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　　گرچہ آید در نوشتن شیر وشیر

پاکوں کے کام کو اپنے پر مت قیاس کرو　　　اگر چہ شیر اور دودھ کے لکھنے میں حروف ایک جیسے ہیں

او بدل گشت وبدل شد کار او　　　لطف گشت وطور شد ہر نار او

اس کا دل کے ساتھ پھر اور دل کے ساتھ ہوا ہے کام اس کا　　　اور اس کی ہر آگ نور اور لطف ہوگئی

فائدہ

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ صغیرہ گنا اس کے پیش کئے جائیں گے اور کبیرہ گناہ پوشیدہ رکھے جائیں گے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے صغیرہ گناہوں کے عوض اس کو نیکیاں دی جائیں گے اتفاقاً بروزِ تقدیر ایسے لوگوں سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھے گا اور بخش دے گا اور جو کچھ حقوق العباد سے کسی کے ذمہ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا بلکہ قرض دار کی نیکیاں قرض خواہ کو اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اگر قرض دار اور ظالم کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حقوقِ مظلوم ابھی باقی ہوں گے تو قرض خواہ اور مظلوم کے گناہ قرض دار اور ظالم پر رکھے جائیں گے اور ان کو دوزخ میں بھیجا جائے گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تو مرے اور قرض کسی کا تیرے ذمہ ہو اور آخرت میں درو دینا نہ ہوں گے اور قرض کے عوض نیکیاں دی جائیں گی یا گناہ قرض خواہ کے اس کے ذمہ ڈالے جائیں گے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر کوئی شخص راہِ خدا میں قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اور پھر قتل کیا جائے تب بھی داخلِ بہشت نہ ہوگا جب تک قرض کو ادا نہ کرے اور فرمایا کہ نامۂ اعمال تین قسم کے گناہ ہوں گے ایک شرک یہ ہرگز بخشا نہ جائیگا ، دوسرا اللہ تعالیٰ کے حقوق اللہ تعالیٰ حق بخشنے میں خوف نہ کرے گا، تیسرا بندگانِ خدا پر ظلم اس میں بدلہ دلایا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفلس وہ شخص ہے کہ نماز، روزہ وغیرہ نیکیاں رکھتا ہو مگر ایک کو گالی دی ہوئی ہے اور دوسرے کا مال لیا گیا ہے اور کسی کو قتل کیا ہوا ہے، کسی کو مارا ہوا ہے تو ہر ایک کو اس کی نیکیاں دیجائینگی اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں لے جایا جائیگا لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور فضل فرمائے اور خود قرض داروں کی طرف سے عوض دے کر قرض خواہوں سے رہائی دلائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرض دار ہو اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو لیکن اس کو میسر نہ ہو حق تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کردیگا

اور اگر اس کی نیت ادا کرنے کی نہ ہوگی تو نیکیوں کا بُرائیوں سے تبادلہ کریگا باوجود اس کے قرض اگر فضول خرچی کے لئے لیا گیا ہوگا تو البتہ ماخوذ ہوگا اور اگر بنابر ضرورت اور جہاد پر تقویت کے لئے اور پاکدامن رہنے کے لئے نکاح کی غرض سے یا فقیر مسلمان کی تکفین کے لئے قرض دار ہوا ہو اور قرض کی ادائیگی کی نیت بھی رکھتا ہو تو حق تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کریگا اور مزید مہربانی کرے گا مظلوموں کو انعامات سے خوش کرے گا تاکہ وہ اپنا حق بخش دیں اور اس کو اپنے ساتھ بہشت میں لے جانے کا سبب بنیں۔

محض فضل الٰہی کا دوسرا طریقہ

بعض مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے بہشت میں داخل کرے گا۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر انبیاء سابقین کی امتیں پیش کی گئیں بعض پیغمبر پر ایک آدمی ایمان لایا اور بعض پر دو آدمی ایمان لائے اور بعض پر کوئی شخص ایمان نہ لایا اور بعض پیغمبر پر ایک جماعت ایمان لائی۔ دیکھا میں نے بہت بڑی جماعت کو کہ اس نے افق کو پُر کر دیا اور ہر طرف اس بڑی جماعت کو دیکھا کہا گیا کہ تیری امت ہے اور اس میں ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو بیمار ہو جائیں اور تعویذ وغیرہ نہیں کرتے اور نہ علاج کرتے ہیں اور بدخالی بھی نہیں لیتے بلکہ خدا پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں اسی جماعت میں سے ہوں فرمایا ہاں تو انہی میں سے ہے ایک دوسرے آدمی نے عرض کی حضور کیا میں بھی اسی جماعت میں سے ہوں فرمایا عکاشہ سبقت لے گیا۔

(۲) بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور ابو امامہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ تیری امت سے ستر ہزار شخص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور پروردگارِ عالم کے چلو میں سے تین چلو ہیں۔

(۳) امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار شخص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے زیادتی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے زیادتی کی کہ ہر شخص کے ساتھ (ان ستر ہزار میں) ستر ہزار شخص ہوں گے۔

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ جو لوگ راحت و رنج میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہیں وہ بغیر حساب بہشت میں داخل

ہوں گے۔

(۵) ایک حدیث شریف میں ہے کہ شہدائے فی سبیل اللہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رات کو اُٹھ کر عبادت کرنے والے، فضیلت والے، صبر کرنے والے اور خدا کے واسطے دوستی کرنے والے بہشت میں بلاحساب داخل ہوں گے۔ فضیلت والے وہ لوگ ہیں اگر کوئی ان پر ظلم کرے تو وہ صبر کریں اور جوان سے بُرائی کرے وہ بخش دیں جوان کے ساتھ جہالت برتے وہ تحمل کریں اہلِ صبر وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور گناہوں سے بچنے پر صبر کریں۔

خدا کے واسطے دوستی کرنے والے وہ لوگ جو محض رضائے خدائے تعالیٰ پر دوستی اور محبت کریں اور محض اس کی خوشنودی پر ملاقات و زیارت کریں جیسے اہل سنت کی عادت ہے کہ اولیاءاللہ سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو رنج و مصیبت کے وقت صبر کریں حج وعمرہ میں مرجائیں اہلِ معرفت اہلِ احسان وتصوف، دینی اسلامی علم کے طالب، شوہر کی فرمانبردار خواتین، والدین کا فرمانبردار اور بوجہ فقر کے صرف ایک جوڑا کپڑے پر اکتفا کرنے والا بوجہ افلاس اس کے پاس پینے کی دو چیزیں نہ ہوں یعنی صرف سادھے پانی پر اکتفا کرنے والا خوفِ خدا سے رونے والا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب میزان قائم ہوگی اہلِ صلوٰۃ اور اہلِ صوم اور اہلِ حج کی نیکیاں تولی جائیں گی لیکن مصائب زدہ لوگوں کی نیکیاں تولی نہیں جائیں گی انہیں بے حساب ثواب سے نوازا جائے گا اس وقت دنیا میں تندرست رہنے والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے بدن قینچی سے کاٹے جاتے یعنی وہ بھی مصائب میں مبتلا ہوتے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ○ (پارہ ۲۳، سورۂ الزمر، آیت ۱۰)

صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

فائدہ

مذکورہ مضامین میں اگرچہ بعض کو اعمالِ صالحہ پر بہشت ملے گی لیکن اہل سنت کے نزدیک اسے بھی فضلِ خدا پر محمول کیا یہ عقیدہ نہ ہو کہ اعمال کے بل بوتے اسے بخشا گیا بہرحال اس کے بعد اہلِ جنت جنت میں اور اہلِ نار دوزخ میں چلے جائیں گے۔

دوسرا طریقہ

بعض مجرموں کی بخشش شفاعت سے ہوگی ۔ شفاعت کبریٰ کے بعد خود حضور اکرم ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء واولیاء، صلحاء، علماء وحفاظ اور نمازی اور شہداءِ عظام اور حجاج کرام شفاعت کریں گے چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب الشفاعۃ میں ہے کہ قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی اول انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چارسو کی شفاعت کرے گا۔

انتباہ

دورِ سابق میں خوارج ومعتزلہ شفاعت کے کھلے بندوں منکر تھے آج کے دور میں ان کے وارثین لفظاً اقرار لیکن حقیقۃً انکار کرتے ہیں جو کہ زیادہ خطرناک ہیں۔ اس کے باوجود نمازِ جنازہ اور اس کی دعاؤں کے قائل ہیں ان کے رد میں نمازِ جنازہ کا استدلال کافی ہے کہ اگر شفاعت کوئی چیز ہے بھی تو نمازِ جنازہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بھی شفاعت ہی ہے کہ مسلمان میت کو سامنے رکھ کر اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور بچے کو اپنا شفیع بناتے ہیں چنانچہ بچہ کے جنازہ پر پڑھا جاتا ہے ''اللھم اجعلہ لنا فرطا'' اور آخر میں کہا جاتا ہے ''واجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً'' یعنی اے اللہ اس بچے کو ہمارا شفیع بنا۔ مزید تحقیق فقیر کی کتاب ''شفاعت کے منظر'' میں پڑھئے۔

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی راہ واری واہ واہ

شرح

یہ شعر حضرت علامہ شمس بریلوی (مدظلہ) کے مرتب حدائق بخشش میں نہیں ہے اس کا مطلب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تو پردے میں رہا لیکن انجانوں اور بے خبروں کی رہبری کے لئے اپنے عکس خاص میں اپنے حبیب خاص سرورِ کونین ﷺ کو بھیجا واہ کیا خوب کیا۔

کیا مدینے سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

شرح

مدینہ پاک سے کیا عجیب صبا شریف لائی ہے کہ آج پھولوں میں کچھ ئی اور بھینی بھینی اور پیاری پیاری خوشبو مہک رہی ہے۔

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

شرح

مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو کر یہ نظارہ دیکھو کہ شرقی جانب گنبد خضراء کا نور چمک رہا ہے تو غربی جانب منبر نبوی کی بہار ہے ان دونوں کے بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری ریاض الجنۃ ہے۔
منبر نبر سے ہے بمعنی بلندی و رفعت چونکہ خطیب خطبہ اور واعظ وعظ کے وقت اس پر بیٹھنے کے وقت دوسروں سے بلند و ارفع ہوتا ہے اسی لئے اسے منبر کہا جاتا ہے۔

سوال

اسے بفتح المیم پڑھنا چاہیے کیونکہ اس کا معنی ہے بلندی و رفعت کی جگہ لیکن اب یہ بکسر المیم پڑھا جاتا ہے۔

جواب

بخلاف قیاس بکسر المیم ہے وہ اس لئے کہ اسے آلات سے مشابہت ہے گویا معنی ہے بلندی کا آلہ۔

نبوی منبر علی صاحبہ الصلوۃ والسلام

احادیث میں ہے حضور اکرم ﷺ اس کی پہلی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے مگر خطباء اب ادباً دوسری سیڑھی پر بیٹھتے ہیں آپ کا منبر شریف تین یا چار سیڑھیوں کا تھا اسے آپ نے خود اپنے دست اقدس سے اس جگہ رکھا تھا جہاں کہ اب ہے۔

گنبد خضراء

روضۂ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کا اگلہ مسقّف حصہ اس کے مینار اور گنبد خضراء ترکی حکومت کی عظمت و محبت اور سلطان عبد المجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ کی یادگار ہے۔ یہ تعمیر ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ھ تک میں مکمل ہوئی۔ یہ حصہ مشرقی جانب باب النساء تک اور مغربی سمت باب الرحمۃ تک ہے باقی مشرقی و مغربی جانب کی تمام عمارات کچھ سابقہ عمارات کو گرا کر اور کچھ مزید جگہ اس میں شامل کر کے سعودی حکومت کا کارنامہ ہے اس وقت مسجد نبوی کا کُل رقبہ ۱۶۳۲۷ مربع میٹر

ہے اس کے بعد سعودی تعمیر جانب شمال بہت وسیع اور دور تک مسجد نبوی کا احاطہ ہے۔

ریاض الجنۃ

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ

(صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل ما بین القبر والمنبر، جلد۲، صفحہ ۶۱، حدیث ۱۱۹۵)

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب من بین القبر والمنبر روضۃ من ریاض الجنۃ، جلد۲ صفحہ ۱۰۱۰، حدیث ۱۳۹۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے۔

یوں تو پوری مسجد نبوی ہی خیر و برکت کا خزانہ ہے مگر یہ خاص ٹکڑا اس خزانہ کا انمول حصہ ہے اس حصہ کی حد بندی متعین کرنے کے لئے سفید ستون بنائے گئے ہیں اور اس پر سبز قالین کا فرش رہتا ہے اس قطعہ مبارک کے آٹھ ستون بعض خصوصیات کی وجہ سے مشہور ہیں نوافل پڑھنے والوں کا یہاں ہجوم رہتا ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ قطعہ جنت کا ٹکڑا ہے قیامت میں شامل جنت کر دیا جائیگا۔

استوانہ حنانہ

یہ ستون محرابِ النبی ﷺ کی پشت کے ساتھ ملا ہوا ہے اس جگہ کھجور کا ایک خشک تنا گڑا ہوا تھا جس کا سہارا لے کر حضور اکرم ﷺ خطبہ فرمایا کرتے جب آپ کے لئے منبر تیار ہوا تو آپ نے اس پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا تو یہ تنا آہ و بکا کرنے لگا حضور اکرم ﷺ منبر سے تشریف لائے اس پر دست شفقت رکھا تو اس کا رونا بند ہوا۔ (یہ تنا اسی جگہ مدفون ہے)

استوانہ عائشہ

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ستون کے پاس ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو وہاں اتنا ہجوم ہو جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کے لئے قرعہ پڑھنے لگے۔ کہتے ہیں حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ جگہ معلوم تھی اور آپ نے اپنے بھانجے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تھی جب دیگر صحابہ کرام نے ان کو دیکھا تو وہ ستون سے ذرا دائیں ہٹ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

استوانہ ابی لبابہ

استوانہ عائشہ کے بائیں ہے اسے استوانہ توبہ بھی کہتے ہیں ایک صحابی ابی لبابہ نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کسی

لغزش کی بناء پر اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ کر قسم کھالی تھی کہ جب تک حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے بندھا رہوں گا اللہ تعالیٰ نے جب ان کی لغزش معاف فرمادی تو حضور اکرم ﷺ نے تشریف لے کر ان کو کھولا۔

استوانہ وفود

یہ وہ مقام ہے جہاں باہر سے آنے والے وفود سے حضور اکرم ﷺ ملاقات وگفتگو فرمایا کرتے تھے۔

استوانہ حرس

آیت حفاظت نازل ہونے سے پہلے اس جگہ کھڑے ہو کر صحابہ کرام حضور ﷺ کا حفاظتی پہرہ دیا کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی یہ خدمت انجام دی اس لئے بعض لوگ اس کو استوانہ علی بھی کہتے ہیں۔

استوانہ سریر

جب حضور اکرم ﷺ مسجد میں اعتکاف فرما ہوتے تو یہاں لیٹنے بیٹھنے کے لئے چٹائی بچھالیا کرتے اور یہیں بعض مرتبہ ایسی حالت میں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے سر پر تیل لگاتیں اور کنگھا فرمایا کرتیں کہ آپ کا جسد اطہر مسجد میں ہوتا۔

یہ تینوں ستون مقصورہ کے گرد کی آہنی جالیوں کی وجہ سے نصف کے قریب مقصورہ مبارکہ کے اندر ہیں اور نصف باہر۔

استوانہ تہجد

یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم ﷺ تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔

استوانہ جبریل

یہ وہ جگہ ہے کہاں جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی جب وصال سے پہلے والے رمضان میں حضور اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دور فرمایا تو اسی جگہ فرمایا تھا۔

یہ دونوں ستون بالکل روضۂ مبارکہ کے اندر آگئے ہیں اس لئے باہر سے نظر نہیں آتے گنبد خضراء انہیں پر قائم کیا گیا ہے۔

ریاض الجنۃ میں ترکوں کی بنائی ہوئی ایک محراب ہے اس پر محراب النبی ﷺ لکھا ہوا ہے اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہاں کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ امامت فرماتے تھے مگر یہ صحیح نہیں اسی محراب کا دایاں ستون ہے جس کے اوپر لکھا ہوا

ہے

ھذا مصلی رسول اللہ ﷺ

دراصل حضور اکرم ﷺ کے امامت فرمانے کی جگہ یہی ہے رمضان کے عشرۂ آخر میں تہجد کی نماز باجماعت کے وقت امام یہیں کھڑا ہوتا ہے۔

☆حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ادب واحترام کے تقاضوں کوملحوظ رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجز قدمین شریف کی جگہ کے پوری جگہ دیوار بنوادی تھی تا کہ جہاں حضور اکرم ﷺ سجدہ فرماتے تھے وہ جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے ترکوں نے بھی اسی دیوار کی حد تک محراب بنادی اب جو بھی مصلی نبی کے سامنے کھڑا ہوکر نماز پڑھے گا سجدہ میں اس کا سر عین اس جگہ ہوگا جہاں حضور اکرم ﷺ کے قدم ہوتے تھے۔

☆ ریاض الجنۃ کے دائیں کنارے پر منبر ہے یہ منبر بھی ترکوں کا بنایا ہے۔سنگ مرمر کا بہت سبک اور بہت خوبصورت یہ منبر اسی اصل جگہ پر ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں آپ کا منبر تھا۔

☆اس منبر کے سامنے اونچائی پر منارہ بنا ہوا تھا جہاں سے اذان اور تکبیر کہی جاتی ہے کہتے ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں خطبہ کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے۔

☆حضور اکرم ﷺ کے وقت مسجد نبوی کہاں تک تھی ؟ کتنا حصہ مسقف تھا اور کتنا کھلا ہوا ؟ یہ سب ترکوں نے ستونوں کے ذریعہ واضح کیا ہے مثلاً مسقف حصہ جہاں تک تھا وہاں ایسے ستون بنائے ہیں کہ ان پر دھاریاں کھودی ہیں اور ان کو سنہرا کردیا ہے اور جو صحن بغیر چھت تھا وہاں سادہ ستون رکھے ہیں۔

☆ ریاض الجنۃ کے جنوبی سمت کا حصہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد نبوی میں شامل ہوا موجودہ محراب بھی آپ ﷺ نے قائم فرمائی اسی لئے محرابِ عثمانی کہلاتی ہے اس طرف چھ امہاتِ المومنین کے مکانات تھے اسے پیتل کا کھڑا لگا کر جدا اور نمایاں کیا گیا ہے جنوب کی طرف حد مسجد نبوی تک عمارت جو مسقّف ہے ترکوں کی یادگار ہے مغرب کی طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفاء بنو اُمیہ و بنو عباس کے زمانہ میں اضافہ ہوا اس طرف شمالاً جنوباً اصل مسجد نبوی کی آخری حد پر ستوں کی جو قطار ہے اس کے ہر ستون پر سبز زمین پر سنہرے حروف سے حد مسجد نبوی علیہ السلام کندہ کردیا گیا۔

☆ ماثر و مقابر اور مقاماتِ مخصوصہ کی تعین وحفاظت کا جو نظم ترکوں نے قائم کیا تھا افسوس وہ اب بے توجہی کا شکار ہوگیا ہے

اور رہ نوردان کوچہ محبوب، آثارِ محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور کوئی رہنما نہیں ملتا۔

☆مسجد نبوی کی قدیم عمارت کے بعد شرقاً غرباً دوہرے تہرے عظیم الشان مسقّف دالان ہیں جو سعودی حکمرانوں میں سلطان ابن سعود کی حرم نبوی سے دلچسپی اور لگاؤ کی یادگار ہیں۔

☆قدیم عمارت اور شمال کے سمت والے کھلے صحن کے درمیان ایک مسقّف دالان شرقاً غرباً اور بنا ہوا ہے جس سے صحن دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے جس کو درمیانی روش دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اس کے بعد فہد کے دور میں اور سلسلہ وسعت پذیر ہوا۔

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

شرح

اس انعام واکرام پر قربان جاؤں جس سے دونوں عالم میں آپ کی واہ واہ (آفرین وتحسین) ہو رہی ہے اس لئے کہ ہر ایک آپ کے انعامات سے نوازا جا رہا ہے اور قیامت میں بھی آپ کے لطف وکرم سے نوازے جائیں گے۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضؔا
اُن سگانِ کوسے اتنی جان پیاری واہ واہ

حل لغات

پارہ، ٹکڑا، حصہ، ریزہ۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت) سگان کوئے مدینہ پاک کے لئے بدل وجان دل کا ٹکڑا تحفہ لایا ہوتا تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا تعجب ہے کہ تجھے سگانِ کوئے مدینہ پاک سے جان کیوں پیاری ہو گئی۔ اس شعر میں ایک طرف نفس کو سرزنش ہے دوسری طرف عشق رسول ﷺ کی ایک اعلیٰ مثال قائم فرمائی وہ یہی کہ انسان کو سب سے زیادہ پیاری جان اور جان کی جان دل ہے اور ارزل الحیوانات کتا ہے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سگانِ مدینہ پر پیاری جان کا جوہر یعنی دل کا ٹکڑا تحفے کے طور پیش نہ کرنے پر حسرت کا اظہار فرمایا ہے۔

نعت ۵۲

رونقِ بزمِ جہا ں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبان سوختہ

حل لغات

رونق، خوبصورتی، چمک، تازگی، چہل پہل، لطف و آرائش۔ بزم، مجلس، سبھا۔ سوختہ، اسم مفعول از سوختن جلنا یعنی جلا ہوا۔ گویا، غالباً، ظاہر، حرف تشبیہ، مانند، ہو بہو، بالفرض، مانا کہ۔

شرح

تمام دنیا کی رونق عاشقانِ جانگداز ہیں کہ یہ نہ ہوں تو دنیا بے رونق بلکہ ویران اور تباہ و برباد ہے۔ شمع کی سوختہ زبان گویا یہی اشارہ کررہی ہے کہ اگر یہ نہ ہوں تو جہاں دنیا ویران ہے۔

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے اسے منعمو
ان کے خوانِ وجود سے ہے ایک نان سوختہ

حل لغات

قرص، ٹکیا، گھیرا، منڈل، ایک چاندی کا سکہ، ایک قسم کی شیرنی، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ مہر، سورج۔ منعمو، منعم کی جمع، مالدار، نعمت والا، سخی، آقا، خوان، دسترخواں۔ جود، سخاوت، بخشش۔ نان، روٹی۔

شرح

اے دنیا دار جسے جہاں والوں نے سورج کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے یہ دراصل ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جود و سخا کے دسترخواں کا ایک روٹی کا جلا ہوا ٹکڑا ہے۔

ماہ من یہ نیر محشر کی گرمی تابکے
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جان سوختہ

حل لغات

ماہ من، میرے چانداس سے حضوراکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد۔ نیر، سورج۔ تابکے، کب تک۔ آتش، آگ، عصیان، گناہ۔

شرح

اے میرے چاند اے میرے کریم ﷺ آفتابِ محشر کی گرمی کب تک ہمیں جلائیگی جب کہ ہماری جلی سڑی جان پہلے بھی گناہوں کی آگ میں جل رہی ہے آپ تو رحیم و کریم ہیں ہمارے درد اور دکھ دیکھ سن کر آپ گوارا نہیں فرماتے اسی لئے ہمیں اس دوہری گرمی سے نجات بخشیے۔

برقِ انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشان سوختہ

حل لغات

برق، بجلی۔ انگشت، انگلی۔ مہ، چاند۔

شرح

نبی کریم ﷺ کی انگلی مبارک کی بجلی چاند پر صرف ایک چمکی تھی اسی سے آج تک چاند کے سینے میں عاشق دل جلے کی طرح نشان موجود ہے۔

مہر عالمتاب جھکتا ہے پے تسلیم روز
پیش ذراتِ مزارِ بیدلان سوختہ

حل لغات

مہر، سورج۔ عالمتاب، جہان کو روشنی دینے والا۔ جھکتا ہے، سر نیچے کرتا ہے۔ پے، واسطے۔ تسلیم، سلام کرنا، ماننا، راضی کرنا۔ پیش، آگے۔ ذرات ذرہ کی جمع وہ چھوٹے ریزے جو آفتاب کی شعاع کے ساتھ زمین پر یا دریچہ میں دکھائی دیتے ہیں۔

شرح

روزانہ سورج عاشقانِ دل سوختہ کے مزارات کے ذروں کے سامنے سلام کرنے کے لئے جھکتا ہے۔

اکرام الاولیاء

آیاتِ تسخیر

سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ . (پارہ ۱۳،سورۂ ابراہیم، آیت ۳۳)

اورتمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے۔

وَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ . (پارہ ۲۵،سورۂ الجاثیۃ، آیت ۱۳)

اورتمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ۔

وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل فقیر نے اسی شرح میں عرض کردی ہے۔ان آیات کے علاوہ اصحاب کہف کے واقعہ میں بھی اس کی تائید ملتی ہے۔

وَ تَرَی الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ کَہۡفِہِمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَ اِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُہُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ ہُمۡ فِیۡ فَجۡوَۃٍ مِّنۡہُ ؕ (پارہ ۱۵،سورۂ الکہف، آیت ۱۷)

اوراے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے توان کے غار سے دہنی طرف بچ جاتا ہےاور جب ڈوبتا ہے توان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں۔

اصحابِ کہف غار میں

روح البیان اسی آیۃ کے تحت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ جب اصحاب کہف نے غار میں قرار پکڑا توان پراللہ تعالیٰ نے نیند طاری فرمادی اوروہیں عرصہ معلوم تک سو گئے دقیانوس چند روز کے بعد واپس افس میں آیا تو نوجوانوں کا حال پوچھا تو کہا کہ وہ تو شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اس نے ان کے آباء کو گرفتار کرلیا انہوں نے کہا کہ وہ بھگوڑے تو الٹا ہمارے مال واسباب بھی لے گئے اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی سامنے والے پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں دقیانوس نے چند آدمیوں کوان کی تلاش میں بھیجاوہ جب ان کی آرام گاہ میں پہنچے توانہیں دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے آرام کررہے ہیں لیکن معلوم ہوتا تھا کہ وہ گویا جاگ رہے ہیں۔بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کے غار کے دروازوں کے پتھر سے بھردیا جائے تاکہ یہ لوگ جیتے جی یہاں غار میں مرجائیں چنانچہ بادشاہ کے حکم سے غار کے دروازوں کوپتھروں سے

پُر کردیا گیا بادشاہ کے مقربین میں دو نیک مومن تھے انہوں نے غار کے دروازے پر تختیاں لکھوا کر لٹکا دیں جس میں اصحابِ کہف کے اسماء اور نسب اور مذہب اور مختصر سا تعارف لکھ دیا گیا تا کہ آنے والی نسلیں ان سے متعارف ہو سکیں۔

فائدہ

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آیت میں جو سورج کے طلوع وغروب کی کیفیت بیان کی گئی ہے غالبًا یہ بادشاہ کے غار کو پتھروں سے بند کرانے سے پہلے کی ہے اس لئے کہ سوراخ کی بندش کے بعد سورج کی شعاعوں کا ہونا غیر ممکن ہوتا "اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ" یہ دراصل "تتزاور" تھا بمعنی "تتنحی وتمیل" یعنی ہٹ جاتا ایک تار حزف کردی گئی ہے اس کا مادہ "زور" (فتح الواو) بمعنی المیل (ہٹنا) ہے۔ "عَنْ كَهْفِهِمْ" ان کی اسی غار سے جس میں وہ پناہ گزیں ہوئے۔ "وَ اِذَا غَرَبَتْ" یعنی سورج کو غروب کے وقت دیکھو گے "تَّقْرِضُهُمْ" القرض سے ہے بمعنی القطع یعنی کاٹنا اسی سے المقراض بمعنی قلیچی قینچی مشتق ہے اب معنی یہ ہوا کہ ہوا کہ ان سے کترا کر گزرتا ان کے قریب نہیں جاتا تھا "ذَاتَ الشِّمَالِ" یعنی کہف کی باتیں جانب یعنی وہ طرف جو شرق کے قریب ہے۔

فائدہ

قاموس میں ہے کہ "تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ای تخلفهم" شمالاً یعنی انہیں غار کی شمال کی جانب چھوڑ جاتا یعنی ان سے تجاوز کرتے وقت غار کی شمال کی جانب سے کترا کر راستہ طے کر جاتا۔

یہ کہ ان کا معاملہ ایک عجیب سا تھا یعنی باوجودیکہ وہ ایک کھلے اور وسیع میدان پر آرام فرما تھے لیکن طلوع وغروب کے وقت سورج کی معمولی سی کرن بھی ان پر نہ پڑتی تھی ورنہ ایسے میدان میں سونے والوں پر سورج کی کرن کا پہنچنا لازمی امر تھا اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تقدیر الٰہی سے ان پر سورج کی کرن نہ پڑتی تھی اسے ہم اہلِ اسلام کراماتِ اولیاء سے تعبیر کرتے ہیں۔

"ذٰلِكَ" یہ اشارہ گذشتہ مضمون کی طرف ہے یعنی طلوع غروب کے وقت ان پر سورج کی کرن کا پڑنا باوجودیکہ ان پر سورج کی شعاعوں کا پڑنا لازمی امر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان سے سورج کو دائیں بائیں جانب ہٹایا یہ واقعہ "مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ نے ان عجیب وغریب آیات سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اس کے علم واسع اور حقیقۃ توحید پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولیائے کرام کی عزت ووقار بہت بلند ہے۔

غار میں آرام کی کیفیت

اصحابِ کہف کی غار میں آرام کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا "وَّ نُقَلِّبُھُمْ" یعنی ان کی نیند میں فرشتے کے ذریعے سے کروٹیں تبدیل کرتے ہیں "ذَاتَ الْیَمِیْنِ" یعنی کہ اس کے اندر داخل ہونے والے کی توجہ کے وقت وہ جہت دائیں جانب ہو یعنی وہ جانب جو جانب مغرب کے متصل ہو اس معنی پر ان پر سورج کی شعائیں پڑتی تھیں کہ جن سے ان کے آرام میں خلل واقع ہوتا اس لئے کہ اس غار کا صحن جنوبی جانب تھا یعنی ار کا صحب جنوبی جانب میں داخل تھا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرقِ عادت کے طور پر سورج کو وہاں سے ہٹا دیتا تھا تا کہ اصحابِ کہف (اولیاء) کی کرامت ظاہر ہو۔

فائدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سال بھر میں ان کی دو کروٹیں بدلی جاتی ہیں اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سال میں ان کی صرف ایک کروٹ بدلی جاتی ہے تا کہ ان کے اجسام طاہرہ کو زمین نہ کھا جائے اور یہ سال میں عاشوراہ کے دن ہوتا تھا۔(روح البیان)

نتیجہ

ثابت ہوا کہ سورج اللہ والوں کی نیاز مندی کرتا ہے اور یہ صرف اصحابِ کہف کی تخصیص نہیں اس لئے کہ اصول کا قاعدہ ہے کہ واقعہ مریم واقعہ اصحابِ کہف صرف من حیث الواقعہ نہیں بیان کئے گئے بلکہ من حیث الضابطہ لاثبات الکرمۃ مذکور ہیں جیسا کہ معتزلہ کے رد میں ائمہ اہل سنت نے اثبات کرامۃ الاولیاء میں یہی واقعات بیان فرمائے۔(والتفصیل علم الکلام)

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پر افشاں ہوں یا رب بلبلانِ سوختہ

حل لغات

کوچہ، گلی۔ جاناں، محبوب۔ نسیم، نرم، بھینی بھینی ہوا۔ افشاں، چھڑکاؤ۔ بلبلان سوختہ، دل جلے عشاق۔

شرح

یارب گیسوئے محبوبِ کریم ﷺ سے ٹھنڈی نرم نرم بھینی خوشبو چلے تا کہ دل جلے عشاق کے بالوں پر راحت وسرور کا چھڑکاؤ ہو اور وہ اس بھینی بھینی ہوا سے پژمردگی سے فرحاں وشاداں ہوں۔

بہر حق اے ابر رحمت کرنگاہ لطف بار

تابکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

حل لغات

بہر، واسطے۔ابر، بادل۔بار،اس کے کئی معانی ہیں یہاں بزرگ۔تابکے،کب تک۔بے آب،پانی کے بغیر۔ماہیان،ماہی کی جمع،مچھلیاں۔

شرح

بہت بڑے لطف کرم سے خدا کے لئے صرف ایک بارابررحمت سے ہمیں نواز یئے یہ مچھلیاں پیاس سے چلی ہوئی کب تک پانی کے بغیر تڑپتی رہیں گے۔

آتشِ تر دامنی نے دل کئے کیا کیا کباب

خضر کی جاں وہو جلادو ماہیانِ سوختہ

حل لغات

تر دامنی، گنہگاری۔کباب، بھنا ہوا گوشت۔جلاہوا،چنا ہوا۔خضر،ایک پیغمبر(علیہ السلام کا نام) جلادو،زندہ کردو۔

شرح

گناہوں نے دل کے نامعلوم کتنے ٹکڑے کرڈالے خدا کرے جانِ خضر کی جاں یعنی زیارت نصیب ہوتا کہ ماہیانِ سوختہ عشاق ﷺ ہجر کے ماروں کونئی زندگی نصیب ہو۔

آتش گلہائے طیبہ پر جلانے کے لئے

جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ

شرح

طیبہ کے پھولوں کی آتش پر جان قربان کردینے کے لئے اے پیارے تمام دل جلے ہوئے عشاق خواہش مند ہیں۔

لطفِ برقِ جلوہ معراج لایا وجد میں

شعلہ جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ

حل لغات

شعلہ جوالہ، گرداگرد، پھرنے والا شعلہ۔ ساں، مانند۔

شرح

جلوۂ معراج کی تجلی کا لطف وجد لایا ہے اسی لئے یہ آسمان دل جلا شعلہ جوالہ کی طرح گھوم رہا ہے۔

اے رضا مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

شرح

اے رضا (امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) تیرے مضمون سوز دل سے بیان ہوئے ایسے پُراثر ہیں کہ اس کی رفعت نے اس زمین سوختہ کو آسمان کی رفعتیں بخش دیں یعنی تیرے کلام کی شہرت نہ صرف زمین پر ہیں بلکہ آسمانوں میں کلامِ رضا غلغلہ ہے۔

نعت شریف

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

حل لغات

بالا (فارسی) اوپر، لمبا قد۔ والا (فارسی) بلند، اونچا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل اور بلند مرتبہ ہمارے نبی ہیں ﷺ اور سب سے اونچی شان والے اور بلند قدر ہمارے نبی ہیں ﷺ۔

امام احمد رضا قدس سرہ

اس شعر کی شرح میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ خود بتاتے ہیں تجلی الیقین میں لکھتے ہیں قرآن مجید میں

ہر جگہ نبی کریم ﷺ کی شان سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے یہ وہ بحر ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار علمائے دین مثل امام ابونعیم و ابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے تفرقوں سے بعض کی اشارہ فرمایا۔ فقیر اول ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ بادنیٰ تامل اس وقت ذہن قاصر میں ہوئے ظاہر کریگا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد بیس پر اقتصار کا باعث ہوا۔

(۱) خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا

وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۸۷)

اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اُٹھائے جائیں گے۔

حبیب کریم ﷺ کے لئے خود ارشاد ہوا

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۸)

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔

حضور ﷺ کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارتِ عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۲۵)

تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۴)

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف۔

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ. (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۱)

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا۔

حبیبِ خدا ﷺ کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا

وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۰)

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے طُور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمادیا۔

وَ اَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰیO اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْO

(پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۳،۱۴)

اور میں نے تجھے پسند کیا اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے۔ بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

حضور اکرم ﷺ سے فوق السموات کا مکالمہ فرمایا اور اسے سب سے چھپایا

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰیO (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۰)

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا

وَ لَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۶)

اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

حبیبِ خدا ﷺ کے بارے میں بقسم فرمایا

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیO اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیO (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳،۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اب فقیر عرض کرتا ہے باللہ التوفیق

نوح و ہود علیہما الصلوٰۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِO (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۲۶)

اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد ﷺ سے خود ارشاد ہوا

وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا۝ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۳)

اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

نوح و خلیل علیہما الصلاۃ والتسلیم سے نقل فرمایا انہوں نے اپنی امتوں کی دعائے مغفرت کی

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۴۱)

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حبیب اللہ ﷺ کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا انہوں نے پچھلوں میں اپنے ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی

وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۸۴)

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔

حبیب خدا ﷺ سے خود فرمایا

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

اور اس سے اعلیٰ وارفع مژدہ ملا۔

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

جہاں اولین و آخرین جمع ہونگے حضور ﷺ کی حمد و ثناء کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصے میں فرمایا انہوں نے قومِ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ۝ (پارہ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۷۴)

ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

مگر حکم ہوا

يٰاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ا (پارہ۱۲،سورۂ ھود،آیت۷٦)

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔

عرض کی

اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ا (پارہ۲۰،سورۃالعنکبوت،آیت۳۲)

اس میں تو لوط ہے۔

حکم ہوا

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ا (پارہ۲۰،سورۃالعنکبوت،آیت۳۲)

ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے۔

حبیب خدا ﷺ سے ارشاد ہوا

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ا (پارہ۹،سورۃالانفال،آیت۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا

رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ (پارہ۱۳،سورۂ ابراہیم،آیت۴۰)

اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔

حبیب خدا ﷺ اور ان کے طفیلوں کو ارشاد ہوا

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ا (پارہ۲۴،سورۃالمومن،آیت٦۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی

نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ ۔(پارہ۲۰،سورۃالقصص،آیت۳۰)

ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔

حبیب خدا ﷺ کی معراج سدرۃ المنتہٰی و فردوسِ اعلیٰ تک بیان فرمائی

عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَھٰی ۝ عِنۡدَھَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ۝ (پارہ ۲۷،سورۃالنجم،آیت ۱۴،۱۵)

سدرۃ المنتہٰی کے پاس اس کے پاس جنت الماوی ہے۔

کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام والسلام نے وقت ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت نقل کی

وَ یَضِیۡقُ صَدۡرِیۡ وَ لَا یَنۡطَلِقُ لِسَانِیۡ فَاَرۡسِلۡ اِلٰی ھٰرُوۡنَ ۝ (پارہ ۱۹،سورۃالشعراء،آیت ۱۳)

اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تو ہارون کو بھی رسول کر۔

حبیب خدا ﷺ کو خود شرحِ صدر کی دولت بخشی اور اس منت عظمٰی رکھی

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ (پارہ ۳۰،سورۃالانشراح،آیت ۱)

کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔

کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حجابِ نار سے تجلی ہوئی

فَلَمَّا جَآءَھَا نُوۡدِیَ اَنۡ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَھَا (پارہ ۱۹،سورۃالنمل،آیت ۸)

پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے۔

حبیب خدا ﷺ پر جلوۂ نور سے تدلی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم و تعظیم کے لئے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی

اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی ۝ (پارہ ۲۷،سورۃالنجم،آیت ۱۶)

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو یعلی، بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی

ثم انتھی الی السدرۃ فغشیھا نور الخلاق عزوجل فکلمہ تعالیٰ عند ذلک فقال سئل

پھر حضور اکرم ﷺ سدرہ تک پہنچے خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا اس وقت حق تعالیٰ نے حضور سے کلام کیا اور فرمایا مانگو ملتقطا۔

کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے برأت و قطع تعلق نقل فرمایا جب انہوں نے اپنی قوم کو قتال عمالقہ کا حکم دیا اور انہوں نے نہ مانا عرض کی

رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٢٥)

اے رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو تُو ہم کو ان بے حکموں سے جدا رکھ۔

اور اس گنہگار قوم میں حبیب ﷺ کے ظل وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ ؕ (پارہ ٩، سورۃ الانفال، آیت ٣٣)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ١٥، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ٧٩)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

ہارون وکلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا انہوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا

رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ (پارہ ١٦، سورۃ طٰہٰ، آیت ٤٥)

اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

اس پر حکم ہوا

لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی ۝ (پارہ ١٦، سورۃ طٰہٰ، آیت ٤٦)

ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا۔

حبیب خدا ﷺ کو خود مژدہ نگہبانی دیا

وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٦٧)

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرائی بات پر یوں سوال ہوگا

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ

(پارہ ٧، سورۃ المائدہ، آیت ١١٦)

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد سے اسمٰعیل کو برگزیدہ پیدا فرمایا اور

اسمٰعیل سے اولاد سے بنی کنانہ کو افضل کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو پیدا فرمایا اور قریش سے بنی ہاشم کو افضل اور بنی ہاشم میں سب سے افضل رب نے مجھ کو بنایا۔ (مسلم شریف)

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

حل لغات

مولیٰ، مالک

شرح

ہمارے نبی پاک ﷺ اپنے مالک ومولیٰ کے پیارے اور محبوب ہیں دونوں عالم کے دولہا ہمارے نبی ﷺ ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اولین وآخرین میں سب سے مکرم تر ہوں۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا داروغہ جنت کہے گا تو کون ہے پس میں کہوں گا محمد ﷺ پس وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے میں کسی اور کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہشت کے لباسوں سے مجھے جوڑا پہنایا جائیگا پھر کھڑا ہوں گا عرش کے داہنی جانب کہ اس مقام پر خلائق میں سے میرے سوا کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

(۴) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا منکر ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کرونگا خواہ کوئی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی احمد (ﷺ) کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام قسم ہے عزت وجلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ (نشر الطیب صفحہ ۲۶۲)

(۵) امام بخاری تاریخ میں طبرانی اوسط میں بیہقی وابونعیم حضرت جابر سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا قائد المرسلین ولا فخر انا خاتم المرسلین ولا فخر

میں تمام انبیاء ومرسلین کا پیشوا ہوں اور خاتم النبیین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں۔

(٦) امام ترمذی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا خیرھم نفساً وخیرھم بیتاً. (ترمذی)

میں تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل واعلیٰ ہوں میرا خاندان تمام خاندانوں سے بہتر ہے۔

(۷) حاکم وبیہقی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا سید العالمین. (بیہقی) میں ساری کائنات کا سردار ہوں۔

(۸) حکیم ترمذی وبیہقی وابن عساکر حضرت ابو ہریرہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر خدا نے مجھ سے فرمایا

وعزتی وجلالی لا وثرن حبیبی علیٰ خلیلی و نجی

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم حبیب کو خلیل ونجی پر فضیلت دوں گا۔

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی

شرح

بزمِ آخر کے شمع فروزاں بھی ہمارے نبی پاک ہیں ﷺ اور نورِ اول کا جلوہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ ۔اس شعر میں دو عقیدے بیان فرمائے ہیں (ا) ختم نبوت (۲) حق کی تجلی۔

ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ا (پارہ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

اور حدیث میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین" اور دوسری جگہ ارشاد

ہے "وختم بی النبیون" یعنی میرے ساتھ انبیاء کی بعثت کا خاتمہ کیا گیا۔ (رواہ مسلم)

غرض آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت ختم ہے یعنی اب کسی نبی کو بعثت نہیں ہوگی اور حضور ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ تفاسیر و احادیث اور لغت سے یہی معنی ثابت ہیں اور اسی پر تمام امت مسلمہ کا اعتقاد و ایمان ہے احادیث کثیرہ سے آپ کا آخری نبی ہونا واضح طور پر ثابت ہے۔

عن ثوبان قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لانبی بعدی. (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تجلی اول کے متعلق بیشمار احادیث صحیحہ میں وارد ہے جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ "ھوالاول" میں نقل کر دیا ہے۔

جن کو شایان ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

حل لغات

شایان (فارسی) قابل، موزوں، زیبا، لائق۔ جلوس (عربی) نشست، بیٹھک، تخت نشینی، شان و شوکت۔

شرح

جس کو عرشِ خدا پر شان و شوکت سے تشریف رکھنا موزوں ہے اور صرف اور صرف بلند مرتبہ والا ہمارا نبی ہی ہے اور بس (ﷺ) اس سے بڑھ کر آپ کو خلوت گاہ قدس میں جگہ ملتی ہے اور یہ مقام ہے اور ایسا اعزاز و اکرام ہے جو ہمارے نبی کی خصوصیات سے ہے۔ (ﷺ)

عرش کو سکون ملا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا

یا عیسیٰ آمن بمحمد ومرمن ادرکہ من امتک ان یومنوا بہ فلولا محمد ماخلقت آدم ولو لا محمد ما خلقت الجنۃ والنار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ . (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۳۴، سیرۃ جلد ا صفحہ ۲۱۱، الخصائص الکبریٰ صفحہ ۱۹، الوفاء صفحہ ۲۰ جلد ا، والمستدرک جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، زرقانی صفحہ ۲۴۲)

اے عیسیٰ میرے محبوب محمد پر خود بھی ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم دو کہ جو ان کے زمانہ رحمت کو پائے ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد مصطفیٰ ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت اور جہنم کو۔ ان کی عظمت وشان کا عالم یہ ہے کہ جب میں نے پانی کے اوپر عرش کو بنایا تو عرش بے تاب و مضطرب تھا میں نے اس پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللّٰہ" لکھا میرے اور میرے محبوب کے نام کی برکت سے عرش کی بے چینی جاتی رہی اور اس کو سکون واطمینان ہو گیا۔

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

حل لغات

مشعلیں، مشعل کی جمع بمعنی شمع

شرح

ہمارے نبی کریم ﷺ ایسی نورانی شمع لے کر آئے کہ ان کے آگے تمام مشعلیں بجھ گئیں۔

اس شعر میں مشہور عقیدہ کا ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا دین اسلام ناسخ الادیان ہے اب کسی بھی نبی علیہ السلام کی شریعت واحکام نبوت جاری نہیں ہو سکتے۔

بجھ گئیں مشعلیں

اس کی ایک اور تقریر بھی ہو سکتی ہے کہ روزِ میثاق تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار آپ کے نور کی آمد پر محجوب ہو گئے جیسا کہ حدیث شریف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے بعد دیگر انبیاء کرام کے انوار کو پیدا فرمایا تو اپنے حبیب سے حکم فرمایا کہ اے حبیب آپ ان انوار کی جانب دیکھیں آپ کا دیکھنا تھا کہ سارے انبیاء کرام کے انوار پر پردہ پڑ گیا۔ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے ربِ کریم کس کے نور نے ہمارے انوار پر پردہ ڈال دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے اگر تم سب ان پر ایمان لاؤ تو نبوت سے نوازوں گا۔ سبھوں نے عرض کی ہم ایمان لائے ان پر ان کی نبوت پر تو رب نے فرمایا کہ تمہارے اس معاہدے کا میں گواہ ہوں۔ (انوارِ محمدیہ)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے

تمام ادیان منسوخ

حضور سرورِ عالم ﷺ کی نبوت کے اعلان کے بعد تمام ادیان منسوخ ہو گئے یہاں تک کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے تو نبی بن کر نہیں بلکہ امتی بن کر اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لو كان موسىٰ حيالم يسعه الا اتباعي

اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا اور کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

حضور اکرم ﷺ نے یہود و نصاریٰ کے لئے خصوصیت سے تنبیہہ فرمائی۔

احادیث مبارکه

عن ابی هريرة عن رسول الله ﷺ قال والذی نفس محمد(ﷺ)بيده لا يسمع بی احد من هذه الامة يهودی ولا نصرانی ثم يموت ولم يومن بالذی ارسلت به الا كان من اصحاب النار

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قسم ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا (یعنی اس دور کا) جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے (یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت) اس کو پہنچ جائے اور پھر وہ مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ دوزخیوں میں ہوگا۔

فائده

اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا ذکر صرف تمثیل کے طور پر اور یہ ظاہر کرنے کے واسطے کیا گیا ہے کہ جب یہود و نصاریٰ جیسے مسلم اہل کتاب بھی خاتم الانبیاء (ﷺ) پر ایمان لائے بغیر اور ان کی شریعت کو قبول کئے بغیر نجات نہیں پا سکتے تو دوسرے کافروں، مشرکوں کا انجام اسی سے سمجھ لیا جائے۔

عن عبدالله بن مسعود قال جاء رجل الى النبی(ﷺ)فقال يا رسول الله ارائيت رجلا من النصارىٰ متمسكاً بالانجيل ورجلا من اليهود متمسكاً بالتوراة يومن بالله ورسوله ثم لم يتبعک قال رسول الله(ﷺ)من سمع بی من يهودی اونصرانی ثم لم يتبعنی فهو في النار. (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک نصرانی شخص ہے جو انجیل کے موافق عمل کرتا ہے اور اسی طرح ایک یہودی شخص ہے جو توراۃ کے احکام پر چلتا ہے اور وہ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان بھی رکھتا ہے مگر اس کے باوجود آپ کے

دین اور آپ کی شریعت نہیں چلتا تو فرمائیے کہ اس کا کیا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس یہودی یا نصرانی نے میری بابت سن لیا (یعنی میری دعوت اس کو پہنچ گئی) اور اس کے بعد بھی اُس نے میری پیروی اختیار نہیں کی تو وہ دوزخ میں جانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اوپر کی حدیث سے بھی زیادہ واضح ہے اس میں تصریح ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو مانتا بھی ہو (یعنی توحید کا قائل ہو اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی بھی تصدیق کرتا ہو) مگر پیروی آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے بجائے تورات اور انجیل ہی کی کرتا ہو اور اسی کو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھتا ہو تو وہ نجات نہیں پا سکے گا۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات

ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

حل لغات

تلووں، تلوے کی جمع ہے، پاؤں کی ایڑی اور نیچے کے بیچ کا حصہ۔ دھوون، کسی چیز کا دھلا ہوا پانی۔ آبِ حیات، وہ پانی کہ جس کے پینے سے کبھی موت نہ آئے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے تلوے مبارک سے جو پانی مس کر کے گرتا ہے وہ آبِ حیات ہے بلکہ ہمارے نبی (ﷺ) تو مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی بھی جان ہیں۔

مصرعہ اول دعویٰ مصرعہ ثانی اس کی دلیل ہے آپ کے تلوے کے پانی مبارک آبِ حیات ہونے میں وہ شک کریگا جو کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا منکر یا جاہل ہے ورنہ جسے آبِ حیات سمجھا جا رہا ہے وہ تو حضور اکرم ﷺ کے عطیات میں سے ایک معمولی عطیہ ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نوش فرمائیں تو دائمی زندگی پائیں۔ یاد رہے کہ محققین کے نزدیک خضر علیہ السلام تا حال زندہ اور نبی ہیں لیکن اب وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے ہیں اس کی تحقیق کے لئے فقیر کی کتاب ''حیاتِ خضر علیہ السلام'' کا مطالعہ فرمائیے۔

آبِ حیات اور خضر علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آبِ حیات کی حقیقت کا ذکر قرآنِ مجید میں بیان فرمایا۔ خضر و موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے بیان

میں ارشاد فرمایا کہ

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ○ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ٦١)

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی۔

موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے روانگی کے وقت آپ کے شاگرد یوشع علیہ السلام کشکول (جس میں زادِ راہ اور بھنی ہوئی مچھلی تھی) اُٹھا کر ساتھ ہو لئے۔

مچھلی زندہ ہوگئی

چلتے چلتے وہاں پہنچے جہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اُس کے نیچے آبِ حیات کا چشمہ تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اُسے جو وہ پانی لگا تو وہ زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے۔

فائدہ

اس سے واقعہ کی تفصیل مطلوب نہیں یہ عرض کرنا ہے کہ آبِ حیات ایک چشمہ ہے اس میں مردہ زندہ کرنے کی تاثیر ہے۔

خضر علیہ السلام

خود خضر علیہ السلام کا یہ حال ہے کہ آپ خشک زمین پر بیٹھ جائیں تو وہاں سبزہ اُگ جاتا ہے آپ کے متعلق اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔

جبریل علیہ السلام کی گھوڑی

سامری سے جب سوال ہوا کہ تو نے بچھڑے میں کیسے جان ڈال دی ہے

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ . (پارہ ١٦، سورۃ طٰہٰ، آیت ٩٦)

تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اُگتی۔ ان واقعات کی تفصیل فقیر کی تفسیر ''فیوض الرحمٰن'' میں ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام

احیاء الموتی عیسیٰ علیہ السلام کا مشہور معجزہ ہے اس پر سب کا ایمان ہے اور ہمارے نبی پاک ﷺ تو ان کے بھی آقا ہیں آپ کے لئے اشکال کیوں۔

دھوون آبِ حیات

بخاری شریف میں مشہور روایات ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے وضو کا پانی اور غسالہ (غسل کا پانی) جسم پر ملتے اور پی جاتے اس کی برکت سب پر واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وہ حیاتِ طیبہ نصیب ہوئی کہ ہمارے جیسوں کو ان کے سامنے اپنی حیات ممات محسوس ہوتی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّه حَيٰوةً طَيِّبَةً ا (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۷)

جو اچھا کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

درود شریف

اللهم صل علیٰ اخضرت من بقية وضوئه الاشجار

اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیج جن کے وضو کے بقایا سے درخت سرسبز ہو گئے۔

نهر حیات

یہ تو آپ کے غلاموں کی شان ہے کہ ان کے جسم سے پانی مس کرے تو اس سے ہزاروں ملائکہ پیدا ہوں چنانچہ مروی ہے کہ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے نہر حیات کہتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام ہر روز اس میں غوطہ لگا کر پَر جھاڑتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے انہی کو حکم ہوتا ہے کہ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھیں جب وہ نماز پڑھ کر نکلتے ہیں پھر کبھی اس میں نہیں جاتے انہی میں سے ان پر ایک افسر بنا کر حکم فرمایا جاتا ہے کہ آسمان میں انہیں لے جا کر ایک جگہ کھڑا کرو۔ سب فرشتے قیامت تک وہاں تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ (الهدایۃ المبارکہ، تصنیف امام احمد رضا محدث بریلوی)

منقول ہے کہ سفید گلاب جبریل علیہ السلام کے پسینے سے اور زرد گلاب براق سے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔ (روح البیان)

فائدہ

خادمِ دربارِ جبریل علیہ السلام کے قطرات اور پسینہ سے اگر خالق کائنات ملائکہ پیدا فرماتا ہے تو اپنے حبیب پاک ﷺ کے تلووں کے پانی کو آبِ حیات بنا دے تو کون سا اشکال ہے۔

امام حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بی بی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے منقول ہے کہ جب وہ زمین پر اتریں تو گریہ زاری فرمائی ان کے جتنے آنسو ٹپکے ان سے دریا کے موتی پیدا ہوئے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بی بی سے پہلے دریا کے موتی نہ تھے بلکہ بی بی حوا سے پہلے بھی موتی تھے ایسے ہی مذکورہ رنگ جیسے پھول پہلے بھی تھے۔

نمک

مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہشت کا کافور ایک مٹھی بھر دیا گیا تو انہوں نے زمین پر پھینکا جہاں جہاں اس کافور کے ذرات پڑے وہیں پر نمک کی کان بن گئی۔ (روح البیان)

اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ کے تلووں کے دھوون کو آبِ حیات کہنا حق اور دین اسلام کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی

حل لغات

آئینہ بندیاں، آئینہ بندی کی جمع بمعنی مان وغیرہ کی جھاڑ فانوس سے آراستگی۔ سدھارا، روانہ ہوا، چلا۔

شرح

جب ہمارے نبی پاک ﷺ حق تعالیٰ کی طرف روانہ ہوئے یعنی معراج شریف تشریف لے گئے تو عرش و کرسی وغیرہ کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا گیا۔ اس کو کسی شاعر نے یوں ادا کیا ہے

تزئین شب اسریٰ دیکھی تو ملک بولے — کیا آج خدا کا مہمان نرالا ہے
اقلیم محبت کی دنیا بھی نرالی ہے — دربار انوکھا ہے سلطان نرالا ہے

فرش تا عرش چراغاں

جیسے حضور اکرم ﷺ کی شب میلاد شریف میں عرش تا فرش نورانی چراغاں ہوا ایسے ہی شب معراج فرش تا عرش

خوب آئینہ بندیاں یعنی نورانی چراغاں ہوا اور اس چراغاں کی تفصیل کتب سیر کے باب المعراج میں خوب بیان کی گئی ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

شرح

عام مخلوق علوی، سفلی سے اولیاء کرام افضل ہیں اور اولیاء سے رسل کرام افضل ہیں وہ رسل کرام ملائکہ ہوں یا بشر اور تمام رسول ملائکہ و بشر سے افضل ہمارے نبی پاک ﷺ افضل ہیں "علی الاطلاق خلافاً للبعض" بعض مخالفین کی تردید میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضخیم تصنیف "تجلی الیقین بان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین"

فائدہ

انبیاء علیہم السلام تمام ملائکہ کرام سے افضل ہیں اور خواص ملائکہ یعنی رسل ملائکہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اولیاء کرام تمام عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ مزید تفصیل علم الکلام میں ہے۔

سرتاج انبیاء و رسول علیٰ نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام

تمام ملک کے علماء کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ سارے نبیوں سے افضل ترین نبی ہیں صرف افضل ہی نہیں بلکہ سارے نبیوں کے سرتاج بھی ہیں اس کے علاوہ سب سے بڑی صفت آپ کی یہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آیگا آپ ساری دنیا کے لئے نورِ ہدایت اور رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے ہیں۔ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ دونوں جہان کو پیدا نہ فرماتا۔ آپ ﷺ ہی کے لئے خداوند قدوس نے دونوں جہان پیدا فرمائے آپ جب پیدا ہوئے تو تمام عرب کفر کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، ہر ایک نے اپنا اپنا الگ خدا بنا رکھا تھا اور اس کی پرستش کرتے تھے، کسی کے خدا کا نام لات تھا تو کسی کا عزیٰ اور ہبل تھا، یہ لات و عزیٰ اور ہبل کیا تھے پتھر کے بنے ہوئے بے جان بت تھے نہ کسی کو نفع دے سکتے تھے نہ نقصان۔

ہمارے نبی کریم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو تمام عرب کو توحید الٰہی کی دعوت دی اور کفر و گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راہِ مستقیم پر لانے کی کوشش کی جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کا سکہ بیٹھ گیا وہ دونوں جہاں میں سرفراز ہو گئے اور

جو لوگ دولتِ اسلام سے محروم رہے وہ دونوں جہاں میں ٹھکرا دیئے گئے جیسا کہ ابوجہل ، ابولہب اور دیگر کفارِ مکہ دولت اسلام سے محروم رہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔ ہم اپنے رسول اللہﷺ پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے آپ ﷺ ہمارے پیشوا ہیں، آپ ہی کی بدولت ہمیں دولت ایمان نصیب ہوا، آپ ہی قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے، آپﷺ ہی کی ہم امت ہیں اور سب سے بہترین امت۔ اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کی امت کو قرآن کریم میں ''خیر امۃ'' بہترین امت کے لقب سے پکارا ہے۔ آپﷺ کی تبلیغی سرگرمیاں رنگ لائیں اور وہ صحرائے عرب جو کفر وظلمت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوب چکا تھا یک نورِ توحید سے جگمگا اُٹھا اور گوشہ گوشہ سراج منیرﷺ کی ضیا پاشیوں سے منور ہو گیا۔ آپ کی تشریف آوری کا مقصد ہی یہی تھا کہ دنیا میں ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آئے دنیا کے تمام بت خانے نیست و نابود ہو جائیں اور ہر طرف ''هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

آپﷺ کے خلقِ عظیم نے بڑے بڑے سنگ دلوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا اور وہ ایسے گرویدہ ہوئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنے مضبوط و مستحکم ارادے سے نہ ہٹا سکی۔ نشۂ توحید اور عشق رسولﷺ سے ان کے دل ایسے معمور ہوئے کہ سخت ترین مظالم سے بھی نہ گھبرائے۔

یہ آپﷺ کے خلق عظیم ہی کا اثر تھا کہ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی دعوتِ توحید کا خیر مقدم کیا اور فوراً دولتِ اسلام سے مشرف ہو گئے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے لیجئے کہ گھر سے تو آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلتے ہیں مگر واپس جاتے ہیں تو دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر جاتے ہیں۔ اس طرح کئی دیگر لوگ آپﷺ کے خلقِ عظیم سے متاثر ہو کر اصحابِ رسولﷺ کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ کی خوبیاں اور فضائل حدو حساب سے باہر ہیں اور تمام مخلوق میں آپﷺ کا کوئی ثانی نہیں۔

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ **الحمد للّٰہ علی ذلک**

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آراء ہمارا نبی

حل لغات

ملیح،نمکین ،نمک آلودہ۔قسم کھانا،عہد کرنا،قول دینا،اقرار کرنا۔ دل آراء، پیارا،لاڈلا۔

شرح

جس کے نمک کی حسن قسم کھاتا ہے وہ ملیح پیارا ہمارا نبی ﷺ ہے۔

حسن ملیح

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں

ان نبیکم صبیح الوجه کریم الهسب وحسن الصوت. (خصائص کبریٰ جلد ۱صفحہ ۷۶)

تمہارے نبی پاک ﷺ نمکین حسن،اعلیٰ نسب،اچھی آواز والے ہیں۔

حسن کا قسم کھانا

امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن دیا گیا ہے مگر حضور اکرم ﷺ کو بارگاہِ الٰہی سے جو حسن و جمال عطا ہوا وہ کسی کو نہ ملا۔ فرماتے ہیں

لم یؤ ت یوسف الا سطر الهسن اوتی نبینا صلی الله علیه وسلم جمیعه. (خصائص جلد ۲صفحہ ۱۸۲)

حضرت یوسف کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو پورا حسن دیا گیا۔

اس معنی پر حسن ملاحت (حسن) حبیب ﷺ کی قسم کھاتا ہے کہ وہ تو آپ کے حسن ملیح کے سامنے ذرہ بمقدار سے بھی کمتر ہے اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کا حسن سرورِ عالم ﷺ کے حسن کا ایک حصہ بلکہ ایک شمہ تھا۔ الا شطر الحسن کا مطلب یہی ہے کہ جمالِ محمد کا ایک پَرتو عالم پر چمکا اور اسی سے ایک حصہ حضرت یوسف کو ملا اور باقی سارے جہاں میں تقسیم ہوا۔ شمس وقمر، زہرہ ومشتری میں وہی نور درخشاں ہے اور زمین وآسمان، عرش، کرسی میں وہی نور تاباں ہے، عرش پر اسی کی چمک ہے، فرش پر اسی کی جھلک ہے، جنت میں اسی کی مہک ہے، سینۂ عشاق میں اسی کی کھٹک ہے، مستوں کو اسی کی لٹک ہے، زبانوں پر اسی کی چہک ہے، ہر جامِ عشق میں اسی کی جھلک ہے، ہر حسن میں اسی کا نمک ہے یعنی

یک چراغ است دریں خانه که از برتوآں　　　ہرکجامے نگری انجمنے ساخته اند

غور تو کیجئے زنانِ مصر نے حسنِ یوسفی کے نظارے کی تمنا کی اور دیکھ لیا مگر حسنِ نبوی کو دیکھنے کی کس کو تاب ہے۔

صانع کمال نے یہ جمال اپنے دیکھنے کو بنایا ہے اور اپنی محبوبیت کے لئے اسے پسند فرمایا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اے سید ابرار تمہارا　　اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

پھر کس کی مجال ہے جو حضور ﷺ کے جہاں آراء کے نظارے اور آپ کے حسن کی حقیقت و ماہیت کو سمجھے قادرِ مطلق نے اپنے محبوب کے چہرۂ انور پر ستر ہزار پردے ہیبت وجلال ورحمت و جمال کے ڈال رکھے ہیں۔چشم عالم نظارہ جمالِ مصطفویہ سے دورومہجور ہے اور عقول بشریہ اس کے ادراک سے قاصر ہے۔اگر جمالِ نبوی سے ایک پردہ اُٹھایا جائے عالم کی کیا مجال جو اس کی تجلیات وانوار کی تاب لاسکے۔ایک جھلک میں کائنات جل کر راکھ ہو جائے۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو　　تو اگر جلوہ کرے کون تماشائی ہو

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی

شرح

جب تک حضور اکرم ﷺ کے حسن ملیح کا ذکر نہ ہو تمام ذکر پھیکے ہیں یعنی جیسے طعام میں نمک نہ ہو وہ طعام پھیکا ہوتا ہے ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے ذکر خیر کے بغیر تمام اذکار پھیکے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما اجتمع قوم ثم تفر قوا عن ذکر اللہ وصلوٰۃ علی النبی ﷺ الا قاموا عن انتسن جیفۃ. (القول البدایع صفحہ ۱۵۰)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم (لوگ) جمع ہو کر اُٹھ جاتے ہیں اپنی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کے رسول ﷺ پر درود نہ پڑھا تو وہ یوں اُٹھے جیسے بودار مردار کھا کر اُٹھے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال لا یجلس قوم مجلس لا یصلون فیہ علی النبی ﷺ الا کان علیھم حسرۃ و ان ذخلوا الجنۃ لما یرون الثواب. (القول البدایع)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ ایسی مجلس میں بیٹھتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ پر درود نہیں پڑھتے تو وہ اگر چہ جنت میں گئے لیکن پھر بھی ان پر حسرت ہوگی جب وہ درود شریف کا ثواب دیکھیں گے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا جس مجلس میں سید العالمین، رحمۃ للعالمین ﷺ پر درود پاک پڑھا جاتا ہے اس مجلس سے ایک نہایت پاکیزہ خوشبو مہکتی ہے جو کہ آسمانوں کی بلندیوں تک جاتی ہے اس پاکیزہ خوشبو کو جب

فرشتے محسوس کرتے ہیں تو کہتے ہیں زمین پر کسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ پر درود پاک پڑھا جارہا ہے۔ (دلائل الخیرات)

فائدہ

اس کی شرح میں امام یوسف نبہانی سعادۃ الدارین صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی شرح میں بعض عشاق نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اطیب الطاہرین اور اطہر الطاہرین ہیں لہٰذا جب کسی مجلس میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر شریف ہوتا ہے اور درود پاک پڑھا جاتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی خوشبو مبارک کی وجہ سے وہ مجلس معطر ہو جاتی ہے اور اس کی خوشبو آسمانوں تک پہنچتی ہے اور اس خوشبو مبارک کو اولیائے کرام جنہوں نے ملکوت کا مشاہدہ کیا ہے وہ بھی اس پاکیزہ خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں جیسے کہ فرشتے کر لیتے ہیں اور بعض اولیاء کاملین جب اللہ تعالیٰ کا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر پاک کرتے ہیں تو ان کے سینہ سے ایسی خوشبو مہکتی جو کہ کستوری اور عنبر سے بھی بہترین ہوتی ہے لیکن ہمارے ذوق و وجدان دنیا کی حرص و ہوا کی وجہ سے بدل چکے ہیں اس لئے ہم اس نعمت سے محروم ہیں جیسے کہ وہ مریض جس کو صفراء کے غلبے کی وجہ سے ہر میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے تو وہ کڑواہٹ اس میٹھی میں نہیں بلکہ مریض میں موجود ہے یوں ہی یہ حجاب بھی ہماری طرف سے ہماری غفلت کی وجہ سے ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منه شئی حتی تصلی علی نبیک صلی الله علیه وسلم. (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۷)

زمین و آسمان کے درمیان دعا لٹکتی رہتی ہے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذا ذکرت ذکرت معی. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ بھی ہے ذکر خدا ذکر مصطفیٰ کے بغیر بیکار ہے حضور کا ذکر عین ذکر الٰہی ہے اگر کوئی ذکر الوہیت کے ساتھ اقرار رسالت نہ کرے تو کافر ہے۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو　　　واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

حضور اکرم ﷺ کا ذکر

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والاخرۃ فلیس خطیب ولا متشھد ولا صاحب صلوٰۃ الا وھو ینادی اشھد ان لا الہ الا اللہ محمدرسول اللہ . (خصائص جلد۲ صفحہ۱۹۶)

خطبات میں ،کلموں میں ،اقامت میں ،اذاں میں   ہے نامِ الٰہی سے ملا نام محمد ﷺ

فائدہ

غور کیجئے حضور اکرم ﷺ کے ذکر کی کوئی مثال اس سے بالاتر پائی جاتی ہے کیا کسی شہنشاہ کو اپنی مملکت میں اور کسی ہادی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ بات حاصل ہے کہ کائنات کے گوشے گوشے اور دنیا کے ہر خطہ میں اس کا چرچا ہو، زمین و آسمان میں اس کا غلغلہ ہو، اذان اور اقامت، عبادت واطاعت، واعظ وخطبات میں اس کا تذکرہ ہو۔

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو   پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ ﷺ کا

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کا ذکر کوئی سننا پسند کرے یا نہ کرے ذکر رسول ﷺ کا اعلان عام ہے جو پردہ ہائے گوش کو چیرتا ہوا قصرِ قلب میں پہنچ کر رہتا ہے اور صبح کے روح افزا جھونکوں میں اذان کی آواز اور رات کی خاموشی میں ''اشھدان محمد رسول اللہ'' کے سریلے نغمات سنائی دیتے ہیں۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام   کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

اعجوبہ

شب وروز کا کوئی ایک لمحہ فارغ نہیں جس میں عالم دنیا کے کسی کونے میں اذان نہ ہو رہی ہو۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''اذانِ بلال'' میں ملاحظہ ہو۔

جس کی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

حل لغات

بوند، قطرہ، بارش کا قطرہ۔ کوثر (مذکر) بہشت ایک نہر کا نام ہے جنت کے ایک حوض کا نام۔ سلسبیل ایک چشمہ ہے جو بہشت میں ہے۔

شرح

ہمارے نبی پاک ﷺ وہ دریائے رحمت ہیں جن کے آبِ رحمت کی دو بوندیں حوضِ کوثر اور سلسبیل ہے۔

اس شعر کا مصرعہ اول دعویٰ مصرعہ ثانی اس کی دلیل ہے وہ یوں کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنایا گویا دریائے رحمت ہیں اور جملہ عالمین (ہژدہ ہزار یا کم وبیش) کا ذرہ ذرہ آپ کی رحمت سے حصہ لے رہا ہے۔ عالمین کی وسعت کے پیشِ نظر کوثر و سلسبیل دو بوند ہی ہوسکتی ہیں۔ آیت ''وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' کے تحت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

وكونه صلى الله عليه و سلم رحمة للجميع باعتبار أنه عليه الصلاة و السلام واسطة الفيض الإلهى على الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره صلى الله عليه و سلم أول المخلوقات ففى الخبر أول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر وجاء الله تعالى المعطى وانا القاسم وفيه ايضاً. والذى اختاره انه صلى الله عليه وسلم انما بعث رحمة لكل فرد من العالمين ملئكتهم وانسهم وجنهم ولا فرق بين المومن والكافر من الانس والجن فى ذلك والرحمة متفاوته و اكثر الصوفية قدست اسرارهم على ان المراد من العالمين جميع الخلق وهو صلى الله عليه و سلم سبب لوجودهم بل قالوا ان العالم كله مخلوق من نوره صلى الله عليه و سلم وقد صرح بذلك الشيخ عبد الغنى النابلسى قدس سره فى قوله تعالى وقد تقدم غير مرة

طه النبى تكونت من نوره　　　كل الخليقة ثم لو ترك القطا

واشار بقوله لو ترك القطا إلى أن الجميع من نوره عليه الصلاة و السلام (روح المعانی)

حضور اکرم ﷺ کا جمیع عالمین کا رحمت ہونا بامعنی ہے آپ جملہ ممکنات کے ان کی قابلیت کے مطابق فیضِ الٰہی کے واسطہ ہیں اسی لئے آپ کا نورِ اقدس اول مخلوقات ہے۔ حدیث شریف میں اے جابر اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی علیہ السلام کا نور پیدا فرمایا ہے اور حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اسی روح المعانی میں ہے کہ مختار و پسندیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ عالمین کے ہر فرد کے لئے رحمت ہیں وہ ملائکہ ہوں یا جن اس عمومی رحمت میں مومن و کافر سب برابر ہیں وہ جن ہوں یا انسان ہر ایک کو اپنے مختلف مراتب کے لحاظ سے رحمت نصیب ہوئی اور فرمایا اکثر صوفیہ (قدست اسراہم) کا یہی مذہب ہے کہ العالمین سے تمام مخلوق مراد ہے اور حضور اکرم ﷺ ہر ایک کے لئے رحمت ہیں ہاں ان کی استعداد پر حصۃ ملا لیکن اس میں تو تمام مشترک ہیں کہ آپ ﷺ ان سب کے وجود کے سبب ہیں بلکہ جمیع مخلوق

آپ کے نور سے پیدا ہوئی اور حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی اور اس کا ذکر بار ہا اس تفسیر روح المعانی میں ہوا اور یہ شعر مشہور ہے کہ طٰہٰ نبی علیہ السلام نور سے تمام پیدا ہوئے قطا پرندے کو چھوڑ دو وہ جہاں تک اڑ سکتا ہے چلا جائے جہاں بھی پہنچے گا وہاں بھی یہی ہوگا کہ وہ نبی علیہ السلام کے نور سے پیدا ہیں۔

فائدہ

یہ صرف مثال کے طور پر کہا گیا ہے اس لئے قطا پرندہ تیز اڑتا ہے اور انتھک ہے اور شاعر نے "لو ترک القطا" میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مخلوق حضور ﷺ کے نور سے ہے۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

شرح

جیسے تمام مخلوقِ خدا ایک ہے ایسے ہی تمام مخلوق علوی ہو یا سفلی ہو ان کے اور ہمارے اور تمہارے سب کے ایک نبی ہیں یعنی ہمارے حضور ﷺ اللہ کی جملہ مخلوق کے رسول اور پیغمبر ہیں یہاں تک آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی ہیں۔

جملہ عالمین کے نبی ہمارے نبی علیہ السلام

اسی شعر میں اسی عقیدہ کا اظہار ہے۔ حضرت علامہ بازری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارسل الی جمیع المخلوقات حتی الجمادات

بازری نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جملہ مخلوقات یہاں تک کہ جمادات کے بھی رسول ہیں۔

ملاحظہ ہو (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۳۳، الیواقیت والجواہر للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۳۹، ۴۰ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۸ والخصائص الکبریٰ السیوطی جلد ۱ صفحہ ۴ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

امام رازی زیر آیت "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ" فرماتے ہیں

انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام بعث الی کل الخلق. (تفسیر کبیر، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹)

نیز امام رازی تحت قولہ تعالیٰ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" فرماتے ہیں

انہ صلی اللہ علیہ وسلم الی کل العالمین. (تفسیر کبیر)

حضوراکرم ﷺ جملہ عالمین کے رسول ہیں۔

دیگر حوالہ جات جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، ۱۷۲، ۱۶۲، ۱۶۱۔ الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۴ میں ہے

قال علیه الصلوٰة و السلام انهما ابراهیم وعیسیٰ من امتی . (جواہرالبحار جلد ۱ صفحہ ۴۷، الشفاء جلد ۱ صفحہ ۶۲)

حضوراکرم ﷺ نے فرمایا ابراہیم عیسیٰ علیہ السلام میرے امتی ہیں۔

اور علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وهو الرسول المطلق لكافة الخلق من الاولين والآخرين فرسالته عامة ودعوته تامة ورحمته شاملة وامدادته فى الخلق عاملة وكل من تقدم من الانبياء والرسل قبله فعلى حب النيابة عندفهو الرسول على الاطلاق. (مطالع المسرات صفحہ ۹۲)

حضوراکرم ﷺ تمام مخلوق اولین وآخرین کے علی الاطلاق رسول ہیں آپ کی رسالت عام اور دعوت تام اور رحمت شامل ہے جملہ عالمین کو بلکہ جملہ مخلوق کے ہر فرد کو آپ کی مدد پہنچ رہی ہے خواہ آپ سے پہلے رسول گزرے ہیں ان کو بھی اور وہ رسالت میں آپ کے نائب تھے علی الاطلاق رسول سب کے آپ ہی ہیں (ﷺ) اس کی شرح (مواہب) جلد ۵ صفحہ ۲۷۳ میں امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انه ارسل الى الملائكة ورجحه السبكى والبارزى وابن حزم السيوطى............ودليل رحجان هذا القول ما قال تعالىٰ "تَبَارَكَ الَّذِى نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" ولا نزاع أن المراد من العبد ها هنا محمد عليه الصلاة والسلام، والعالم هو ما سوى الله تعالى............قال المجد الخلق كله .... فتناول جميع المكلفين . على انه الخلق كله............وبطل بذلك قول من قال انه كان رسول الى البعض دون البعض لمخالفة التخصيص لصريح الاية . لان لفظ العالمين يتناول جميع المخلوقات فتدل الا ية علىٰ انه رسول الله الى الخلق كلهم............ ولو قيل لمدعى خروج الملئكة من هذا العموم اقم الدليل عليه عجز عنه.

بیشک حضوراکرم ﷺ ملائکہ کے بھی رسول ہیں اسی کو سبکی نے ترجیح دی ہے اور بارزی وابن حرم وسیوطی نے بھی اور ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں "تَبَارَكَ الَّذِى نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" میں کسی کو نزاع نہیں

کہ آیت میں عبد سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں اور عالمین سے ماسوی اللہ مراد ہے۔لغت میں ہے کل مخلوق عالمین میں داخل ہے جس نے کہا کہ العالمین سے بعض مخلوق مراد ہے یہ قرآن کی تصریح کے خلاف ہے کیونکہ العالمین تو عموماً جملہ مخلوقات کو کہا جاتا ہے۔آیت سے ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق کے رسول ہیں اگر پر مدعی یہ کہے کہ آیت کے عموم میں ملائکہ بھی داخل ہیں تو اس پر دلیل قائم ہوسکتی ہے اور وہ اس کے جواب سے عاجز بھی ہوجائیگا۔

حضرت علامہ قاضی شیخ ابوعبداللہ عربی قاضی سے ناقل ہیں کہ

(ورسول رب العلمین) اضافة الرسول الى هذا الاسم الكريم الا ضافي الذى هو رب العلمين اشعار بموم رسالته ﷺ من حيث كان الرسول لفظاً مطلقاً لا تقيد فيه من حيث الرسل اليه وانما هو سقيد بالاضافة الى المرسل المقتضى . استغراق الربوبية لكل العالمين فحيث تعينت الربوبيةاستبعت الرسالة والربوبية على الجميع فالرسالة تابعة لها بالتوجه الى الجميع...........

والقول ببعثه صلى الله عليه وسلم اليهم (اے الی الملائکۃ) رجحه التقى السبكى محتجا باية الفرقان المتقدمة اذ لا نزاع ان المراد بالعبد فيها محمد ﷺ والعالم هو ماسوى الله تعالىٰ قال ابن حجر الهيتمى هو الاضح عند جمع محققين وقال صاحب المواهب نقل بعضهم الاجماع على ذلك .... وزاد البارزى والى الحيوانات الجمادات والحجر والشجر............ وقال بارساله الى الجمادات جماعة اختاره بعض المحققين لتصريح خبر مسلم.اھ (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۰،۱۸۱)

شرح دلائل الخیرات میں ہے (رسول رب العالمین) رسول کی اضافت اس اسم کریم یعنی رب العالمین کی طرف میں حضور ﷺ کی رسالت عامہ کا اشارہ ہے کہ رسول مطلق بلا قید مرسل آلیہ کے یعنی جملہ مخلوق کے رسول، ہاں مضاف الیہ کی وجہ سے مقید ہے تو اس کی ربوبیت کے عموم کی وجہ سے آپ کی رسالت کے عموم کا اشارہ ہے کہ وہ جملہ عالمین کا رب ہے تو آپ جملہ عالمین کے رسول ہیں (ﷺ) کیونکہ آپ کی رسالت اللہ کی ربوبیت کے تابع ہے اس معنی میں آپ کی رسالت جملہ عالمین کے لئے ثابت ہوئی اور اسی لئے امام سبکی نے اسی کو راجح فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ملائکہ کے بھی رسول ہیں انہوں نے آیۂ مقدسہ یعنی "تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرْقَانَ" سے استدلال فرمایا۔اس لئے کہ آیت میں عبدہ سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں اور عالمین ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے اور امام ابن حجر نے فرمایا کہ بعض علماء نے نقل فرمایا کہ اسی پر جملہ امت کا اجماع ہے اور بارزی نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جملہ حیوانات اور حجر وشجر کے بھی رسول ہیں اور بعض نے کہا

کہ جمادات کا رسول ہونا صحیح ہے بعض محققین نے اسے صحیح بتایا اور فرمایا کہ روایت مسلم ''ارسلت الی الخلق کافۃ'' کی تصریح سے یہی مذہب حق ہے اور ملا علی قاری مسلم شریف کی حدیث ''ارسلت الی الخلق کے تحت'' لکھتے ہیں ''ای الموجودات باسرھا'' یعنی تمام موجودات کے رسول۔ علاوہ ازیں درجِ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

مدارج النبوت للشیخ المحقق جلد ا صفحہ ۱۲۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲،۷۲،۷۳،۱۹۴،۲۲۸،۲۲۹،۲۵۲،۲۶ جلد ۳۔ مرقات جلد ۲ صفحہ ۱۰ میں اس کی خوب تفصیل ہے۔

حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منطق الطیر صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں

گشت او مبعوث تا روز شمار از برائے کل خلق روزگار

چوں طفیل نور او آمد امم سوئے کل مبعوث زاں شد لاجرم

آپ تا قیامت رسول مبعوث ہوئے جملہ مخلوق کے آپ کے نور کے طفیل جملہ امتیں آئیں اسی لئے لازماً آپ ان سب کے رسول ہوئے۔

مزید تفصیل فقیر نے کتاب ''نبی الانبیاء'' میں لکھ دی ہے اور شرح ہذا کے گذشتہ جلدوں میں بھی مختصراً لکھ چکا ہوں۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

حل لغات

قرنوں، قرن کی جمع ہے سو برس کا قرن ہوتا ہے لیکن یہاں مطلق مدت مراد ہے۔ بدلی از بدلنا یعنی تبادلہ کرنا، پلٹنا۔ بدلی، بادل کا چھوٹا ٹکڑا۔

شرح

مدتوں تک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رسل کرام علیٰ نبینا و علیہم السلام کے تبادلے ہوتے رہے لیکن جونہی حضور ﷺ عالم ظہور میں تشریف لائے تو اب تبادلے کا تصور ہی ختم کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ (ﷺ)

نکتہ

بدلی کا چاند کہہ کر امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سنت کا عقیدہ واضح فرمایا ہے کہ جیسے چاند کا وجود تو ہے

لیکن بادل کے ٹکڑے میں پوشیدہ ہے لیکن جونہی بادل ہٹ گیا چاند کو سب نے دیکھ لیا یونہی بلا تمثیل سمجھئے کہ حضور نبی پاک ﷺ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے نبی بوصف نبوت موجود تھے لیکن چونکہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے درمیانی عرصہ بمنزلہ بادل کے ٹکڑے کے تھے جس میں آپ پوشیدہ رہے جونہی وہ درمیانی عرصہ ختم ہوا آپ نے اظہارِ نبوت فرمادیا یہ اس غلط مذہب کا رد ہے جن کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی نبوت کا علم تک نہ تھا چالیس سال تک بے خبری میں گزرا جب جبرئیل علیہ السلام غارِ حرا میں تشریف لائے اور آپ کو بتایا کہ آپ نبی ہیں۔

منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ

فقیر نے رسالہ ''وہی اول'' میں دلائل قاطعہ سے ثابت کیا ہے کہ آپ جملہ مخلوق سے پہلے پیدا ہوئے اور اسی وقت سے ہی نورِ نبوت سے موصوف ہوئے اس کے شواہد و دلائل قرآنِ مجید کی آیات اور صحاح وغیرہ کی احادیث میں موجود ہیں یہاں موضوع کی مناسبت سے چند روایات حاضر ہیں۔

احادیث مبارکه

(ا) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی

متی وجبت لک النبوة قال وآدم بین الروح والجسد (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نبوت آپ کے لئے کب واجب ہوئی آپ نے فرمایا کہ آدم بدن اور روح کے درمیان میں تھے یعنی آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی مکمل طور نہ ہوئی تھی۔

فائده

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے

کنایت از سبق وتقدم است۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۴۷۴ جلد ا)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے صفت نبوت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

انی عنداللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته ۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

خداوند تعالیٰ کے ہاں میں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب کہ آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے

تھے یعنی آدم علیہ السلام کا پتلا بھی ابھی تیار نہ ہوا تھا۔

فائدہ

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور روحوں میں حضور ﷺ کے بدن سے پہلے ان کی نبوت کا اظہار فرمایا جیسے کہ وارد ہے کہ حضور ﷺ کا نام مبارک عرشِ الٰہی پر آسمانوں پر، حوروں کے سینوں پر، جنت کے محلات پر، فرشتوں کے ابروں کے درمیان اور جنتی درخت طوبیٰ کے پتوں پر لکھا ہوا ہے۔

وبعضے از عرفا گفته اند که روح شریف وے صلی الله علیه وسلم نبی بود در عالم ارواح که تربیت ارواح می کرد چنانچه دریں عالم به جسد شریف مربی اجساد بود۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۴)

اور بعض عارفوں نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک عالم ارواح میں نبی تھی اور وہاں روحوں کی تربیت کرتی تھی جیسے کہ دنیا میں آپ نے بہ نفس نفیس اجسام کی تربیت فرمائی۔

فائدہ

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے صفت نبوت سے متصف ہونے کی خبر دی۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ

كنت نبيا وآدم بين الماء والطين

یعنی میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان منازل طے فرمار ہے تھے۔

حکایت

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور آپ نے اپنی نبوت کو مکہ میں اعلان فرمایا تو میں ملک شام کی طرف گیا جب میں بصرہ میں پہنچا تو میرے پاس نصرانیوں کی ایک جماعت آئی اور اس نے مجھ سے پوچھا کیا تو مکہ کا رہنے والا ہے میں نے کہا ہاں۔ پھر ان عیسائیوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے مکہ معظّمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں نے جواب دیا ہاں میں اس کو جانتا ہوں پس انہوں نے میرا ہاتھ

پکڑا اور مجھے ایک ایسے گرجا میں لے گئے جس میں بہت سی تصاویر تھیں مجھ سے انہوں نے کہا ان تصویروں میں تجھے اس نبی کی تصویر نظر آتی ہے میں نے دیکھ کر کہا ان میں تو اس کی تصویر نہیں ہے۔ پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گرجا میں داخل کیا جو پہلے سے بڑا تھا اور اس میں پہلے گرجا سے زیادہ تصاویر و تماثیل تھیں انہوں نے پوچھا کہ ان تصویروں میں تجھے اس نبی کی تصویر نظر آ رہی ہے کہ ان کے پیچھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے امام الانبیاء کا دامن پکڑا ہوا ہے میں نے ان سے کہا ہاں میں نے نبی مکرم کی تصویر کو دیکھا ہے لیکن پہلے تم بتاؤ انہوں نے حبیب خدا کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا اس نبی کی تصویر یہ نہیں ہے میں نے کہا ہاں یہی ہے بعد ازاں انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا ان کو بھی پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں ان کو بھی پہچانتا ہوں اس پر ان نصرانیوں نے کہا

قالو نشهدان هذا صاحبكم وان هذا لخليفة من بعده. (دلائل النبوۃ صفحہ ۱۸، الریاض النضر ہ جلد ا صفحہ ۱۹۸)

انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے پیغمبر ہیں اور یہ (صدیق اکبر) ان کے بعد خلیفہ ہیں۔

اس واقعہ سے جہاں تقدم نبوت الوریٰ کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عیسائی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت ابوبکر ہوں گے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

شرح

اس شعر میں حضور سرورِ عالم ﷺ کے اختیارِ کُل کا خلاصہ بیان فرمایا ہے کہ منہ مانگا سوال کون پکارا کرتا ہے اس کے لئے بھی منہ چاہیے یعنی ایسی شخصیت ہونی لازم ہے کہ ہر سوال کو پورا کر سکے اور وہ شخصیت کون ہیں ہمارے نبی ﷺ قول کے پکے اور وعدے کے سچے کہ جو مانگا سو پایا۔ چند احادیث بطورِ نمونہ ملاحظہ ہو

ایک دفعہ حضور سلطان کشور رسالت ﷺ نے حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوش ہو کر فرمایا ”سل“ کچھ مانگو۔ عرض کی ”اسئلک مرافقتک فی الجنۃ“ میں آپ سے بہشت میں آپ کی رفاقت کو ہی مانگتا ہوں۔

ارشاد فرمایا ”او غیر ذلک“ کچھ اور مانگتا ہے؟ عرض کی بس یہی۔

فائدہ

اس حدیث سے تین طرح حضور ﷺ کا اختیارِ کُل ثابت ہوا۔

(۱) حضور اکرم نے فرمایا کچھ مانگو یہ نہ فرمایا فلاں چیز مانگو اور یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کے قبضہ میں سب کچھ ہو۔ پھر حضرت ربیعہ نے بھی خوب سوچ کر وہ چیز مانگی جو بے مثل ہے یعنی جنت اور جنت کا صدرِ مقام اعلیٰ علیین جہاں حضور کا قیام ہو۔

(۲) حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''اسئلک میں'' آپ سے مانگتا ہوں یہ نہ کہا کہ میں خدا سے مانگتا ہوں اور حضور اکرم ﷺ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ تم مشرک ہوگئے اور ظاہر ہے کہ چیز مالک سے مانگی جاتی ہے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کے مالک ہیں۔

(۳) حضور اکرم ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کچھ اور مانگ لو اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے علاوہ کچھ اور دینے پر قادر ہیں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانگیں یہ ان کی خوشی تھی دینے میں وہاں کوئی انکار نہیں تھا۔ (مشکوٰۃ ملخصاً شرح از اُویسی غفرلہ)

حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی

فغرف بیدیه فیه ثم قال ضمه فضممته و ما نسیت شیئا بعد. (بخاری جلد ا صفحہ ۲۲)

تو آپ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا اس کو سینے سے لگا لے میں نے ایسا ہی کیا پس اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

سخاوتِ مصطفیٰ اور وسعت ید مصطفیٰ ﷺ کا کیا کہنا۔ جو چیز کائنات کا کوئی سخی نہیں دے سکتا، ہاتھوں سے نہیں بانٹی جاسکتی تھی حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست انور سے عطا فرما دیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

شرح

کسی کو کیا خبر کہ کتنے ستارے چمکے اور چھپ گئے لیکن نبی پاک ﷺ آسمانِ نبوت پر ایسے چمکے کہ نہ پہلے کبھی چھپے اور نہ ہی تا قیامت چھپیں گے ہمیشہ ہمیشہ چمکتے ہی رہیں گے۔

اس شعر میں سابقہ ادوار کے انبیاء و رسل علیٰ نبینا و علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس عالم دنیا میں تشریف

لائے تو جب تک اس دنیا میں رونق افروز ہوئے ان کی نبوت کے احکام کا اجراء رہا۔ ان کے وصال کے بعد ان کی نبوت کے احکام منسوخ ہو گئے لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ پر روزِ اول سے نبوت کا تاج رکھا تو تا قیامت آپ کی نبوت کے انوار چمکتے نظر آئیں گے۔

تعداد الانبیاء علیٰ نبینا وعلیهم السلام

نبراس شرح عقائد وغیرہ میں دو حدیثیں نقل ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار، دوسری روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار لیکن اس گنتی کے مطابق ایمان لانا نہیں بلکہ مجملاً یوں عقیدہ ہو کہ ہمارا ان تمام انبیاء و رسل علیٰ نبینا و علیہم السلام پر ایمان ہے جنہیں اللہ نے نبوت و رسالت سے نوازا۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ (پارہ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۷۸)

کہ جن کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

انتباہ

ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان تمام کی نہ صرف تعداد معلوم ہے بلکہ آپ ان کے جملہ حالات سے بھی آگاہ ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے

وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ (پارہ ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۱۲۰)

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے

روتیت علم الاولین و الاخرین

تردید الوھابیہ و الدیوبندیہ

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ انبیاء علیہم السلام کی تعداد نہیں جانتے وہ اپنے دعویٰ میں آیت "مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا الخ" کرتے ہیں ہم ان کے رد میں دیگر دلائل کے علاوہ آیۃ مذکورہ یعنی "وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْکَ الخ" اور حدیث مذکور پیش کرتے ہیں اور ان کی پیش کردہ آیت کا جواب یہ ہے کہ آیت میں قصے کی نفی ہے نہ کہ کسی شے کا قصہ نہ ہونا اس سے لاعلمی ثابت نہیں ہوتی۔ اول آیت میں جیسے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو انبیاء علیہم السلام کے قصے نہیں سنائے اور دوسری آیت میں اس کا اثبات فرمایا اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں تمام انبیاء علیہم

السلام کے قصے نہیں اور یہ بھی حق ہے کہ بیشمار انبیاء علیہم السلام کے تفصیلی واقعات حضور ﷺ نے بیان فرمادیئے۔

کتنے تارے چھپ گئے

اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل میں بیان فرمایا ہے

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ لَا نَذِیْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۹)

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ تم کہو ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ کو سب قدرت ہے۔

فائدہ

اس آیت میں واضح ثبوت ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کی نبوت ایک خاص امت کے لئے اور ایک معین مدت کے لئے ہوتی ہے اور ثبوتِ نبوت کے لئے معجزہ بھی لازم ہے یہ معجزہ ان لوگوں کے لئے جس کے سامنے وہ وقوع پاتا ہے حجت ہوتا ہے اس کے بعد ان کو نبی پر ایمان لانا لازم ہے ورنہ وہ کافر متصور ہوتے ہیں پھر جب اس امت کا دور ختم ہوجاتا ہے یا وہ نبی وصال پاجاتا ہے تو اس کا معجزہ اور معجزے کا اثر و حکم بھی زائل ہوجاتا ہے چنانچہ مابعد آنے والے لوگ اگر اس معجزہ کا انکار کردیں تو اس سے وہ کافر نہیں ہونگے کیونکہ اس معجزہ کو انہوں نے آنکھوں سے دیکھا نہیں بلکہ صرف اس کے وقوع کی خبر سنی ہے پس ان کا انکارِ معجزہ دراصل انکارِ خبر ہے اور یہ مستلزم کفر نہیں جب نبی کا معجزہ اور اس معجزہ کی حجت باقی نہ رہی تو اس کی نبوت کے حکم کا نفاذ بھی نہ رہا جس کا مدار ثبوتِ معجزہ پر تھا۔

بخلاف رسول اللہ ﷺ کی نبوت جو کسی مخصوص قوم کے لئے نہیں بلکہ "کافہ خلق" کے لئے ہے اور کسی محدود زمانے تک کے لئے نہیں بلکہ تاقیامت ہے اس کی وجہ یہ کہ اس کے ثبوت کے لئے بڑا معجزہ قرآن ہے اور اس کا وقوع وو جود ناقہ صالح یا لحن داود یا عصائے موسیٰ یا دم عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی طرح صرف نبی کی ذات کی دنیوی حیات تک محدود نہیں بلکہ یہ معجزہ نبی کے بعد بھی تا قیامت قائم و دائم رہنے والا ہے اور اس کے بقاء و دوام کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹)

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور اس کی حجت بھی ہمیشہ کے لئے ہے

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ا (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۳) تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ

پس جب معجزہ قائم ہے تو نبوت بھی قائم ہے دلیل موجود ہے تو مدلول بھی موجود ہے۔ دوسرے انبیاء کی کتابیں صرف مجموعہ احکام تھیں معجزہ نہیں تھیں اس لئے وہ محفوظ نہیں رہیں ان میں بکثرت تخلیط والحاق ہوگیا ہے پس نبی کریم ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت دونوں موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے تو پھر کسی دوسرے نبی کی کیا ضرورت ہے۔

تفسیر روح المعانی پارہ ۲۰ میں آیت "لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ" میں فرمایا کہ

قال العلامة ابن حجر فی المنح ایضا ما یفید ان کل رسول ممن عدا نبینا ﷺ تنقطع رسالته بموته الخ

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے سوا باقی ہر نبی کی رسالت اس کے وصال پر ختم ہو جاتی ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی نبوت آپ وصال سے منقطع ہونے والی نہیں پس ایک نبی کی نبوت کی موجودگی میں اور اس کے احکام کے نفاذ کی حالت میں کسی دوسرے نبی اور اس کی نبوت کی کیا ضرورت ہوتی۔

فائدہ

آیت "يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ" الخ (موجودہ اور قیامت تک آنے والے) اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جس نے ایک نا قابل منسوخیت اور غیر فانی بیان (یعنی قرآن مجید) تم کو سنایا "فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ" جب رسولوں کا آنا (صدیوں سے) ناغہ رہا (اور قیامت تک ان تک) کے بعد ناغہ رہے گا "اَنْ تَقُوْلُوْا" ہم نے یہ ابدی نبوت والا نبی اس لئے بھیجا ہے (کہ مبادا تم دیگر انبیاء کی طرح اس کی نبوت کا بھی انکار کرنے لگو اور) کہو ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا نہ ڈرانے والا "فَقَدْ جَآءَكُمْ" تم کو کبھی بھی اس عذر کی گنجائش نہ رہی کیونکہ تمہارے پاس (ایک ایسا) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آچکا ہے (جس کا معجزہ زندہ جاوید اور جس کی نبوت غیر فانی ہے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے باب فضائل سید المرسلین میں ایک حدیث آئی ہے جو نسیم الریاض علیٰ شفاء قاضی عیاض میں بھی منقول ہے

ما من الانبیاء من نبی الایا ت ما مثله امن علیه البشر وانما کان الذی اتایت وحیا اوحی الله الیٰ

فارجوا ان اکون الی اکثرھم تابعا یوم القیمة

تمام نبیوں میں سے ہر نبی کو اسی قدر (محدود) معجزات دیئے گئے ہیں جن کے برابر (معدود) لوگ ان پر ایمان لائے ہیں اور مجھے تو وحی قرآن کا معجزہ ملا ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابع سب نبیوں سے زیادہ ہونگے۔

سورۂ مائدہ کی مذکورہ سابقہ آیت "یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ الخ" کے معنی پر غور کیا تو اس حدیث کا مطلب آپ سے آپ حل ہوگیا۔ مدعائے حدیث یہ ہے کہ دوسرے انبیاء کے معجزات کی مدت محدود ہے اور ان کی حجیت خاص قوم پر ہوتی ہے پس ان کی امت کے لوگ بھی گنتی کے ہونگے بخلاف اس کے رسول اللہ ﷺ کا معجزہ قرآن ہے جس کا زمانہ حجیت تابقیامت ہے اور تمام عرب وعجم اور اسود واحمر سے اس کا خطاب ہے قیاس کر سکتے ہیں کہ آپ کی امت کا دائرہ کس قدر وسیع ہے۔

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

حل لغات

کونین، کون کا تثنیہ بمعنی جہاں یعنی دونوں جہاں۔

شرح

دونوں جہانوں میں انبیاء علیہم السلام تاجدار ہیں لیکن ان تاجداروں کے آقا ہمارے نبی ﷺ ہیں۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

فاق النبین فی خلق و فی خلق ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

سب سے اعلیٰ مرتبہ خَلق و خُلق میں انبیاء علیہ السلام میں سب سے آپ کا علم اکرم اکمل ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

شرح

لامکان تک جن کی روشنی پھیلی ہوئی بلکہ ہرمکان میں جن کے نور کی کرنیں ہیں وہ ہمارے نبی پاک، شہ لولاک ﷺ ہیں۔

حاضر و ناظر

مشہور مسئلہ حاضر و ناظر کا عقیدہ واضح فرمایا ہے یہاں حاضر و ناظر کی تحقیق امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے سپرد قلم ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں تمام احوال امت پر عمرو کہتا ہے کہ اس کا قائل کافر ہے۔ ان میں سے کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا رب عزوجل فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

اور فرماتا ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۱)

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور سے ہے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے تو وہ بیشک شاہد ہیں بیشک حاضر ہیں بیشک ناظر ہیں۔

ولكن الظلمين لا يعلمون

طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم بن حماد کتاب الفتن میں اور ابونعیم دلائل میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان الله قدرفع لی الدنيا فانا انظر اليها و الی ما هو کائن فيها الی يوم القيمة کانماانظر الی کفی هذه

جليانا من الله جلاه للنبيين من قبلى

بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اُٹھالی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا جیسا کہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں یہ اللہ کی طرف سے روشنی ہے جو اس نے میرے لئے کی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے لئے تھی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے

وَ کَذٰلِکَ نُرِیٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ

(پارہ ۷،سورۃالانعام،آیت ۷۵)

اوراسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

توجس چیز کو اللہ کی سلطنت سے خارج مانئے وہی ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے لیکن کوئی چیز اللہ سبحانہ تعالیٰ کی سلطنت سے خارج نہیں ہوسکتی تو آسمان اور زمین میں کوئی چیز ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے غائب نہیں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں رب عزوجل نے ''اریــــــنــہ فرمایا''کہ انقطاع کا وہم دے بلکہ ''نــری''فرمایا کہ تجدد وبقاپر دال ہو(تاویل کی گنجائش بہت ہوتی ہے)ظاہر لفظ رسول کریم کا ''کــذلــک''کا مشارالیہ بنایا جائے ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم علیہ لسلام کو۔ایسے کیا معنی؟وہ دوسرا کون ہے جس کو دکھانے سے تشبیہ دی جارہی ہے کہ جیسے انہیں دکھائے۔اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے ہاں ہم سے سنو وہ مشبہ بہ وہ اصل الاصول کمالات وہ منبع بحار وانہار مرجع اضواء وانوار کون ہیں؟محمد رسول اللہ ﷺ جن کے صدقے میں اہل کمال نے کمال پایا۔تمام فضائل وکمالات انبیاء ان کے کمال کا پَرتو ہے۔امام اجل سیدی ابو محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ مبارکہ میں فرماتے ہیں

كيف ترقى رقيك الانبياء	ياسماء ماطاولتها سماء
لم يدانوك فى علاك و قدحا	ل سنى منك دونهم وسناء
انها مثلوا صفاتك للنا	س كما مثل النجوم الماء

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے مرتبہ پر ترقی پائیں انبیاء۔اے وہ آسمان جس سے کوئی بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔حضور کی بلندیوں کے پاس بھی وہ نہ جاسکے۔حضور کی بلندی اور حضور کی روشنی بیچ میں حائل ہوگئی۔انہوں نے تو اپنے کمالات میں

حضور کی تصویر دکھائی ہے (جیسے پانی ستاروں کی تصویر دکھاتا ہے) تو یہ نظر محیط کہ تمام ملکوت السموت والارض کو عام ہے۔ (ابراہیم علیہ السلام نے کس سے پائی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے) ان کی نظر محیط کی تصویر ہے۔ تصویر ذوالصورۃ کے مشابہ ہوتی ہے اسی مشابہت کو تو فرماتے ہیں "وَ کَذٰلِکَ نُرِیٓ اِبْرٰھِیْمَ" ترمذی وسنن دارمی وغیرہما کتب معتبرہ میں بروایات صحیحہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل وغیرہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اتانی ربی فی احسن صورة فقال یا محمد ففیم یختصم الملا الاعلی فوضع یدہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی

میرا رب میرے پاس تشریف لایا ایسا تشریف لایا جو عقول سے ورا اور اس کی جلال وعزت کے شایان ہے اس نے فرمایا اے محمد ﷺ ملاء اعلیٰ باہم کس بات میں مباہات کرتے ہیں میں نے عرض کی اے میرے تو خوب جانتا ہے۔ اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے قریب رکھا۔ ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی اس دست قدرت سے کیا ہوا فرماتے ہیں

فعلمت ما فی السموات والارض فعلمت ما بین المشرق والمغرب فتجلی لی کل شئی وعرفت

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ میں نے جان لیا جو کچھ شرق سے غرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

فقط روشن ہوجانے پر قناعت نہ فرمائی بلکہ "عــــرفــــتہ" فرمایا یعنی میرا دیکھنا ایسا نہیں کہ اجمالی طور پر اشیاء سامنے حاضر ہیں مجمل طور پر دیکھ لیں اور پہچان میں نہ آئیں بلکہ میں نے سب کچھ دیکھا سب کچھ پہچانا۔

غوثِ اعظم

حضور کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے حضور کے غلاموں میں سے ایک غلام اور کیسے غلام نہایت عزیز اور پیارے غلام کیسے بیٹے نہایت محبوب بیٹے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

السعداء والا شقیاء یعرضون علی وان عینی فی اللوح المحفوظ

بیشک تمام سعید اور تمام شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور بیشک میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے

اور فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً　　　　کخر دلة علی حکم اتصالی

میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح دیکھا گویا وہ سب ملک میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہیں۔

شاہ نقشبند

حضرت سیدنا بہاء الحق والدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ نے فرمایا مردوہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے کف دست کی مثل ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ مردوہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے انگوٹھے کے ناخن کے برابر ہو۔

جاؤ ک

غرض وہ بلاشبہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ. (پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۸)

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو۔

توبہ میں یقیناً قطعاً شرح کو جلدی منظور ہے گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں نہ یہ کہ مہینے دو مہینے کے لئے اُٹھا رکھی جائے اور یہ بھی قرآن کریم سے اب پوچھئے توبہ کا طریقہ کیا بیان فرماتا ہے۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا o (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

توبہ ہم سے چاہتے ہیں اور فوراً چاہتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسے ممکن اور مدینہ طیبہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسان اور اگر گیا بھی تو تریاق از عراق کا مضمون نہیں نہیں یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ ہیں، ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں، ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔ ملا علی قاری شرح شفاء قاضی عیاض میں اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو یوں کہو

السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

فرماتے ہیں

لان روح النبی ﷺ حاضرة فی بیوت اهل الاسلام

حضورا کرم ﷺ کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

یہ لفظ کی تصریح ہے اور حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے جا بجا تصریح فرمائی کہ حضور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہیں (ﷺ) جو شخص ایسے مسئلہ کو جو قرآنِ عظیم و حدیث صحیح و ارشاداتِ علماء سے ثابت ہے کفر کہے وہ اپنے اسلام کی خبر لے۔

هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ا (پارہ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۱۶۷)

اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ

شرح

جو جملہ عالم میں تمام اچھوں سے اچھا سمجھا جائیگا اس سے بھی ہمارے نبی پاک ﷺ اچھے ہیں اس شعر میں ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کی ترجمانی فرمائی ہے۔ شفاء شریف جلد اول میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں اور نہ ان کا بیان مشکل ہے بالکل ظاہر بات ہے کہ آپ قبیلہ بنی ہاشم کے منتخب اور خالص نسل قریش میں سے ہیں۔ سارے عرب میں آپ اشرف اور والدین کے لحاظ سے آپ سب سے معزز ہیں اور آپ اس شہر مکہ کے رہنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ مکرم ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً الاسناد مروی ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں اولادِ آدم کے پے در پے بہتر زمانوں میں بھیجا گیا ہوں یہاں تک کہ میں اس قرن میں ہوا جس میں کہ ہوا۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرما کر مجھے ان کے بہتر زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میں پیدا فرمایا۔ پھر قبیلوں کو پسند کیا تو مجھ کو سب سے بہتر قبیلہ میں کیا پھر گھروں کو پسند کیا تو مجھے سب سے بہتر گھر میں بنایا اس لئے میں ان کے بہترین افراد اور بہترین گھروں میں سے ہوں۔

(۳) واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پھر حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے قبیلہ بنی کنانہ کو منتخب کیا پھر قبیلہ بنی کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو اشرف کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

(۴) طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بنی آدم کو پسند کیا پھر بنی آدم میں سے اہلِ عرب کو پھر عرب میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پھر ہاشم میں مجھ کو پسند فرمایا اس لئے میں بہتروں میں سب سے بہتر ہمیشہ رہا ہوں۔ پس جو عرب سے محبت رکھتا ہے وہ مجھے محبت کی بناء پر محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھے بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نور تھی۔ وہ نورِ اقدس اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول تھی اور فرشتے آپ کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور اقدس آپ کے صلب میں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف صلب آدم میں اتارا پھر مجھ کو صلب حضرت نوح علیہ السلام میں منتقل کیا پھر صلب ابراہیم میں مجھ کو (نارِ نمرود) میں ڈالا اسی طرح ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھ کو معزز مکرم پشتوں (اصلاب) اور طیب و پاکیزہ رحموں (رحمِ مادر) میں منتقل فرماتا رہا حتی کہ مجھ کو ان والدین سے پیدا فرمایا جو کبھی زنا کے قریب تک نہ گئے تھے۔ اس حدیث کی صحت پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ شعر گواہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کی مدح و ثناء میں مشہور ہے۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھے جسے
ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

شرح

تمام اونچوں سے اونچا جسے سمجھا جائیگا اس سے بھی ہمارے نبی کریم ﷺ اونچے ہیں۔

اس شرح کی دو تقریریں ہوسکتی ہیں۔

(۱) قدر و منزلت میں حضور اکرم ﷺ جملہ عالمین میں بعد از خدا آپ ہی بلند مرتبہ ہیں آپ سے بڑھ کر سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں اور نہ ہوسکتا اور نہ ہوا اس معنی پر یہ پہلے شعر کی مزید تاکید ہوگی۔

(۲) آپ (ﷺ) کا یہ معجزہ تھا کہ آپ کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے کتنے ہی بلند قد وقامت ہوں لیکن آپ قد وقامت میں ان سب سے اونچے نظر آتے۔ اس کے متعلق فقیر سابقہ جلدوں میں تفصیل سے عرض کر چکا ہے شعر کی مناسبت سے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ لیس بالذاھب طولا وفوق الرقبة اذا جامع القوم غموھم

(زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۱۹۸، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۴)

کہ حضور اکرم ﷺ لمبے نہیں تھے مگر جب لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سب سے اونچے ہوتے۔

انه کان اذا جلس یکون کتفه اعلیٰ من جمیع الجالسین. (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۰۰)

جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو آپ کا کندھا سب سے اونچا تھا۔

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی ﷺ

شرح

انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے عرض کروں کہ اے میرے آقاؤں فرماؤ کیا ہمارے نبی پاک ﷺ تمہارے بھی نبی ہیں یا نہیں اور تم اس کی تصدیق فرماتے ہو یا نہیں۔

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اس عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جملہ انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں اسی موضوع پر امام سبکی کا رسالہ مشہور ہے جس کی تلخیص حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ میں بیان فرمائی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجلی الیقین کے اول میں اس کا پُر مغز مقالہ تحریر فرمایا۔ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاء شریف میں آیت ''وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ'' (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱) فرما کر لکھتے ہیں مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ نے وحی کے ذریعہ عہد لیا اور کوئی نبی ایسا نہ بھیجا کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کی توصیف نہ کی ہو اور ان سے عہد لیا کہ اگر تم حضور اکرم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو بالضرور حضور ﷺ پر ایمان لانا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس عہد کو اپنی قوم پر بیان کر کے ان سے بھی عہد لیں کہ وہ اپنے بعد کے آنے والوں تک اسے

بیان کرتے رہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے لے کران کے بعد والے نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ان سے عہد لیا گیا کہ اگر آپ اس حال میں تشریف لائیں اور تم زندہ ہوتو آپ پر ضرور ایمان لانا اور آپ کی ضرور مدد کرنا اور یہی عہد اپنی قوم سے بھی لیں۔

عیسیٰ و ابراھیم علیھم السلام امت مصطفی ﷺ

شفاء شریف میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اما ترضون ان یکون ابراھیم و عیسیٰ کلمة اللہ فیکم یوم القیمة قال انما فی امتی یوم القیمة

کیا راضی نہیں ابراہیم و عیسیٰ کلمۃ اللہ روزِ قیامت تم میں شمار کئے جائیں اور روزِ قیامت وہ دونوں میری امت ہوں گے۔

موسیٰ علیہ السلام کی آرزو

اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ احمد کے گستاخ و منکر کو دوزخ میں داخل کروں گا۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی احمد کون ہے اللہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی مکرم نہیں اس کے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ کیا جب کہ ابھی میں نے آسمان و زمین پیدا بھی نہیں کئے اور جنت سب پر حرام ہے جب تک وہ اور اس کے امت داخل نہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی

اجعلنی من امة ذلک النبی — اے اللہ مجھے اپنے نبی کا امتی بنا دے

صاحب بدائع منظوم نے اسی کا ترجمہ کیا

چوبشانش نگاہ موسیٰ کرد — شدن امتش راتمنا کرد

جب حضور اکرم ﷺ کی شان کو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو آپ کی امت میں شامل ہونے کی آرزو کی۔

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

شرح

جس ذات نے چاند کے دوٹکڑے کیئے وہی نورِ وحدت کا جلوہ ہے (ﷺ)

اس شعر کے مصرعہ ثانی پر گذشتہ چند سال پہلے دیوبندی وہابیوں نے حسب عادت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف طوفان بپا کیا کہ آپ نے معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو خدا کے نور کا ٹکڑا کہہ دیا وغیرہ وغیرہ چونکہ یہ لوگ شور مچانے کے استاد ہیں اس لیے عوام اہلسنت کو خوب پریشان کیا۔ لیکن الحمدللہ علماء اہلسنت کو خدا شاد و آباد رکھے انہیں ایسا دندان شکن جوابات دیئے کہ تا حال ایسے چپ ہیں کہ گویا منہ میں زبان نہیں بلکہ میں کہتا ہوں ان کے جسم میں جان نہیں۔

مصرعہ ھذا کی کی توضیح

اس مصرعہ میں ''نورِ وحدت ہے'' نورِ خدا نہیں وحدت نہ خدا ہے نہ خدا کا جزء بلکہ مراتب ستہ میں ایک مرتبہ کا نام ہے وحدت لغت میں یگانہ ہونا، تنہائی، ایک ہونا اور اصطلاحِ تصوف میں ہے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد سیدنا ابو سعید مخزومی فرماتے ہیں کہ

و انا لذالک الوجود المراتب کثرۃ المرتبۃ الاُولیٰ اللاتعین و الاطلاق و الذات البحث

اور اس وجود کے بہت سے مراتب ہیں مرتبہ اولیٰ لاتعین اطلاق اور ذات بحث۔

اس کی مزید توضیح تحفہ مرسلہ میں دیکھئے۔

و المرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ التعین الاول وھی عبارۃ عن علمہ تعالی (الی الآخرہ)

اور دوسرا مرتبہ تعین اول ہے اس سے مراد اجمالی طور اللہ تعالیٰ کو جان لینا ہے۔

اسی مرتبہ کا نام وحدت اور حقیقت محمدیہ ہے (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور اصطلاح صوفیہ میں حقیقت محمدیہ ہے (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اسم جامع الٰہی کی صورت میں ہے اور اسم اسکا رب ہے اور تمام اسماء پر اس کا فیض جاری و ساری ہے اب جیسے رب الارباب اسی حقیقت میں ظاہر ہے اور یہ اس کا مظہر ہے اسی طرح یہ حقیقت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کل موجودات میں ظاہر اسی تحقیق پر حضور سرورِ عالم ﷺ کو علماء اہلسنت ہر وقت اور ہر آن میں حاضر و ناظر مانتے ہیں لہٰذا یہ حقیقت اس ظاہری رب الارباب سے جو اس میں ظاہر ہے تمام عالم کی پرورش کر رہی ہے۔

بنا بریں یہ حقیقت محمدیہ ہے (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اپنی ظاہری صورت سے جو تمام عالم کے موافق ہے عالم صورت کی پروش کر رہی ہے اور یہ شان ربوبیت اس کی طرف سے بشریت کی جانب سے نہیں بلکہ بشریت کی حیثیت

سے وہ خود عبد و مربوب ہے اور اپنے رب کی طرف محتاج ہے۔

ہماری اس تقریر سے واضح ہوا کہ حضور سرورعالم ﷺ جو عالم بشریت میں نبوت و دیگر صفات سے موصوف ہیں وہ مرتبہ وحدت کا جلوہ ہے اور یہ عقیدہ عین اسلام ہے جسے نجدیہ وہابیہ اور ابن تیمیہ کے سواء سب مانتے ہیں یہاں تک کہ فضلاء دیوبند بھی۔ کیونکہ جب مضمون قرآن وحدیث اور احادیث صحیحہ سے مبرہن و مدلل و محقق ہے مضمون کی مناسبت سے فقیر بھی چند دلائل قائم کرتا ہے۔

قرآن مجید

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ . (پ۶ سورہ المائدہ، آیت ۱۵)

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا (یعنی محمد ﷺ تشریف لائے)

تفسیر روح المعانی

اس آیت کریمہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ کے تحت فرماتے ہیں

وھو نور الانوار والنبی المختار ﷺ والیٰ ھذہٖ ذھب قتادۃ والزّجاج

بے شک اللہ کی طرف سے نور جو نور عظیم ہے اور تمام نوروں کا نور ہے نور نبی مختار ہیں۔ مفسر قرآن علامہ قتادہ اور زجاج کا یہی مذہب ہے۔

تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۴۲۵ میں ہے

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی محمد ﷺ محمد ﷺ انّماسماہُ اللہ نوراً لانہ یھتدی بہ کمایھتدی بالنور فی الظلام

نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کا نام نور رکھا کیونکہ جس طرح نور سے اندھیرے میں راستے کا نشان ملتا ہے اس طرح آپ کی ذاتِ انور بھی رشد و ہدایت کے لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفسیر جلالین صفحہ ۹۷ میں ہے

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھو نور النبی ﷺ

"قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" میں نور سے مراد حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

تفسیر غرائب القرآن جلد ٦ صفحہ ٨٦ میں ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ محمد واسلام وکتاب مبين هو القرآن

آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ یا دین اسلام اور کتاب مبین یعنی قرآن مجید

تفسیر ابوالسعود جلد ۴ صفحہ ٢٦ میں ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ قيل المراد بالاول هو رسول الله ﷺ وبالثانی القرآن

علمائے کرام نے فرمایا کہ نور سے حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ والا صفات اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ٢٥۴ میں ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هو النبی ﷺ يريد بالنور محمداً ﷺ

مفسرین نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد حضور رسالت مآب ﷺ ہیں۔

تفسیر مدارک جلد ا صفحہ ٢٥۴ میں ہے علامہ نسفی زیرِ نظر آیت کے تحت فرماتے ہیں

او النور محمد ﷺ لانه يهتدى به كماسمى سراجا

یا نور سے مراد محمد ﷺ ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے راہِ ہدایت ملتی ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے۔

ٹکڑا

اس لفظ سے مخالفین کو غلط فہمی ہوئی کہ لغت میں ٹکڑا بمعنی حصہ ہے۔ حالانکہ لغت میں ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں جس طرح لغت اس کا معنی حصہ آیا ہے ایسے ہی اس کا معنی بھاگ بھی ہے اب اس کا مطلب واضح ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ مرتبہ وحدت کا جلوہ ہیں۔ جسے اصطلاح صوفیاء میں حقیقت محمد یہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ مطلب اتنا بے غبار ہے جتنا ذات مصطفی ﷺ اور آپ کو جلوہ حق نہ مانے تو ابن تیمیہ نہ مانے یا اس کے عشاق وہابی نجدی وغیرہ اس لیے وہ ہزاروں ٹھوکریں کھائینگے لیکن جلوہ نہ ماننے پر کئی غلط پروگرام بنائیں گے اس لیے وہ یہاں ٹکڑا (جز اور ایک حصہ) کا الزام لگا بیٹھے حالانکہ یہ نورِ وحدت کا ٹکڑا ہے اور ذات حق کا ٹکڑا تو تب مانا جائے جب پہلے ذات باری تعالیٰ کو دو اجزاء مانا جائے حالانکہ وہ بھی مانتے ہیں کہ اہلسنت کا عقیدہ دو اجزاء کا نہیں ہے بلکہ اہلسنت کا ذات باری تعالیٰ میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ اس کا ہمسر نہ مثل نہ مانند، وہ نہ جسم ہے، نہ جوہر ہے، نہ عرض نہ عبارات، نہ

اشارات اس کی ذات کی حقیقت کے بیان تک پہنچ سکیں نہ افکار وابصار اس کو پا سکیں اس کا وجود نہ مکانی ہے نہ زمانی بلکہ زمان ومکان سے سابق اور کیفیت وکمیت سے موصوف بلکہ کیفیت وکمیت سے منزہ ہے جیسا کہ اہلسنت کے جمیع کتب عقائد میں یہ عقیدہ موجود ہے۔

ازالہ وهم

جب ہمارا عقیدہ ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق واضح ہے تو حضور ﷺ کو اس کی ذات کا ٹکڑا جیسا بہتان تراشنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ حدیث جابر کو پہلے تو یہ قوم مانتی نہیں اگر مان لیں تو حدیث کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی تجلی فرمائی جو حسن الجمال اُلوہیت کا ظہور اول تھی بغیر اس کے کہ ذاتِ خداوندی کے نور کا ٹکڑا قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسے ہے جیسے قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی

مولوی صاحب مخالفین کی بہ نسبت ہمارے بہت قریب ہیں۔ چنانچہ اپنی تصنیف عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ جلد سوم صفحہ ۲۲۱ کتاب الایمان زیر المشی الی بیت اللہ کے تحت فرماتے ہیں

وَلِنُورِ نَبِیِّنَا ﷺ اَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ نُورِ اللہ تعالیٰ اَوْ اَنَّهٗ نُورٌ مِنْ نُورٍ وَلَیْسَ مَعْنَاہُ مَاتَتَسَارَعُ اِلَیْهِ اَفْهامُ الْعَوامِ مِنْ اَنَّ اللّٰه تعالیٰ اَخَذَ قَبْضَةً مِنْ ذَاتِهِ اللَّتِیْ هِیَ نُورٌ بَحتٌ وَجَعَلَهٗ نُورَ حَبِیْبِهٖ بِحَیْثُ تَکُوْنُ الْذَّاتُ الْاِلٰهِیَّةُ مَادَّةً لِذَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ تَعَالَی اللہُ عَنْ ذَالِکَ

ہمارے نبی کریم ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا یہ کہ اللہ کے نور سے نور ہیں اس کا معنی یہ نہیں جس کی طرف سے عوام کے افہام نے اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی نور سے نبی کریم ﷺ کو مٹھی میں لے لیا اور نبی کریم ﷺ کے نور کے لیے اس کی ذات مادہ ہے اللہ تعالیٰ مادہ سے مبرّا ہے۔

دوسری تقریر اویسی غفرلہ

مذکورہ بالا بحث اس معنی پر ہے کہ جب ٹکڑا کو جلوہ تجلی وغیرہ کے معنی میں لیا جائے اگر ٹکڑا بمعنی حصہ ہے تو بھی ہمیں مضر نہیں اس لیے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی تین صورتیں مانتے ہیں۔ علماء کرام ومشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی تین صورتیں ہیں۔

(1) بشری۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

(2) ملکی۔ جیسے نبی پاک ﷺ نے فرمایا لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اَبِیْتُ عِنْدَرَبِّیْ الخ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں اللہ کے ہاں شب باشی کرتا ہوں الخ

(3) حقی۔ جیسے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَایَعْنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَنَبِیٌّ مُرْسَلٌ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں نہ کسی ملک مقرب کو گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو (تفسیر حسینی وقادری)

ان تینوں صورتوں کا ظہور سفر معراج میں بطریق اُتم ہوا کیونکہ معراج کے تین مراحل الگ الگ ہیں۔

صورۃ ملکی

صورۃ بشری تو ظاہر ہے کہ صورۃ ملکی حضور سرور عالم ﷺ کا باطن۔ (اس کی تفصیل آئے گی ان شاءاللہ)

صورۃ حقی

وہی جسے اہل شرع اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ حقیقت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس کے متعلق سرائیکی زبان میں (حضرت خواجہ مولانا محمد یار فرید رحمۃ اللہ علیہ کا) شعر بہت مشہور ہے

حقیقت محمددی پاکوئی نی سگدا اتھاں چپ دی جاہے الاکوئی نہیں سگدا

(دیوانِ محمدی مولانا محمد یار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

کسی شاعر نے اس کی ترجمانی کی ہے

خدا و مصطفیٰ کی کنہ میں ادارک عاجز ہے خدا کو مصطفیٰ جانے مصطفیٰ کو خدا جانے

دیوبند مکتبہ فکر کے سرتاج اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اعلیٰ مولوی قاسم نانوتوی نے بھی یہی کہا ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار!

(قصیدہ قاسمیہ از مولوی محمد قاسم نانوتوی، مہتمم دارالعلوم دیوبند)

حقیقت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی کنہ تک ادراکِ کے عجز پر جملہ عالم اسلام کے علماء متفق ہیں اس میں کسی بھی مکتبہ فکر کے عالم دین کو اختلاف نہیں۔

استدلال از قرآن

حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس استدلال قرآن مجید سے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْکَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (پ۹سورۃالاعراف،آیت ۱۹۸)

اورتوانہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اورانہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

واما الکفار فکانوا کما قال تعالیٰ وَ تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْکَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

اور کفار کا تو یہ حال تھا کہ وہ بظاہر حضور ﷺ کی طرف نظر کرتے دکھائی دیتے تھے لیکن درحقیقت دیکھنے کی قوت سے محروم تھے

نیز فرمایا

وقال بعض الصوفیة اکثر الناس عرفوا اللّٰہ عزوجل وما عرفوا رسول اللّٰہ ﷺ لان حجاب البشریہ غطّٰی ابصار ھم.

اور بعض صوفیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کوتو دیکھ لیا ہے لیکن حضور ﷺ کوعارفانہ نظر سے نہیں دیکھا ہے کیونکہ ان کی اپنی بشریت کے حجاب انکی آنکھوں کوڈھانپے ہوئے تھے۔

موصوف ایک دوسری تصنیف میں لکھتے ہیں

ولِذا قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنُ اَلْخَلقُ عَرَفُوْااللّٰہ تعالیٰ وَمَاعَرَفُوْامُحَمَدًا ﷺ

(شرح الشفاء مع نسیم الریاض جلداول)

یعنی بعض عارفین نے فرمایا کہ مخلوق نے اللہ کوپہچان لیا لیکن حضور نبی ﷺ کونہ پہچان سکے۔

استدلال از حدیث

حضور سرورعالم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کوفرمایا

یاابابکرلم یعرفنی حقیقة غیرربی. (مطالع المسرات)

اے ابوبکر مجھے میرے رب کے سواکسی نے نہیں پہچانا۔

صورۃ ملکی

اس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں صرف اتقان جلداول سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کاحوالہ کافی ہے۔آپ نے وحی کی دوقسمیں بتائی ہیں۔

(۱) حضرت جبریل علیہ السلام بشری صورت میں متمثلا ہوکر حاضر ہوئے۔

(۲) حضور ﷺ کی صورت ملکی میں متمثل ہو کر وحی لیں اسی بارے میں خود حضور ﷺ نے فرمایا ''وَهِیَ اَشَدّ عَلیّ'' کیفیت میرے لیے سخت تر ہے تفصیل واقعہ معراج میں ہے۔

بشری صورت تو واضح ہے اس کے لیے کہنا پڑتا ہے ۔

تجلی گاہ نورِ حق ہے چہرہ انور محمد کا (ﷺ) تعالیٰ اللہ کیا مطلع ہے صبح سرمد کا

صورت بشری چونکہ صورتِ محمدیہ کا ایک حصہ ہے جو عالمِ ظاہر میں اسی طرف نور وحدت (حقیقت محمدیہ) سے ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ کہہ دیا گیا ہے تو بھی کوئی اشکال نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحدۃ مراتبِ ستہ میں سے مرتبہ ثانیہ ہے ان کا آخری مرتبہ مرتبہ عالم الاجسام ہے اور حضور سرور عالم ﷺ اس عالم اجسام میں ہیں اور مرتبہ اولیٰ یعنی وحدۃ کا ایک حصہ ہے اور وہ وہی صورتِ بشری ہے۔ جو دراصل یہ بھی نور ہے جیسا کہ کتبِ سیر میں ہے۔

منجملہ دلائل کے حدیث جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے جس کی تفصیل فقیر نے ''فیض الغافر فی حدیث جابر'' میں لکھی ہے اور حدیث جابر میں ہے کہ تمام اشیاء سے پہلے جس نورِ محمدی کی خلقت کا بیان ہے وہ حضور ﷺ کی ذاتِ پاک کا نور ہے آپ کے نورانی اور پاکیزہ اجزاء جسمیہ کے جوہر لطیف کو بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا وہ نور پاک ایسا شدید چمک دار تھا باوجود پشتِ آدم میں ہونے کے آپ کی پیشانی میں چمکتا تھا اور باقی انوار آدم علیہ السلام پر غالب ہو جاتا تھا۔ (زرقانی شرح مواہب جلد اصفحہ ۴۹)

یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشتِ آدم علیہ السلام میں تمام اولا د آدم میں وہ لطیف اجزاء جسمیہ شامل تھے جو انسان کی پیدائش کے بعد ریڑھ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں وہی اس کے اجزاء اصلیہ کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزاء جو رکھ دیئے گئے یہ اجزاء ارواح کے اجزاء نہیں تھے نہ ہی روحِ کامل کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے ایک سے زیادہ ارواح ایک بدن میں پایا جانا بداہۃً باطل ہے لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور ﷺ کی روح مبارک نہیں رکھی گئی تھی بلکہ جسم اقدس کے جوہر لطیف کی نورانی شعاعیں رکھی گئی تھیں جو کہ ذات محمدی (ﷺ) کی شعاعیں تھیں۔

ارواحِ بنی آدم کا ان کے آباء کے اصلاب میں نہ رکھا جانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقرارِ حمل کے چار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لیے بھیجتا ہے۔ (۱) اس کا عمل (۲) اس کی عمر (۳) اس کا

رزق (۴) اس کے دوزخی یا جنتی ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے (الحدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰)

معلوم ہوا کہ اولادِ آدم کی روحیں باپ کے صلب میں نہیں رکھی جاتی بلکہ شکم مادر میں پھونکی جاتی ہیں۔ (مقاماتِ کاظمی)

الحمدللّٰہ اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا بدن مبارک بھی نور تھا یعنی آپ نورِ مجسم ہیں تو یہ نوری صورت حقیقتِ محمدیہ (صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا جلوہ ہے۔ اسی کو کہا گیا ہے

نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

دلائل

پہلے مصرعہ میں "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" کا ترجمہ ہے اور دوسرے مصرعہ میں حدیث پاک "کُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِی وَ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہ" کا ترجمہ موجود ہے۔

مصرعہ اول "شق القمر" کا مضمون گذار مصرعہ ثانی کے مضامین کے دلائل۔

احادیث مبارکہ

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَجَمِیْعُ الْخَلْقِ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ

میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔

یَاجَابِرُ اَوَّلُ مَا خلقَ اللّٰہُ نُوْرَنَبِیِّکَ مِنْ نورِی

یعنی اے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

شرح

تمام انبیاء علیہم السلام (چمک والے) صاف ستھرے شیشوں میں چمکے لیکن ہمارے حضور اکرم ﷺ اندھے شیشوں میں چمکے یعنی سابقہ انبیاء علیہم السلام پڑھے لکھے مہذب قوموں میں تشریف لائے لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ اندھے شیشوں یعنی عربوں میں (غیر مہذب اور چوٹی کے جاہل تھے) تشریف لائے اور ان اندھے شیشوں کو ایسا روشن فرمایا کہ ملک الموت انگشت بدنداں ہیں۔

عرب کی حالت زار

حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیرتِ رسولِ عربی میں دنیا کی حالت کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں کہ عرب پہلے دینِ ابراہیم علیہ السلام پر تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت ثابت کعبہ کے متولی ہوئے ان کے بعد قبیلہ جرہم متولی ہوا اس قبیلہ کو عمرو ابن لحی نے جو قبیلہ قزاعہ کا مورثِ اعلیٰ تھا بیت اللہ شریف سے نکال دیا اور خود متولی ہو گیا اس کا اصلی نام عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ازدی تھا۔

عرب میں بت پرستی کا بانی یہی شخص تھا اسی نے سائبہ وصیلہ بحیرہ حامیہ کی رسم ایجاد کی تھی۔ ایک دفعہ پر سخت بیمار ہو گیا کسی نے کہا کہ بلقاء واقع شام میں ایک گرم پانی کا چشمہ ہے اگر تم اس چشمہ سے غسل کرو تو تندرست ہو جاؤ گے اس لئے یہ بلقاء پہنچا اور اس چشمہ میں غسل کرنے سے اچھا ہو گیا وہاں سے اس نے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا پوچھا یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور ان ہی کے وسیلہ سے دشمن پر فتح پاتے ہیں یہ سن کر اس نے درخواست کی کہ ان میں سے کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے غرض اس نے وہ بت لا کر کعبہ کے گرد نصب کر دیئے اور عرب کو ان کی پوجا کی دعوت دی۔ اس طرح عرب میں بت پرستی شائع ہو گئی جس کا اجمالی ؎ خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

؎ یہ خاکہ ابوالمنذر ہشام کلبی (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف کتاب الاصنام سے ماخوذ ہے جو مصر میں ۱۳۴۳ھ میں چھپ چکی ہے۔

بت کا نام	مقام جہاں وہ بت تھا	قبیلہ جو اُس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
وَدّ	دومۃ الجندل جو دمشق ومدینہ کے وسط میں ہے	کلب	یہ بت بشکل انسان بزرگ جثہ تھا جس پر دو حلہ منقوش تھے ایک حلہ بطور آزار اور دوسرا بطور چادر۔ تلوار آڑے لٹکائے ہوئے اور کمان شانے پر۔ سامنے ایک تھیلے میں نیزہ اور جھنڈا تھا اور ایک ترکش تھی جس میں تیر تھے۔ حارثہ اجداری اپنے بیٹے مالک کو دودھ دے کر اس بت کے پاس بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اپنے معبود کو پلاؤ۔
سواع	رہاط	ہذیل	بنو لحیان اس بت کے خادم یا پجاری تھے۔
یغوث	مذحج	مذحج واہل جرش	مذحج یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔
یعوق	خیوان	ہمدان اور اس کے نواح کے لوگ یمن میں	خیوان صنعاء یمن سے مکہ کی طرف دو دن کا راستہ ہے۔

نسر	بلجع	حمیر	بلجع سرزمین سبا واقع یمن میں ہے حمیر نسر کو پوجتے رہے یہاں تک کہ ذونواس نے ان کو یہودی بنالیا اسی طرح حمیر کے لئے تبدیل مذہب سے پہلے صنعاء یمن میں ایک مندر ریام تھا جس پر وہ قربانیاں چڑھاتے تھے۔
فلس (بشکل انسان)	اجا	طئی	قبیلہ طئی کے دو پہاڑ اجا وسلمٰی مدینہ منورہ سے جانب شمال تین مرحلہ کے فاصلہ پر ہیں۔اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے۔اگر کوئی جانور بھاگ کر اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہوجاتا۔ایک روز اس کا پجاری صیفی نام ایک عورت کی اونٹنی بھگالایا اور اس بت کے پاس لاکر باندھ دی۔عورت نے اپنے ہمسایہ سے شکایت کی وہ اونٹنی کو کھول کرلے گیا پجاری نے بت سے فریاد کی مگر کچھ نہ بنا۔عدی بن حاتم نے یہ دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دی اور عیسائی ہوگئے پھر ۹ہجری میں مشرب بااسلام ہوئے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ
منات	قدید کے قریب ساحل بحر پر کوہ مشقل کے نواح میں	اوس وخزرج ہذیل وخزاعہ	قریش اور باقی عرب اس کی عبادت کرتے تھے اور اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے اوس وخزرج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکانِ حج ادا کرکے اپنے سر اس بت کے پاس منڈواتے تھے اور اس کے بغیر حج کو ناتمام سمجھتے تھے۔
لات	طائف	ثقیف	مربع پتھر تھا تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔
عزیٰ	وادیٔ حراض واقع نخلہ شامیہ (مکہ سے جانبِ شمال دو دن کا راستہ)	قریش	یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھان ببول کے تین درختوں میں تھا فتح مکہ کے بعد حضرت خالد بن ولید نے ان درختوں کو کاٹ دیا اور عزیٰ کو قتل کردیا قریش دیگر اصنام کی نسبت اس کی تعظیم زیادہ کیا کرتے تھے انہوں نے حرمِ کعبہ کی طرح وادیٔ حراض میں ایک درہ کو اس کا حرم قرار دیا تھا۔اس درہ کا نام سقام تھا اور قربانیوں کے لئے ایک مذبح بنایا تھا جسے غبغب کہتے تھے۔عرب لات ومنات وعزیٰ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ہماری شفاعت کرینگی۔
ذوالخلصہ	تبالہ	خثعم بجیلہ ازو سراۃ	تبالہ مکہ ویمن کے درمیان مکہ سے سات یا آٹھ دن کی راہ ہے۔یہ بت سفید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی شکل کوئی شے تھی۔
سعد	ساحل جدہ	مالک وملکان پسران کنانہ	طویل پتھر تھا اس پر خون بہایا جاتا تھا۔

ذوالکفلین	ارض دوس واقع یمن	دوس	فتح مکہ کے بعد حضرت طفیل بن عمرودو نے اس بت کو بحکم رسول اللہ ﷺ آگ سے جلادیا تھا۔
ذوالشریٰ	ذوالشریٰ	بنو حارث بن یشکر ازدی	ذوالشریٰ مکہ معظّمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔
اقیصر	مشارف شام	قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ، غطفان	اس کا حج کرتے، قربانی دیتے اور اس کے پاس اپنا سر منڈایا کرتے، سرمنڈانے والا ہر بال پر گیہوں کے آٹے کی ایک مٹھی پھینکا کرتا تھا۔
نُہم	X	مزینہ	اس کا پجاری خزاعی بن عبدنہم مزنی تھا۔ اس نے جب رسول اللہ ﷺ کا حال سنا تو اس بت کو توڑ کر حاضر خدمت ہوا اور ایمان لایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عائم	X	ازدسرات	X
رُضاء یا رُضی	X	بنو ربیعہ بن کعب بن سعد تمیمی	اس بت کا ذکر صنعاء کے پرانے کتبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کو مستوغر یعنی عمرو بن ربیعہ تمیمی نے زمانۂ اسلام میں منہدم کردیا۔
سُعیر		عنزہ	اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔
عمیانس	موضع خولان واقعہ یمن	خولان	مویشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ بقول ہشام کلبی "وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا" الآية خولان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

كعبۃ اللہ جو خانہ خدا تھا بت خانہ بنا ہوا تھا۔اس میں تین سو ساٹھ بت تھے جن میں ہبل بہت بڑا اور جوف کعبہ میں نصب کیا ہوا تھا یہ بت بشکل انسان عقیق احمر کا بنا ہوا تھا۔اس کا بایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔قریش کو اسی حالت میں ملا تھا انہوں نے اس کے لئے سونے کا ہاتھ بنا دیا تھا اس کے سامنے سات تیر رکھے ہوئے تھے جن سے پجاری قرعہ اندازی کیا کرتا تھا۔اساف اور نائلہ دونوں زم زم کی جگہ پر تھے قریش ان کے پاس قربانیاں دیا کرتے تھے۔قریش کا ایک بت مناف تھا علاوہ ان کے کہ مکہ کے گھر گھر میں ایک ایک بت تھا جب کوئی سفر کو جاتا تو بطور تبرک اس کو مسح کرتا جب واپس آتا تو گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے اس کو مسح کرتا۔	قریش	مکہ	ہُبَل

مندرجہ بالا بتوں کے علاوہ عرب میں اور بھی بت تھے۔ستاروں کی بھی پوجا ہوتی تھی چنانچہ قبیلہ حمیر سورج کی پرستش کرتا تھا،کنانہ چاند کو،بنو تمیم وبران کو،قیس شعریٰ کو،اسد عطارد کو اور لخم وجذام مشتری کو پوجتے تھے۔(طبقات الامم لابن صاعد الاندلسی،مطبوعہ بیروت صفحہ ۴۳، ۱۹۱۲ء)

عرب میں درخت پرستی بھی پائی جاتی تھی مکہ مشرفہ کے قریب ایک بڑا سبز درخت تھا۔جاہلیت میں لوگ سال میں ایک دفعہ وہاں آتے اور اس درخت پر اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اس کے پاس حیوانات ذبح کرتے کہتے ہیں کہ عرب جب حج کو آتے تو اپنی چادریں اس درخت پر لٹکا دیتے اور حرم میں بغرض تعظیم بغیر چادروں کے داخل ہوتے اس لئے اس درخت کو انواط کہتے تھے۔(معجم البلدان یاقوت حموی تحت انواط)

ابن اسحاق نے حدیث وہب بن منبہ میں ذکر کیا ہے کہ جب فیمیون نصرانی اپنی سیاحت میں نجران میں بطورِ غلام فروخت ہوا تو اس وقت اہلِ نجران ایک بڑے درخت کی پوجا کیا کرتے تھے۔اس درخت کے پاس سال میں ایک دفعہ عید ہوا کرتی تھی۔وہ عید کے موقع پر اپنے اچھے سے اچھے کپڑے اور عورتوں کے زیورات اس درخت پر ڈال دیا کرتے تھے پھر وہ فیمیون کی کرامت دیکھ کر عیسائی ہو گئے۔(سیرت ابن ہشام قصہ اصحاب الاحدود)

بتوں پر عموماً حیوانات کا خون بہایا جاتا ہے مگر بعض دفعہ انسان کو بھی ذبح کر دیتے تھے۔چنانچہ نیلوس ایک قسم کی قربانی کا ذکر جو ۴۱۰ء میں دی گئی تھی بدیں الفاظ کرتا ہے۔

حجاز کے وحشی عربوں کے ہاں دیوتا کی کوئی صورت نہ تھی صرف ان گھڑ پتھروں کی ایک قربان گاہ ہوا کرتی تھی۔ اس پر وہ ستارۂ صبح (زہرہ) کے لئے کوئی انسان یا سفید اونٹ بڑی جلدی سے ذبح کیا کرتے تھے یہ قربانی طلوعِ آفتاب سے پہلے بظاہر بدیں وجہ ہوا کرتی تھی کہ وہ ستارہ اس عمل میں پیش نظر رہے۔ وہ مقامِ متبرک کے گرد بھجن گاتے ہوئے تین بار طواف کرتے تب سردارِ قوم یا بوڑھا پجاری اس بھینٹ پر پہلا وار کرتا اور اس کا کچھ خون پیتا۔ بعد ازاں حاضرین کود پڑتے اور اس جانور کو کچا اور صرف نیم پوست کندہ طلوعِ آفتاب سے پہلے کھا جاتے۔ خود نیلوس کا بیٹا زہرہ کی بھینٹ چڑھنے کو تھا کہ ایک اتفاقی امر سے بچ گیا۔ نیلوس سے پیشتر پورفری بیان کرتا ہے کہ عرب میں ددمہ کے باشندے سال میں ایک بار ایک لڑکے کی بھینٹ دیتے اور اسے قربان گاہ کے نیچے دفن کر دیتے۔ (مذہب واخلاق کی انسائیکلو پیڈیا تحت عرب قدیم)

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ عرب کے طول وعرض میں بت پرستی کا جال بچھا ہوا تھا اس کے علاوہ یہودیت ونصرانیت ومجوسیت بھی کہیں کہیں رائج تھی چنانچہ حمیر، کنانہ، بنو حارث بن کعب اور کندہ میں یہودیت تھی۔ مدینہ میں یہودیوں کا زور تھا، خیبر میں یہودی بستے تھے۔ ربیعہ، غسان اور بعض قضاعہ میں نصرانیت تھی مجوسیت بہت کم تھی وہ بت پرستی ویہودیت وعیسائیت میں جذب ہوتے ہوئے صرف بنو تمیم میں رہ گئی تھی جن کے منازل نجد سے یمامہ تک پائے جاتے تھے۔ حضرت حاجب بن زرارہ تمیمی اس قبیلہ سے تھے جنہوں نے کسریٰ کے ہاں اپنی کمان رہن رکھی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں فک کرا کر بطورِ ہدیہ خدمت اقدس میں بھیجی تھی۔

عرب میں ازواج کی کثرت تھی۔ چنانچہ جب حضرت غیلان ثقفی ایمان لائے تو ان کے تحت میں دس عورتیں تھیں، جمع بین الاختین جائز سمجھتے تھے چنانچہ ضحاک بن فیروز کا بیان ہے کہ جب میرا باپ اسلام لایا تو اس کے تحت میں دو سگی بہنیں تھیں جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو میراث میں پاتا چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا ورنہ اپنے کسی اور بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لئے دے دیتا۔ زنا کاری کا عام رواج تھا اور اسے جائز خیال کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جاہلیت میں نکاح چار طرح کا تھا۔ (کشف الغمہ القطب الشعرانی جزء ثانی صفحہ ۵٦)

ایک نکاح متعارف جیسا کہ آج کل ہے کہ زوج وزوجہ کے ولی مہر معین پر متفق ہو جائیں اور ایجاب وقبول ہو جائے دوسرا نکاح استبضاع بدیں طور کہ شوہر اپنی عورت کو حیض سے پاک ہونے کا کہتا کہ فلاں سے استبضاع (طلب

ولد) کرلےاورخوداس سے مقاربت نہ کرتا یہاں تک اس شخص سے حمل ظاہر ہوجاتا ہے۔اس وقت چاہتاتو وہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرتا یہ استبضابغرض نجابت ولد کیا جاتا تھا۔تیسرا نکاح جمع بدیں طور کہ دس سے کم مرد ایک عورت پر یکے بعد دیگرے داخل ہوتے یہاں تک کہ وہ حاملہ ہوجاتی وضع حمل کے چند روز بعد وہ عورت ان سب کو بلاتی اوران سے کہتی کہ تم نے جو کیاوہ تمہیں معلوم ہے۔میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہےان میں ایک کی طرف اشارہ کرکے کہتی کہ تیرا بچہ ہےپس وہ اسی کا سمجھا جاتا ہےاوروہ شخص انکار نہ کرسکتا تھا۔چوتھا نکاح بغایا بدیں طور کہ بہت سے مرد جمع ہوکر بغایا(زنا کار عورتیں)میں سے کسی پر بلاروک ٹوک داخل ہوتے۔یہ بغایا بطورِعلامت کے اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کرتی تھیں جو چاہتاان کے پاس جاتا جب ان میں سے کوئی حاملہ ہوجاتی تو وضع حمل کے بعدوہ سب مرد اس کے ہاں جمع ہوتے اور قافہ کو بلاتے وہ قافہ اس بچہ کو(اس کے اعضاء دیکھ کرفراست سے)جس سے منسوب کرتا اسی کا بیٹا سمجھا جاتا تھااوراس سے انکار نہ ہوسکتا تھا۔

شراب خوری اور قمار بازی بھی عرب میں کثرت سے رائج تھیں۔مہمان نوازی کی طرح ان دونوں میں مال و دولت لٹانے پر فخر کیا کرتے تھے۔ملک عرب میں انگوروں یا کھجوروں وغیرہ سے جو شراب بناتے تھےوہ ان کے لئے کافی نہ تھی اس لئے شراب کا بہت بڑا حصہ دیگر مما لک سے منگایا جاتا تھا۔وہ تیز ہوتی تھی پانی میں ملا کر استعمال کیا کرتے تھے۔شراب کی دکانوں پر جھنڈے لہرایا کرتے تھے جب کسی دوکان میں شراب کا ذخیرہ ختم ہوجاتا تو جھنڈا اتارلیا جاتا تھا۔اشعارعرب میں جن مقامات کی شراب کا ذکرآیا ہےان کی تفصیل یوں ہے۔

ملک کا نام	مقامات جوشراب کے لئےمشہور ہے	کیفیت
سریا	جَدّر،حمص ، بیت راس،خص ، اندرین ، بصرائے،صرخد،مآب	بیت راس دوشہروں کا نام ہے۔ایک بیت المقدس میں دوسرا انواع حلب میں ہے دونوں انگوراور شراب کے لئے مشہور تھے ۔ جدر کی شراب کو جدریہ کہتے ہیں
فلسطین	مقد،غور،بیسان	مقدر کی شراب کومقدری یا مقدریہ اور بیسان کی شراب کوبیسانیہ بولتے تھے۔
الجزیرہ	عانہ	عانہ کی شراب کوعانیہ کہتے تھے۔

کلدیہ یابابلونیا	بابل،صریفوں،قطربل	صریفوں عکبرا کے قریب ہے اور قطربل بغداد و عکبرا کے درمیان ہے۔ان مقامات کی شراب کو بابلیہ صریفیہ وقطربلیہ کہتے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ دین ابراہیمی جو عرب کا اصلی دین تھا سوائے چند رسموں کے جن سے عقلِ سلیم کو قطع نظر ارشاد انبیاءعلیہم السلام کے انکار نہیں ہوسکتا عرب میں معدوم ہو گیا تھا۔بجائے توحید کے عموماً بت پرستی عام تھی ،وہ معبودانِ باطل کو قادرِ مطلق کی طرح اپنے حاجت روا جانتے تھے،بعض اجرامِ فلکیہ،آفتاب ماہتاب وستارگان کی پوجا کرتے تھے، بعض تشبیہ کے قائل تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھ کران کی پوجا کرتے اور خدا کے ہاں ان کی شفاعت کے امیدوار تھے شرک وتشبیہ کا کیا ذکر بعض کو خدا کی ہستی ہی سے انکار تھا۔وہ شب و روز شراب خوری ،قمار بازی ،زنا کاری اور قتل وغارت گری میں مشغول رہتے تھے۔قساوتِ قلب کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے،بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھانے سے دریغ نہ کرتے ،لڑائیوں میں آدمیوں کو زندہ جلا دینا،مستورات کا پیٹ چاک کرنا اور بچوں کو تہ تیغ کرنا عموماً جائز سمجھتے تھے۔ان کے درمیان جو یہود و نصاریٰ تھے ان کی حالت بھی دگرگوں تھی ،ان کی کتابیں محرف ہو چکی تھیں ،یہود خدا کو مغلولۃ الید اور حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ تین خدا مانتے تھے اور مسئلہ کفارہ کی آڑ میں اعمالِ حسنہ کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔

یہ حالت صرف عرب کی ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ تمام دنیا میں اسی طرح کی تاریکی چھائی ہوئی تھا چنانچہ اہل فارس (شرح فقہ اکبر لعلی القاری) آگ کے پوجنے اور اور ماؤں کے ساتھ وطئی کرنے میں مشغول تھے۔تُرک شب وروز بستیوں کے تباہ کرنے اور بندگانِ خدا کو اذیت دینے میں مصروف تھے ان کا دین بتوں کی پوجا اور ان کی عبادت مخلوقات پر ظلم کرنا تھا ،ہندوستان کے لوگ بتوں کی پوجا اور خود کو آگ میں جلانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور نیوگ کو جائز سمجھتے تھے۔(سیرتِ رسول عربی)

اس عالمگیر ظلمت میں

اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد

ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

شرح

جس ذات نے مردہ دلوں کوحیاتِ جاودان بخشی وہ عیسیٰ علیہ السلام کی جان ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں۔

جن عربوں کا حال مذکور ہوا انہیں حضور اکرم ﷺ نے ایسی حیاتِ جاودانی بخشی کہ ان کی قسمت پر ملک وملکوت رشک کناں ہیں بلکہ انہیں انبیاء علیہم السلام کی مثل بنا دیا کہ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی نبی علیہ السلام کی شان رکھتا تھا۔

شانِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق ارشاد ہے

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھدیتم. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم نے ان میں سے جس کی پیروی کی ہدایت پائی۔

شانِ اھل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنھم

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

الاان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۳)

سن لو میری اہل بیت تم میں سفینۂ نوح کی مثل ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔

احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی اہل بیت کو سفینۂ نوح کی مثل اور اپنے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو ستاروں کی مانند قرار دیا ہے۔

ملا علی قاری نے امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کیا ہے کہ بحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت محبت اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہدایت کے ستارے پیارے صحابہ کی رہنمائی حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم نجات کے امیدوار ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول　　　نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

معلوم ہوا کہ نجات پانے اور منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے جس طرح اہل بیت پاک کی محبت وعزت ضروری ہے اسی طرح صحابہ کرام کی عقیدت واحترام بھی ضروری ہے لیکن دوسرے مقدس گروہ کا مخالف و بے ادب ہو تو وہ راندۂ درگاہ ومردود بارگاہ ہے۔

بدقسمت گروہ

دنیا میں اس گروہ سے بدقسمت اور کون ہوگا جو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نہ صرف خلاف بلکہ انہیں بُرائی و بدگوئی سے یاد کرتا ہے ایسے لوگوں کو حضور اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بکثرت ارشادات میں فرمایا

اکرموا اصحابی فانھم خیارکم. (شرح عقائد)

میرے اصحاب کی عزت کرو بیشک وہ تم میں سے بہتر و افضل ہیں۔

اذا ذکر اصحابی فامسکوا. (مرقات)

جب میرے اصحاب کا ذکر ہو اپنی زبانیں بند کرو۔

ایاکم و عما شجر بین اصحابی . (تحفہ رسولیہ بحوالہ غنیۃ)

جو کچھ میرے اصحاب کے درمیان ہوا اس میں بحث و مباحثہ سے بچو۔

ان شرار امتی اجرؤ ھم علیٰ اصحابی. (نبراس)

میرے اصحاب پر جرأت کرنے والے میری امت کے شریر لوگ ہیں۔

اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیٰ شرکم. (مشکوٰۃ شریف)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

یاد رہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ، عمر فاروق ، عثمان غنی ، مولا علی اور حضرت ابوسفیان کی زوجہ ہندہ اور ان کے صاحبزادے امیر معاویہ وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین درجہ بدرجہ سب پیارے صحابہ ہیں اور ان احادیث کے مطابق سب کی محبت و حرمت فرض ہے۔

حق چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنھم

کسی شاعر نے چار یاروں کے لئے خوب فرمایا

محمد ماہ و گردش چار اختر   ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

حضور ﷺ چاند ہیں تو آپ کے ارد گرد چار ستارے ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنبہ

دورِ حاضرہ میں سیدنا ابوسفیان و ابو معاویہ و ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یزید خبیث کی وجہ سے مذمت کرتے ہیں وہ اپنا انجام برباد کررہے ہیں ۔ خاندانِ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فقیر کی تصنیف ''الرفاھیہ فی الناھیہ عن ذم معاویہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

شرح

اے رضا (امام اہل سنت) غمزدوں کا مژدۂ بہار سنایئے کہ اتنی بہت بڑی شان والے ہوکر ہمارے جیسے بیکسوں کے سہارا ہیں (ﷺ)

بے کسوں کا سہارا ﷺ

دارمی، ترمذی، ابونعیم بسند حسن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی درِاقدس پر چھ صحابہ بیٹھے حضور اکرم ﷺ کا انتظار میں باتیں کررہے تھے۔ حضور تشریف فرما ہوئے انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرا بولا موسیٰ سے بلا واسطہ کلام فرمایا، تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں، چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں جب وہ سب کہہ چکے حضور اکرم ﷺ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بے شک ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں وہ ایسے ہی ہیں

الا و انا حبیب اللہ و لا فخروانا حامل لواء الحمد یوم القیمة تحته ادم فمن دونه و لا فخر و انا شافع واول مشفع یوم القیمة و لا فخر و انا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح اللہ فید خلیفها ومعی فقراء المومنین و لا فخر و انا اکرم الاولین و الاخرین علی اللہ و لا فخر

سنو اور میں اللہ کا پیارا ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روزِ قیامت لواء الحمد اُٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازۂ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے لے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلے پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر

نہیں فرماتا۔

دارمی اور ترمذی بافادۂ تحسین اور ابویعلی وبیہقی وابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے

ہیں

انا اول الناس خروجاانه بعثوا وانا قائدهم اذا وفدواوانا خطيبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسواوانا مبشرهم اذ يئسوا الكفر امة والمفاتيح يومئذ بيدى ولواء الحمد يو مئذ بيدى انا اكرم ولد ادم على ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون ولؤ لؤ منثور

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤنگا جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ عرصۂ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں خوشخبری سناؤں گا جب وہ ناامید ہوں گے اور کرامتہ اور چابیاں اسی دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور حمد کا جھنڈا اسی دن میرے ہاتھ میں ہوگا اسی دن میں اللہ کے ہاں تمام دوڑے ہوں گویا وہ انڈے میں حفاظت سے اس کے یا موتی میں بکھرے ہوئے۔ (تجلی الیقین)

فائدہ

اس امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ

لطیفہ

منکرین شفاعت عجیب لوگ ہیں کہ وہ احادیث صحیحہ کے تو منکر ہیں ہی لیکن آیاتِ صریحہ سے بھی منہ موڑ کر وہ آیات پیش کرتے ہیں جو کفار کے متعلق ہیں مثلاً کفار کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ○ (پارہ ۲۹، سورۂ مدثر، آیت ۴۸)

تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی محرومی بیان کرنے کے لئے فرمایا کہ ان کو کسی کی شفاعت فائدہ نہیں دیتی اگر اب مسلمانوں کو بھی شفاعت نہ پہنچائے تو اس محرومی کی بھی کفار کے ساتھ کیا تخصیص ہوگی اور کفار کے لئے یہ کس طرح حسرت اور محرومی کا سبب بنے گی۔

نعت ۵٤

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بیکسی لوٹ لے خدا نہ کرے

حل لغات

لوٹ لینا، چھین لینا، عاشق کر لینا، موہ لینا، تباہ کر دینا۔

شرح

دلوں کو اللہ تعالیٰ ان سے جدا نہ کرے، بیکسی چھین لے خدا کرے ایسا نہ ہو کیونکہ ایسی بیکسی (عشق رسول ﷺ) تو ہمارا عظیم سرمایہ ہے۔

ہرکہ عشق سامان رو

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فخر دو عالم ﷺ کے عشق و وارفتگی ہی کو اصل الاصول قرار دے کر زندگی کا لمحہ لمحہ یادِ محبوب میں قربان کر دیا اور اضطرابِ دل بڑھا تو حکیم و طبیب ان کے زخم جگر کا کیا علاج کرتے کہ سوز دروں اور آہ گرم سے ایسا دھواں اُٹھا جس میں حرارتِ عشق سے بوئے کباب آنے لگی

تو نے کر دیا طبیب آتش سینہ کا علاج　　آج کے درد آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

(رضاؔ)

اور حبیب کبریا ﷺ کے ذکر و فکر میں آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگی کہ اس میں خونِ جگر کی آمیزش نظر آنے لگی مگر پھر بھی آرزوئے بیتاب کا عالم دیدنی ہے

دل کھول کے خوں روئے غم عارض شہ میں　　نکلے تو کہیں حسرت خوننابہ شدن پھول

داغِ دل جب مہر نیم روز کی طرح چمک اُٹھا تو اس کی شعاعوں کو یاقوت و مرجان سے زیادہ قیمتی سمجھنے لگے اور اس درد محبت پہ اتراتے ہوئے بیتابی شوق میں پکار اُٹھتے ہیں

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا　　جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں

عاشقِ مصطفیٰ ﷺ کے وجد و شوق اور ذوقِ فدائیت کا یہ عالم ہے کہ جس سر میں رسول ہاشمی ﷺ کا سودا نہ سمایا ہو اور جو دل ان کی یاد سے خالی ہے آپ کی نظر میں اس کی کوئی قیمت ہی نہیں اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں اضافہ کی دعا اور اس سے محرومی سے پناہ مانگتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ عشق ہی تو سرمایۂ ایمان اور راحت جان ہے۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے مثنوی شریف کے آغاز میں عشق کے متعلق خوب فرمایا ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما　　　اے دوائے جملہ علتہائے ما

مرحبا اے عشق ہمارے خوش سودا تو ہی تو بلکہ تو تو ہماری تمام بیماریوں کا

عشق رضا مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عشق رسول ﷺ کا نہ صرف درس دیا بلکہ ایک جامِ طہور تیار کر کے خوش قسمتوں کے قلوب میں فرمایا ہے۔ اسلاف صالحین رحمہم اللہ کا تیار کردہ میخانۂ عشق حضور اکرم ﷺ کو آپ نے ہی جی بھر کر امت مصطفی ﷺ پلایا ہے چند نمونے آپ کے اشعار کے ملاحظہ ہوں۔

ایک مقام پر واضح طور پر بتاتے ہیں کہ حقیقی دل وہی ہے جو عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہو

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا　　　سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان رہا

اور دیارِ حبیب ﷺ کی کشش ہے کہ کشاں کشاں ان یک جان و دل اور ہوش و خرد ہر ایک کو محبوبِ کردگار کے قدموں پہ ڈال دیتی ہے

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے　　　تم نہیں چلتے رضؔا سارا تو سامان گیا

خطیرۃ القدس کی زیارت کو پہنچتے ہیں تو تنہا نہیں بلکہ اس سفر شوق میں ساری امت رسول ﷺ کا ئنات کو شریکِ سفر بنانے کا جذبۂ بیکراں چشمۂ سیال کی طرح ان کے ایک ایک لفظ سے امنڈتا ہوا دعوتِ عام دیتا نظر آ رہا ہے

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور نبض حیات ڈوبنے کے بعد بھی انہوں نے اپنے نگار خانۂ دل میں ایسی روشن اور درخشندہ و تابندہ شمع فروزاں کر رکھی ہے کہ اس معراجِ عشق پر کونین کی ساری عظمتیں قربان ہو جائیں

لحد میں عشق رخِ شہ کا داغ لے کے چلے　　　اندھیری رات تھی چراغ لے کے چلے

ان کے دل دیوانہ کی آخری تمنا بھی کتنی حسین اور قابلِ صد رشک ہے

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے　　　دولتِ بیدارِ عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

واللہ! اس جذب و مستی، سرشاری و وارفتگی پر تو یہ سارا عالم ہی نہیں بلکہ کروڑوں جہان قربان کئے جا سکتے ہیں کتنی والہانہ اور ایمان افروز دیوانگی ہے یہ شیفتگی و نیاز کیشی اور ذوقِ فدائیت اپنے پورے شباب پر ہے

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضاؔ　　　لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

رب قادر قیوم اس قلب مضطر پر صبح و شام اپنی رحمت وغفران کی موسلا دھار بارش برسائے جو عشق محمدی ﷺ کے سوز و ساز میں مدت العمر آتش مجمر کی طرح سلگتا رہا اور داغ ہائے عشق احمدی کی تجلیات سے جس کا مرقد مبارک آج بھی روشن و منور ہے اور ابد الآباد تک اس عاشق رسول کی کتابِ زندگی سے سینۂ مومن کو عشق و محبت رسول ﷺ کی گرانما سوغات ملتی رہے گی۔

اپنے رنگ میں رنگ دیا

عاشق رسول کے فیضِ صحبت کا یہ عالم تھا کہ ان کے بوستانِ عشق و وفا کا ہر خوشہ چیں اپنے قلب میں ایسا کیف و سرور محسوس کرتا جس کی لذت روح تو محسوس کرسکتی ہے مگر الفاظ و معنی اس کا ساتھ نہیں دے سکتے اور سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے

روکس مشک ختن ہے بوئے بستانِ رضاؔ　　　رشک طوبیٰ ہے ہر اک نخل گلستانِ را

سلطانِ عشق کی ایک نگاہ کیمیا اثر جب ان کے دریوزہ گروں پر پڑ جاتی تو جمالِ محبوب خدا کی دلربائی کا نقشہ دل و دماغ کے ایک ایک رگ و ریشہ میں اس طرح رچ بس جاتا کہ کسی پہلو انہیں چین نہ لینے دیتا اور زبانِ حال سے شمع سحر کی زبان سوختہ بھی پکار اُٹھتی کہ چشم بصیرت ہو تو دیکھو کہ حقیقت میں یہی دیوانگانِ میخانۂ حجاز اور یہی عاشقانِ سوختہ رونق بزم کون و مکان ہیں۔

ملیح عربی ﷺ کی بارگاہ میں ان کا ہر زخم جگر ایک نمکدان ہونے کی فریاد کرتا ہے جو آہ و فغان اور نالہ و شیون نہیں کرتے بلکہ صبر و شکیب کا دامن تھام کر اس دولت عشق پر یوں ناز کرتے ہیں

دل بستہ، بیقرار، جگر چاک، اشک بار　　　غنچہ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں، سحاب ہوں

خرمن علم و فضل کے خوشہ چینوں اور میکدۂ عشق و عرفان کے میکشوں کے اندر آپ بادۂ عشق رسول کی حرارتیں اس طرح منتقل کرتے رہے کہ ان کی روح بھی تر و تازہ اور شاداب ہوگئی اور ان کا سینہ ایسا صاف و شفاف ہوا کہ عظمت رسول ﷺ کا مدینہ بن گیا۔ چند شواہد فقیر یہاں عرض کرتا ہے

محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سورتی) اور اعلیٰ حضرت (فاضل بریلوی) کے تعلقات کو دیکھ کر ایک بار حضرت

محدث صاحب کے آخری تلمیذ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی نے پوچھا کہ آپ کو شرفِ بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے حاصل ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیٰ حضرت سے ہے وہ کسی سے نہیں اعلیٰ حضرت کی یاد ان کا تذکرہ ان کے فضل و کمال کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا

سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق صاحب محشی بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مرادآباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان جو مدارِ نجات ہے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا اور میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کو بسانے والے اعلیٰ حضرت ہیں اسی لئے ان کے تذکرے سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایک ایک کلمہ کو میں اپنے لئے مشعلِ ہدایت جانتا ہوں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ٦٥)

فائدہ

علم یقیناً ایک بڑی دولت ہے جو اصحابِ علم کو فکر و نظر اور بصیرت و بصارت سے نوازتی ہے اور بیعت و ارشاد بھی صفائی باطن کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے جس سے قلب و نگاہ دونوں کو بیک وقت طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اس سے خلقِ خدا کی روحانی تشنگی سیراب ہوتی ہے لیکن نغمۂ عشق رسول کے جذب و کشش اور اس کی قوتِ تاثیر کا کیا پوچھنا کہ وجدانِ عش عش کر اُٹھتا ہے اور اس نوائے لاہوتی سے مردِ مومن کی روح جھوم جھوم اُٹھتی ہے۔

علامہ بندیالوی مرحوم

مولانا یار محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوانح نگار نے عاشقِ مصطفیٰ ﷺ اور ان کے دیارِ عشق و وفا کا ذکر کس والہانہ لگن سے بسا ہوا تھا اور عشق مدینہ کی جو مستی دل و دماغ پر چھائی ہوتی تھی اس کا وہی اثر تھا کہ آپ نے تحصیل علم کے دوران ایسے اساتذہ کو چنا جن کا جسم ہند میں تھا اور روح روضۂ انور کی جاروب کشی کرتی تھی آپ کو جہاں کہیں بھی کسی محبِ رسول عالم دین کی خبر پہنچتی آپ وہیں جا پہنچتے۔

مرکز درسِ عشق

بریلی شریف میں جو محبت رسول ﷺ کا گلستان کھلا ہوا تھا جہاں عشق نبی ﷺ کے گلاب مہکتے تھے، مدحت رسول ﷺ کے گلدستے سجائے جاتے تھے، فضاؤں میں منقبت نبی ﷺ کے نغمے گونجتے تھے۔ جب اس باغ کی خوشبوئیں آپ کے دماغ تک پہنچیں تو دل بیتاب ٹھہر نہ سکا، روح مضطرب ہوگئی آپ بے اختیار اس کوچے میں پہنچے جہاں رسول

اللہ ﷺ کے نام پر مر مٹنے کا درس دیا جاتا تھا، نگاہوں سے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی بجلیاں بھری جاتی تھیں، بریلی کے درو دیوار سے وارفتگی رسول اللہ ﷺ کی خوشبو آتی تھی۔

آپ وہاں بصد ادب و نیاز پہنچے اور اس کے در پر حاضر ہوئے جس کا سینہ سوز و گداز اُویس قرنی کا پَرتو تھا، آنکھوں میں جامی کی التجاؤں کا اندازہ تھا، دل میں صدیق کی تڑپ کی جھلک تھی، ماتھے کی وسعت پر رازی کا گمان ہوتا تھا، چہرہ کی سادگی سے رومی کا جاہ و جلال ٹپکتا تھا۔

غرض اعلیٰ حضرت کی شخصیت کیا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ گزرے ہوئے عشق کی پریشاں ادائیں ایک جگہ جمع ہوگئی ہیں۔ (حیات استاذ العلماء مطبوعہ سرگودھا صفحہ ۲۵)

فائدہ

سارے جہاں میں دھوم تھی کہ بریلی کی سرزمین عشق و عرفان کی راجدھانی ہے وہاں محبت کے چشمے ابلتے ہیں جس کے زلال سے روحِ ایمان سیراب اور گلشن دین تر و تازہ ہوا ٹھتا ہے اور جس کے شاداب گلوں کی خوشبو اوران کی رعنائی و برنائی سے ہندوستان کا ایک ایک خطہ رشک فردوس بن گیا ہے۔

علامہ دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شوال ۱۳۵۲ھ مطابق جنوری ۱۹۳۴ء میں علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند کے درمیان مسئلہ علم غیب کے سلسلے میں مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک مناظرہ ہونا طے پایا تھا جو فریق مخالف کی شاطرانہ چالوں کی نذر ہوگیا۔ اس کی رپورٹ کا ایک حصہ پروفیسر محمد علی ایم، اے، بی، ای، ایس ریٹائرڈ لاہور کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

اسی دوران حاجی شمس الدین مرحوم جو مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخلص عقیدت مندوں میں تھے ایک روز علامہ اقبال مرحوم کو لے کر صدر دفتر حزب الاحناف (لاہور) میں آئے۔ اُس وقت وہاں پر مولانا حامد رضا خان صاحب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (خلف اکبر فاضل بریلوی) اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ علامہ اقبال کے سامنے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ (خلیفۂ فاضل بریلوی) نے ان مسائل متنازعہ پر ایسی واضح تقریر فرمائی کہ تمام مجمع ششدرر ہ گیا اور علامہ اقبال بیتاب ہوکر رونے لگے اور اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو علامہ اقبال مرحوم نے نہایت عقیدت و ارادت اور پوری گرمجوشی کے ساتھ حضرت مولانا دیدار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی شانِ والا میں یہ نا قابلِ فراموش الفاظ بیان کئے کہ

''ایسا عاشق رسول مقبول ﷺ تو دیکھنے میں نہیں آیا'' (ماہنامہ رضوان ستمبر ۶۲ ۱۹ صفحہ ۱۴، لاہور)

عاشقِ رسول حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء و تلامذہ بھی ان کے مکتب شق سے نکلے تو اکنافِ ہند میں پھیل کر اس نرالی اور انوکھی تعلیم کا اس طرح چرچا کیا کہ دلوں کا عالم زیروز بر ہونے لگا، روح وجد کر اُٹھی، مسلم آبادیوں میں عشق مصطفیٰ کے پرچم لہرانے لگے اور تقدیس رسالت کی ایسی تحریک چلائی کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کی طرف مبغوض نگاہیں اُٹھانے والے خود اپنی ہی نظر میں ذلیل وخوار ہو گئے اور مسلم معاشرے میں انہیں نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ دیوانگانِ رسول سود وزیاں سے بے نیاز ہو کر پیغامِ عشق کو عام وتام کرتے رہے جس سے دیدہ و دل کے لئے فرشِ راہ ہو گئے اور ہر طرف سے ملی جلی آواز اُبھرنے لگی ایسا عاشقِ رسول مقبول تو دیکھنے میں نہیں آیا۔

تاثرات

اب کچھ بزرگ شخصیتوں کے تاثرات بھی ملاحظہ فرمائیں جو خود اسی کیفیت عشق میں سرشار اور مست مئے الست ہیں۔

(۱) شیخ طریقت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشق رسول پر ہے اور عشق رسول کی بنیاد ادب پر ہے۔ مولانا بریلوی کو ذاتِ رسول سے بے پناہ عشق تھا۔ (مرأۃ العاشقین صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

(۲) حضرت مولانا مفتی سید حامد جلالی دہلوی تحریر فرماتے ہیں وہ (فاضل بریلوی) فنا فی عشق رسول کریم ﷺ تھے اپنے محبوب کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی برداشت نہ کر سکتے تھے اگر ان کے عشق کے سمندر کا ایک قطرہ بھی ہمیں میسر ہوتا تو ہم اسے عین حقیقت والفت ومودت کہتے۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۱۷ مطبوعہ لاہور طبع چہارم)

(۳) ضیاء المشائخ حضرت محمد ابراہیم فاروقی مجددی شور بازار کابل افغانستان کا ایمان افروز تاثر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں قادری حضرت خاتم النبیین ﷺ کے عاشقِ صادق اور حضور ﷺ کی محبت میں سرشار تھے ان کا دل عشق محمدی ﷺ کے سوز سے لبریز تھا چنانچہ ان کے نعتیہ کلام اور نغمات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔ مولانا کے اس کلام نے مسلمان مردوں اور عورتوں کے دلوں کو عشق محمدی (ﷺ) کے مقدس نور سے روشن کر دیا ہے۔ (پیغاماتِ یومِ رضا طبع دوم لاہور صفحہ ۱۸)

(۴) حضرت صاحبزادہ ہارون الرشید دربارِ عالیہ موہڑہ شریف اس شمع عشاق کے بارے میں بیان فرماتے۔ اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر قول اور ہر فعل عشق رسول ﷺ سے اس طرح لبریز معلوم ہوتا ہے گویا خالقِ کُل نے آپ کو احمد مختار ﷺ کے عاشقوں کے لئے شمع ہدایت بنایا ہے تا کہ یہ مشعل اس جادہ پر چلنے والوں کو تکمیل ایمان کی منزل سے ہمکنار کر سکے۔ (پیغامات یومِ رضا صفحہ ۱۸)

(۵) حضرت صاحبزادہ محمد طیب دربارِ عالیہ قادریہ شتالو شریف سری کوٹ ضلع ہزارہ نے کس عمدگی کے ساتھ کیفیت دل کا اظہار فرمایا ہے لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام سننے سے ہر صاحب ایمان وجد میں آجاتا ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جس شخص کی زبان پر یہ کلام جاری ہوا اس ہستی کے سینے کی کیا کیفیت ہو گی۔ لاریب آپ کو فنا فی الرسول کا مقام حاصل تھا۔ (پیغاماتِ رضا صفحہ ۲۷)

ذکر وفکر محمدی میں شب وروز کے لمحات گزارنے والے اور پاکیزہ قلب ونگاہ رکھنے والے بھی بالاتفاق جسے عاشق رسول کے خطاب سے نوازیں اس کے عشق کی سرفرازی کا کیا کہنا

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

غیروں کی نظر میں

آخر میں کچھ اعلیٰ ذہن ودماغ کے لئے بے نیاز اور آزاد خیال بندگانِ خدا کی رائے پیش خدمت ہے کہ

ان کے عشق کا چرچا کہاں کہاں نہ ہوا

(۱) ابوالکلام آزاد صاحب نے بمبئی کی ایک مجلس میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ایک بار اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں۔ (صفحہ ۱۲۴، تحقیقات مطبوعہ الہ آباد)

بانی جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی کے نائب مولوی غلام علی صاحب حضرت فاضل بریلوی کی چند تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول ﷺ تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔ (ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۶۲ء)

(۴) مولانا کوثر نیازی کا بھی فیصلہ ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عشقِ رسول ان کی نعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ (تقریب اشاعت ارمغانِ نعت کراچی صفحہ ۲۹، ۱۹۷۵ء)

(۵) امیر جماعت اسلامی ہند محمد یوسف صاحب اصلاحی نے ایک انٹرویو میں یہ بیان دیا کہ میری بریلی میں پیدا ہوا میرے والد یہاں قیام پذیر تھے مولانا احمد رضا خاں کے مرید تو نہیں تھے لیکن رسول اللہ (ﷺ) سے ان کی محبت کے

دیوانے تھے۔ (ہفت روزہ عوام نئی دہلی)

(٦) مشہور ادیب و نقاد نیاز فتح پوری کا فنی تجزیہ ہے کہ میں نے مولانا بریلوی کا نعتیہ کلام بالاستیعاب پڑھا ہے ان کے کلام سے پہلا تاثر جو پڑھنے والوں پر قائم ہوتا ہے وہ مولانا کی بے پناہ وابستگی رسول عربی کا ہے۔ (ماہنامہ ترجمانِ اہل سنت صفحہ ۲۸، کراچی نومبر ۱۹۷۵ء)

(٧) شہرۂ آفاق محقق ڈاکٹر سید عبداللہ نے بھی بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ وہ بلاشبہ جید عالم، متبحر حکیم، عبقری فقیہ، صاحب نظر، مفسر قرآن، عظیم محدث اور سحربیاں خطیب تھے لیکن ان تمام درجاتِ رفیعہ سے بھی بلندتر ان کا ایک درجہ ہے اور وہ ہے عاشق رسول کا۔ (پیغاماتِ یوم رضا صفحہ ۳۵)

عاشق رسول ہونے کی عظیم سعادت اور رتبہ ایسا ہے جس کے لئے محض توفیق ایزدی درکار ہے اور فکر صحیح و ذوقِ سلیم رکھنے والا ہر صاحب فضل و کمال اس بات کا معترف ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا قلب یقیناً توفیق ایزدی اور انعامِ ربانی کا حامل تھا کیونکہ اس کے بغیر عشق کی اس ارجمندی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کتنی سچی اور حقیقت افروز بات کہی ہے کسی شاعر بلند نظر نے

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں　　یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

(ردبدعات ومنکرات صفحہ ۳۷۳، ۳۸۰)

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

شرح

روضۂ اقدس کا سجدہ یا طواف ایسا شخص کرے جسے ہوش ہی نہ ہو تو پھر وہ کیا کرے اور اس پر شرعی حکم کا نفاذ کیسا چونکہ احکام کا اجراء اہلِ عقل اور ہوش پر ہے اسی لئے اگر کوئی بندۂ خدا بیہوشی میں کوئی ایسا عمل کرے جو شرعاً روا نہیں تو اس پر سزا وغیرہ نہیں۔ اس ضابطہ شرعیہ پر اگر کوئی عاشقِ رسول (ﷺ) بیہوشی میں گنبدِ خضریٰ کی طرف سجدہ ریز ہے یا مزار پاک کے گرد طواف کرتا ہے تو وہ معذور ہے اسے کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے گی اور ایسی بیہوشی مصنوعی بھی نہ ہو حقیقی بیہوشی ہو تصنع تو ویسے خود بھی مذموم ہے اور ذاتِ رسول ﷺ سے وابستگی کی کیفیت میں اور زیادہ ناموزوں ہے۔

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں

کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

شرح

حضور اکرم ﷺ کی عادتِ کریمہ ہے کہ آپ غلط کاروں سے درگزر و عفو فرماتے ہیں ورنہ کون ایسا ہے جو مجرموں کو سزا نہ دے۔ اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے عفوو درگزر کے وسیع باب کو دریا درکوزہ فرمایا ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف جلد اول میں لکھتے ہیں کہ تحمل و عفو اور درگزر ایسے اوصاف ہیں کہ اللہ نے ان کے ساتھ اپنے نبی کریم ﷺ بطریق اتم و اکمل موصوف ہیں ان میں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

فتح مکہ کے دن حضور اکرم ﷺ کا پورا لشکر جب مکہ کے پاس پہنچا تو امن کی منادی ہوئی اور حرم کا گھر جو تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن تھا اس گندگی سے پاک ہوا اور ابراہیم کا گھر اب پھر خدا کا گھر بنا اور توحید کی اذان مسجد کے منارے سے بلند ہوئی۔ مکہ کے بڑے بڑے سردار جو حضور اکرم ﷺ کے دشمن، مسلمانوں کے قاتل، اور اسلام کی راہ کے پتھر تھے آج حرم کے صحن میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک نظر اُٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ اے مکہ کے سرداروں! آج میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا۔ سب نے کہا آپ جوانوں کے شریف بھائی اور بوڑھوں کے شریف بھتیجے ہیں۔ ارشاد ہوا جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں تم سب آزاد ہو۔ یہ آواز کیسی توقع کے خلاف تھی مگر یہ دل کی گہرائی سے اُٹھتی تھی اور دل کی گہرائیوں میں اتر گئی ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے جس نے احد کے میدان میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کے ٹکڑے کئے تھے نقاب اوڑھ کر سامنے آتی ہے اور حضور ﷺ کے عام معافی کے پیغام سے خوش ہو جاتی ہے اور چلا اُٹھتی ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آج سے پہلے مجھے آپ کے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے نفرت نہ تھی مگر آج سے آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی خیمہ مجھے پیارا نہیں معلوم ہوتا۔ آج کفر کی ساری قوتیں ٹوٹ گئیں دشمنوں کے سارے منصوبے ناکام ہو گئے اور اسلام کی فتح کا جھنڈا مکہ کی چار دیواریوں پر بلند ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع پر تاثیر میں ڈوبی ہوئی تقریر فرمائی جو کتب سیر میں مفصلاً مذکور ہے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے عفو و گزر کی یہ ایسی مثال ہے کہ اس کی کوئی اور دوسری مثال نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ . (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۹)

اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو۔

نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا عرض کیا میں اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر عرض کرونگا چنانچہ وہ گئے اور آئے پھر عرض کیا اے محمد ﷺ آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ اس سے ملیں جو آپ کو چھوڑتا ہے اور اس کو عطا فرمائیں جو آپ کو محروم رکھتا ہے اور اس کو معاف فرمادیں تو آپ پر ظلم کرتا ہے۔

فائدہ

اس میں خفا نہیں کہ آپ کا حلم وتحمل بکثرت منقول ہے ہر حلیم میں کوئی غلطی اور کوئی بے فائدہ بات معلوم ہو جاتی ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کا یہ حال ہے کہ کثرتِ ایذا کے باوجود آپ کا صبر ہی بڑھتا اور بیوقوفوں کی زیادتیوں پر آپ کا حلم ہی زیادہ ہوتا رہتا۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بالا سناد مروی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ جب کبھی حضور ﷺ کو دو باتوں میں کسی ایک بات پر اختیار پایا جاتا ان میں سے آسان کو پسند فرماتے جب تک گناہ نہ ہوا گر گناہ کی بات ہوتی تو اس سے لوگوں کی نسبت بہت دور رہتے آپ نے کبھی انتقال نہ لیا سوائے اس کے کہ وہ حدودِ الٰہی کی بے حرمتی کرے۔ آپ اللہ کے حدود کے لئے بدلہ لیتے۔

مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جب آپ کے سامنے کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور آپ کا چہرہ انور لہولہان ہو گیا یہ بات صحابہ کرام پر سخت گراں گزری سب نے عرض کیا کہ حضور ان پر بددعا فرمائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی لم ابعث لعانا ولکنی بعثت داعیا ورحمة اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا لیکن مجھ کو دعا مانگنے والا اور رحمت فرمانے والا بھیجا ہے اے خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے کلام میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے یوں دعا کی

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. (پارہ ۲۹، سورۂ نوح، آیت ۲۶)

اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اگر آپ بھی اسی طرح ہم پر دعا فرماتے تو ہم آخر تک ہلاک ہو جاتے کیونکہ کی کمر دوہری کی گئی اور آپ کا چہرۂ انور زخمی کیا گیا اور آپ کے اگلے چاروں دانت شہد کئے گئے باوجود اس کے آپ نے کلمۂ خیر کے سوا بددعا سے انکار ہی

فرمایا اور ارشاد فرمایا تو یہ کہ اے خدا میری قوم کو معاف فرما دے یہ نا سمجھ ہیں۔

فائدہ

قاضی ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو توفیق دے فرماتے ہیں کہ اس ارشاد پر غور کرو کہ اس میں کس قدر فضیلت، درجات، احسان، حسنِ خلق، کرم، نفس، غایت، صبر اور حلم جمع ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے صرف ان سے سکوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ معاف بھی فرما دیا پھر شفقت و محبت فرماتے ہوئے ان کے لئے دعا اور سفارش بھی فرمائی پس فرمایا اے خدا ان کو بخش دے یا فرمایا ان کو ہدایت دے پھر اس شفقت و رحمت کا سبب بھی بیان فرما دیا کہ ''یقومی'' کہ یہ میری قوم ہے پھر ان کی خیر خواہی کے طور پر ان کی جہالت کی وجہ میں فرمایا ''فانھم لا یعلمون'' یہ نا سمجھ ہیں نیز اس پر بھی غور کرو کہ جب ایک شخص کو حضور اکرم ﷺ نے اس کے سوا کچھ نہ فرمایا اور اس کو اس کی جہالت و نافہمی پر خبردار کیا اور اس کو نصیحت کی فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون کریگا اگر میں نے ہی انصاف نہ کیا تو میں ناکام و ناقص رہوں گا اور جو صحابی اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ نے ان کو منع فرمایا۔

جب غوث بن حارث نے حضور اکرم ﷺ کو بیخبری میں قتل کرنے کا قصد کیا درآنحالیکہ حضور اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے تنہا آرام فرما تھے۔ ناقلین واقعاتِ غزوات میں سے ایک شخص نقل کرتا ہے کہ آپ نے اس سے کچھ نہ کہا اور آپ اس وقت بیدار ہوئے جب وہ تلوار سونت کر آپ کے سر پر کھڑا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اب کون تم کو میری تلوار سے بچائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تب اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے تلوار پکڑ کر فرمایا بتا اب تجھ کو میرے وار سے کون روکے گا۔ اس نے کہا آپ اچھے پکڑنے والے بنیں پس آپ نے چھوڑ دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور کہا میں تمہارے پاس ایسے شخص سے مل کر آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

آپ کے عفو و درگزر کے واقعات میں سے اس یہودیہ کا قصہ ہے جس نے آپ کے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر دیا تھا۔ صحیح روایت میں ہے کہ اس نے اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔

آپ نے لبید بن اعصم پر جبکہ اس نے آپ پر جادو کیا تھا کوئی مواخذہ نہیں کیا حالانکہ آپ کو وحی کے ذریعہ تمام حالات کا علم ہو گیا تھا آپ نے اس پر عتاب تک نہ فرمایا چہ جائیکہ سزا دیتے۔

عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین پر باوجودیکہ ان کے قول و عمل سے بڑی زیادتیاں پہنچیں آپ نے مواخذہ نہیں فرمایا حتیٰ کہ بعض نے ان کے قتل کا بھی اشارہ کیا تھا ان کو بھی منع فرما دیا اور فرمایا ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد (ﷺ) تو اپنے

اصحاب ہی کو قتل کرنے لگے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ پر ایک گاڑھے کی چادر حاشیہ دار تھی۔ اس کو ایک اعرابی نے شدت وسختی سے کھینچا۔ یہاں تک کہ چادر کے حاشیہ کا اثر آپ کی گردن پر نمودار ہو گیا پھر اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے ان دونوں اونٹوں پر وہ مال جس کو خدا نے تمہیں دیا ہے لا دو کیونکہ تم مجھے نہ اپنے مال اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے دیتے ہو نبی کریم ﷺ خاموش رہے آپ نے صرف اتنا فرمایا کہ مال تو صرف اللہ ہی کا ہے میں تو اس کا بندہ ہوں پھر فرمایا اے اعرابی تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا جو تم نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کس سبب سے اعرابی نے کہا اس لئے کہ آپ کی یہ عادتِ کریمہ ہی نہیں کہ آپ برائی کا بُرائی سے لیں تب حضور اکرم ﷺ اس پر مسکرا دیئے پھر حکم دیا کہ اس کے ایک اونٹ کو جُو سے اور دوسرے اونٹ کو کھجور سے بھر دے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی ظلم کا بدلہ لیتے نہیں دیکھا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کی بے حرمتی نہ کرے اور کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا سوائے اس صورت کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ فرما رہے ہوں نہ کبھی آپ نے کسی خادم کو مارا اور نہ کسی بیوی کو۔

ایک شخص گھسیٹ کر آپ کی خدمت میں لایا گیا اور اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو مت ڈر، تو مت ڈر۔ اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو ہرگز اس پر قادر نہ ہو گا۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں زید بن سعنہ اسلام لانے سے قبل آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا اور آپ کے کپڑے کو آپ کو کندھوں سے کھینچ لیا اور کپڑے کو اکٹھا کر کے پکڑ لیا اور سختی کے ساتھ کلام کیا۔ پھر کہا کہ اے عبدالمطلب کے فرزند تم دیر کرنے والے خلافِ وعدہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جھڑکا اور سختی سے جواب دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر ہم اس سے سوا اور بات کے خواہش مند تھے یعنی کہ مجھ کو اچھی طرح ادا کرنے کو کہتے اور اس کو اچھے تقاضے کی نصیحت کرتے۔ پھر فرمایا اس کی مدت میں ابھی ایک تہائی وقت باقی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم دیا کہ اس کا مال ادا کر دو اور اس کو بیس صائع مزید دے دو کیونکہ تم نے اس کو خوفزدہ کیا ہے پس یہی سبب زید بن سعنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور سے تمام علاماتِ نبوت معلوم کر لی تھیں صرف دو باقی تھی کہ میں نے ان کا امتحان نہ کیا تھا وہ یہ کہ آپ کا حلم آپ کے (امی) پر بڑھ جائیگا اور آپ کی (ظاہری)

شدت لاعلمی آپ کے حکم ہی کو اور زیادہ کرے گی سو میں نے اس کو بھی آزمالیا اور ویسا ہی پایا جیسا (کتب سابقہ سماویہ) میں آپ کی تعریف لکھی تھی ۔احادیث میں حضور اکرم ﷺ کی باوجود قدرت طاقت آپ کے حلم وصبر اور عفو کے واقعات اس کثرت سے ہیں جو ہم بیان نہیں کرسکتے ہم نے تصنیفاتِ معتبرہ سے صحیح حالات کا ذکر کیا ہے جو تواتر اور یقین کی حد تک ہیں۔

آپ کا قریش کی ایذاؤں اور جاہلوں کی تکالیف اور مصیبتوں کا ہر وقت سامنا رہتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر مظفر و فتح یاب کیا اور انہیں حاکم کردیا حالانکہ وہ اپنی جماعت کے استیصال اور اپنے گروہ کی ہلاکت میں شق نہیں کرتے تھے لیکن آپ نے سوائے معافی و درگزر کے کچھ نہ کیا اور فرمایا تم کیا گمان کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مقامِ تنعیم میں صبح کی نماز کے اسی اترے تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کریں پس وہ سب کے سب گرفتار کرلئے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو آزاد کردیا اس پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

وَ هُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ . (پارہ ۲۶،سورۃ الفتح، آیت ۲۴)

اور وہی ہے جسنے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔

ابوسفیان جب گرفتار کرکے لائے گئے جنھوں نے مختلف قبیلوں کو اکٹھا کرکے آپ پر .... تھی اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے چچا اور صحابہ کرام کو شہید کرکے ان کا مثلہ کیا تھا آپ نے ان کو بھی معاف فرمادیا اور نرمی سے کلام کیا اور یہ فرمایا اے ابوسفیان افسوس کیا ابھی تم پر وہ وقت نہیں آیا کہ تم کہو ”لا الـــه الا الـلّٰـه“ انہوں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے حلیم ہیں اور کیسے ملانے والے ہیں اور کس قدر کریم ہیں۔ (شفاء شریف)

ہبار بن الاسود جو ایک طرح سے حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاتل تھا فتح مکہ کے موقع پر اس نے چاہا کہ ایران بھاگ جائے لیکن وہ سیدھا حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بھاگ کر ایران جانا چاہتا ہوں لیکن آپ کا رحم و کرم یاد آیا اب میں حاضر ہوں اور میرے جن جرموں کی خبر آپ کو ملی ہے وہ درست ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے اس کو معاف کردیا۔

مزید واقعات کے لئے کتب سیر کا مطالعہ کیجئے۔

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

شرح

تمام طبیبوں نے لا علاج قرار دے کر علاج کرنے سے جواب دے دیا ہے اب اگر عیسیٰ (محبوب کریم ﷺ) بھی دوا نہ کریں اور وہ بھی جواب دے دیں تو پھر افسوس ہے یعنی راندۂ درگاہ رسول اللہ ﷺ کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ اس شعر میں بتایا ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ دھتکار دیں اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں چنانچہ ایک کاتب وحی کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کاتب وحی تھا کچھ دن بعد وہ مرتد ہو کر عیسائیوں کے ساتھ مل کر کہنے لگا کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) کا مجھے علم ہے کہ وہ ایسے ایسے ہیں وحی کی کتابت کے وقت جو میں چاہتا لکھ دیتا۔

حضور اکرم ﷺ اس پر ناراض ہو گئے جب وہ مرا تو آپ نے فرمایا

ان الارض لا تقبلہ فدفن فلم تقبلہ الارض

بیشک (اب) اسے زمین قبول نہیں کرے گی چنانچہ زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

اس کے دوستوں نے جب اس کی لاش قبر کے باہر دیکھی تو انہوں نے خیال کیا کہ اصحاب رسول ﷺ کا کام ہوگا چنانچہ انہوں نے پھر دفن کیا پھر صبح کو دیکھا کہ لاش زمین سے باہر پڑی ہے تین بار گہرے گڑھے کھود کر اسے دفن کیا گیا مگر ہر مرتبہ لاش قبر سے باہر نکل آتی تھی جب انہیں یقین ہو گیا تو اس کی لاش اس طرح زمین پر پڑی چھوڑ دی۔ (خصائص کبریٰ و بخاری شریف)

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا بُرا خدا نہ کرے

شرح

اے دل حرم سے نکال کر مجھے کہاں سے چلا اے دل اللہ تعالیٰ تیرا بُرا نہ کرے تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

یہ عاشق کا ایک عاشقانہ انداز ہے کہ جدائی و فراق کے وقت اس قسم کی والہانہ باتیں کرتا ہے کبھی خود کو کوستا ہے کبھی دوستوں سے الجھتا ہے، کبھی تقدیر سے اظہارِ حسرت فرماتا ہے۔ یہ شعر بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس وقت

لکھ رہے ہیں جب مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد اپنے وطن پہنچے تو مدینہ پاک یاد آ گیا اس لہجہ سے جیسا کہ دوسرے مصرعہ کی طرز اور روش بتاتی ہے خدا تعالیٰ تیرا بُرا نہ کرے۔

عذر امید عفو اگر نہ سنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

شرح

معافی کی امید پر مجرم عذر کرے اگر آپ عذر نہ سنیں تو پھر روسیاہ گنہگار کیا بہانہ بنائے کہ جس سے اس کی نجات ہو سکے یعنی مجرم کا آپ کے سوا کوئی سہارا نہیں فلہٰذا اے کریم اپنے کرم کے صدقے مجرم کو مایوس نہ فرمائیے۔

حضرت ماعز صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

اس راز جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کسی کے کب نصیب انہیں یقین تھا کہ بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن جب تک یہاں سے اشارہ نہ ہوگا بخشش نصیب نہ ہوگی۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس عقیدہ کی ترجمانی کی یہ درجنوں واقعات میں سے اس موضوع کا واقعہ ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے۔

ایک مرتبہ جذباتِ نفس سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس وقت تو جذبات کے طوفان میں کچھ نہ سوجھا بعد میں جب ہوش آیا تو آنکھیں کھلیں اور شدت سے احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے۔ اسی بیتابی کے عالم میں دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پاک کیجئے آپ سمجھ گئے لیکن پردہٗ پوشی فرماتے ہوئے فرمایا جاؤ خدا سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔ یہ جواب سن کر واپس چلے گئے تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا پھر لوٹ آئے چوتھی مرتبہ آ کر پھر عرض کیا مجھے پاک کیجئے اب آپ نے صراحۃً پوچھا کس چیز سے پاک کروں؟ عرض کیا زنا کی گندگی سے۔ حضور اکرم ﷺ جرم کے ایسے صریح اعتراف سے بہت متعجب ہوئے کیونکہ اس کی سزا بھی بڑی دردناک تھی یعنی سنگساری۔ اس لئے آپ نے صحابہ سے فرمایا ان کو جنون تو نہیں عرض کیا گیا نہیں پھر فرمایا تو شراب نہیں پی ہے؟ ایک صاحب نے اُٹھ کر منہ سونگھا تو شراب کا بھی کوئی اثر نہ تھا آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا تم نے واقعی زنا کیا ہے؟ حضرت ماعز نے عرض کیا ہاں اس اقرار کے بعد آپ نے ان کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ حکم صادر ہوتے ہی ان کو لے جا کر سنگسار کر دیا گیا اس کے بعد ان کے متعلق صحابہ کی رائیں مختلف تھیں۔ بعض کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ

ان کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں۔ دو تین دن تک اسی قسم کی رائے زنی ہوتی رہی۔ پھر حضور ﷺ صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک کے لئے سب مغفرت کی دعا کرو سب نے مل کر مغفرت کی دعا کی۔ دعا کے بعد

فقال رسول اللہ ﷺ لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لو سعتهم. (مسلم شریف صفحہ ٦٧)

آپ ﷺ نے فرمایا بیشک ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کردیا جائے تو تمام امت کے لئے یہی ایک توبہ کافی ہے۔

فائدہ

حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے کئی بار مہلت دی کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے مانگو سیدنا حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر بار یہی عرض کیا مجھے آپ پاک کریں حالانکہ وہ سب کی حقیقت خوب جانتے تھے لیکن اس کا عقیدہ یہی تھا کہ جب تک حضور اکرم ﷺ پاک نہ فرمایئے میری استغفار کام نہ آئیگی۔

انتباہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایسے واقعات امت کی رہبری اور فلاح و بہبود کے لئے ہوتے اسی لئے ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان کے بارے میں طعن و تشنیع کریں۔ غور فرمایئے کہ جب صحابہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تو خود حضور اکرم ﷺ نے انہیں کیسے سختی سے روکا اور حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جرم کے باوجود ان کی اعلیٰ رفعت و منزلت کا اظہار فرمایا آج ایک امتی کسی بلند قدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے تو وہ اپنی عاقبت برباد کرتا ہے۔

حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ

غلطی ہوگئی سو ہوگئی۔ انسان خطاء و نسیان کا پتلا ہے لیکن حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارتکاب غلطی کے بعد غور فرمایئے یہ گناہ انہوں نے اعلانیہ نہیں بلکہ چھپ کر کیا تھا اور کسی کو علم ہونے بھی نہ دیتے مگر ان کی روح کی پاکیزگی اور قلب کی صفائی کا عالم دیکھئے کہ وہ اپنے کردار کی سفید چادر پر معصیت کے اس دھبے کو برداشت نہیں کرتے اور بار بار آکر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ اس دھبے کو دور کردیجئے اور پھر حضور اکرم ﷺ بھی اس خیال سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہے تو اس کو دنیا میں کیوں رسوا کیا جائے پردہ پوشی فرماتے ہوئے بار بار فرماتے ہیں جاؤ توبہ کرو اور اللہ

تعالیٰ سے مغفرت چاہو لیکن ان کے دل کو تسکین نہیں ہوتی حالانکہ ان کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ اس گناہ کی سزا بڑی سخت ہے اگر اعتراف کیا تو رسوائی بھی ہوگی اور پتھر مار مار کر ہلاک بھی کر دیا جاؤنگا مگر وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور دنیا سے پاک وصاف اُٹھنے کا تہیہ کرتے ہیں تاکہ آخرت کا کوئی مواخذہ باقی نہ رہے۔حضور اکرم ﷺ کی صحبت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کیسے کیسے جوہر پیدا کر دیئے تھے حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام اخلاقِ حسنہ اور کردارِ فاضلہ کے نمونے تھے لہٰذا مجرموں، خطاکاروں کے لئے ایک ایسی مثال کی بھی ضرورت تھی جس میں ان کے لئے یہ سبق ہوتا کہ دنیا میں گناہوں کا کفارہ اس طرح ادا کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابوالبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے یہود بنی قریضہ کا دو ہفتے سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ فرمایا۔وہ اس محاصرہ سے تنگ آ گئے اور ان کے دل خائف ہو گئے تو ان کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب یہ تین شکلیں ہیں یا تو اس شخص یعنی سید عالم ﷺ کی تصدیق کرو اور ان کی بیعت کرلو کیونکہ قسم بخدا وہ نبی مرسل ہیں یہ ظاہر ہو چکا اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے ان پر ایمان لے آئے تو جان مال، اہل وعیال سب محفوظ رہیں گے مگر اس بات کو قوم نے نہ مانا تو کعب نے دوسری شکل پیش کی اور کہا کہ تم اگر اسے نہیں مانتے تو آؤ پہلے ہم اپنے بی بی بچوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں کھینچ کر حضور ﷺ اور ان کے اصحاب کے مقابل آئیں کہ اگر ہم اس مقابلہ میں ہلاک بھی ہو جائیں تو ہمارے ساتھ اپنے اہل واولاد کا غم تو نہ رہے۔اس پر قوم نے کہا اہل واولاد کے بعد جینا ہی کس کام کا ہے تو کعب نے کہا یہ بھی منظور نہیں تو سید عالم ﷺ سے صلح کی درخواست کرو شاید اس میں کوئی بہتری کی صورت نکلے تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کی درخواست کی لیکن حضور اکرم ﷺ نے منظور نہ فرمایا سوائے اس کے کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کے فیصلہ کو منظور کریں۔اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیجئے کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات تھے اور ابولبابہ کا مال اور ان کی اولاد اور ان کے عیال سب بنو قریظہ کے پاس تھے۔حضور اکرم ﷺ نے ابولبابہ کو بھی بھیج دیا۔

بنی قریضہ نے ان سے رائے دریافت کی کہ کیا ہم سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کرلیں کہ جو کچھ وہ ہمارے حق میں فیصلہ دیں وہ ہمیں قبول ہو۔ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ یہ تو گلے کٹوانے کی بات ہے۔ابولبابہ کہتے ہیں کہ میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت واقع ہوئی یہ سوچ کر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آنے کے بجائے سیدھے مسجد شریف جا پہنچے اور مسجد

شریف کے ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوالیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ نہ کچھ کھائیں گے نہ پئیں گے یہاں تک مر جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے۔ وقتاً فو قتاً ان کی بی بی آکر انہیں نمازوں کے لئے اور انسانی حاجتوں کے لئے انہیں کھول دیا کرتی تھیں اور پھر باندھ دیئے جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے یہ کیا تو انہیں نہیں کھولونگا جب تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے وہ سات روز بندھے رہے نہ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں توبہ قبول ہونے کی بشارت دی تو انہوں نے کہا میں خدا کی قسم نہ کھولونگا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ مجھے خود آکر نہ کھولیں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنے دست مبارک سے کھول دیا ابولبابہ نے کہا کہ میری توبہ اس وقت پوری ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں جس میں مجھ سے یہ خطاء سرزد ہوئی اور میں اپنے کُل مال کو اپنے ملک سے نکال دوں۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا مال کا صدقہ کرنا کافی ہے۔ (روح البیان پارہ ۹)

دل میں روشن ہے شمع عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

شرح

الحمدللہ ہمارے دل میں عشق حبیب خدا ﷺ کی شمع روشن ہے خدا کرے ہوا وہوس کا جوش اسے بجھا نہ دے۔

عشق رسول ﷺ کی قدرو قیمت

اس شعر میں دوسرے اشعار کی طرح عشق سلامت کی دعا مانگی ہے اور اس کے زوال کا سبب بھی بتایا ہے وہ ہے اتباع ہوائے نفس گویا اس شعر میں دو مضمون ہیں۔

عشق رہے سلامت وہ قیمتی جو با معنی ہے کہ جس عاشق زار کو یہ دولت نصیب ہوئی تو پھر اس کے سامنے کونین کی نعمتیں ہیچ محسوس ہوتی ہیں جان کا نذرانہ پیش کرنا تو اس کے لئے تو ایک ادنیٰ کام ہے۔ ہزاروں واقعات میں سے ایک ملاحظہ ہو۔

سیدنا امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ تین بھائی مجاہد راہ خدا میں جہاد کرتے تھے

فاسرهم الروم مرة فقال لهم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوجکم بناتی وتد
النصرانية فابوا وقالوا يا محمداه فامر الملک بثلاثة قدور فصب فيها الزيت ثم اوقد تحتها ثلاثة

أيام يعرضون في كل يوم على تلك القدور ويدعون الى دين النصرانية فيابون فألقى الأكبر في
القدر ثم الثاني ثم ادنى الاصغر فجعل يفتنه عن دينه بكل أمر فقام إليه علج فقال ايها الملك انا
افتنه عن دينه قال بماذا قال قد علمت ان العرب اسرع شيء الى النساء وليس في الروم اجمل من
ابنتي فادفعه الى حتى اخليه معها فانها ستفتنه فضرب له اجلا اربعين يوما ودفعه اليه فجاء
فادخله مع ابنته واخبرها بالامر فقالت له دعه فقد كفيتك امره فاقام معها نهاره صائم وليله قائم
حتى مر اكثر الاجل فقال العلج لابنته ما صنعت قالت ما صنعت شيئا هذا رجل فقد اخويه في هذه
البلدة فاخاف أن يكون امتناعه من اجلهما كلما راى آثارهما ولكن استزد الملك في ال
وانقلني واياه الى بلد غير هذا فزاده اياما فاخرجهما الى قرية اخرى فمكث على ذلك اياما صائم
النهار قائم الليل حتى اذا بقي من الاجل ايام قالت له الجارية ليلة يا هذا انى اراك تقدس ربا عظيما
واني قد دخلت معك في دينك وتركت دين آبائي قال لها فكيف الحيلة في الهرب قالت انا احتال
لك وجاءته بدابة فركباها فكانا يسيران بالليل ويكمنان بالنهار فبينما هما يسيران ليلة اذ سمعا
وقع خيل فاذا هو باخويه ومعهما ملائكة رسل اليه فسلم عليهما وسالهما عن حالهما فقالا
كانت الا الغطسة التي رايت حتى خرجنا في الفردوس وان الله ارسلنا اليك لنشهد تزويجك
بهذه الفتاة فزوجوه اياها ورجعوا. (شرح الصدور صفحہ ۷۹)

رومیوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں بادشاہی دونگا اور اپنی لڑکیوں سے تمہارا نکاح کرونگا صرف اس شرط پر کہ تم نصرانی ہوجاؤ انہوں نے انکار کیا اور پکارا ''یا محمداہ'' بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر چڑھائی گئیں اور ان میں روغن زیتون ڈالا گیا جو تین دن تک کھولتا رہا اور انہیں روزانہ وہ دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا پھر دوسرا بھی ڈال دیا گیا۔ تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اس کے بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کی اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کرلوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کردیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑدوں وہ اس کے بہکا لے گی چالیس دنوں کی میعاد مقرر ہوئی۔ یہ میرا

کام ہے۔اب وہ مجاہد شامی دن بھر روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت کرتے (اوراس کی طرف)نظر نہ کرتے یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی اب اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تو نے کیا کیا؟اس نے کہا کچھ نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ ان کے صدقے کی وجہ سے باز رہا اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے اس میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اوراس کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی وہی رہی۔دن بھر کا روزہ اور ساری شب کی عبادت یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب پہنچی تو ایک شب اس لڑکی نے کہا اے شخص میں تجھے ربِ عظیم تقدیس واطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے میں نے اپنا آبائی دین ترک کرکے تیرا دین اختیار کرلیا ہے اس کے بعد اب دونوں مشورہ کرکے وہاں سے ایک سواری پر بھاگ نکلے۔دن کو چھپے رہتے رات کو سفر کرتے ایک شب یہ جارہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ سوار شامی کے وہی دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اوران کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔شامی نے ان دونوں کو سلام کیا۔بھائیوں نے کہا کہ ہمیں جنت سے بھیجا ہے کہ اس صالحہ لڑکی سے تمہاری شادی کردیں چنانچہ دونوں کی شادی کرکے واپس چلے گئے۔

فائدہ

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

کانوا مشهورين بذالك معروفين بالشام في الزمن الاول

یہ حضرات زمانۂ سلف میں شام میں رہتے تھے اوران کا یہ واقعہ مشہور ومعروف ہے۔

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس دارالسلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ہارون الرشید کا زمانہ تابعین تبع تابعین کا زمانہ تھا یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے تو تبع تابعین ضرور تھے۔(کذا قال امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

حل لغات

سیر دیکھنا، تماشہ دیکھنا، کیفیت حاصل کرنا۔

شرح

آج قیامت میں ہم خوب تماشہ دیکھیں گے دنیا میں وہ منکر جو کہتا تھا کہ نبی علیہ السلام کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی کو نفع ونقصان دے سکتے ہیں آج اس منکر کو دیکھیں گے کہ حضور اکرم ﷺ سے نجات کی التجا نہ کرے بلکہ رو رو کر کہے گا ''یارسول اللہ مدد'' لیکن اس وقت حضور اکرم ﷺ دھتکار دیں گے پھر سوائے جہنم میں داخلہ کے انہیں کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

منکرین شفاعت

منکرین شفاعت کے گروہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں شفاعت کے منکرین کا ذکر قرآن مجید میں صاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُ وْسَھُمْ وَ رَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَ ھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ٥ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔

فائدہ

دوسروں کے لئے طلب مغفرت ہی تو شفاعت ہے جیسا کہ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۹)

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

فائدہ

اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع مقبول الشفاعۃ ہیں۔ (خزائن)

منافقین کا انکار

طلب مغفرت ہی شفاعت ہے اس کا سب سے پہلے انکار منافقین نے کیا جیسا کہ آیت مذکورہ کا شانِ نزول

بتاتا ہے غزوۂ مریسیع سے فارغ ہوکر جب نبی کریم ﷺ نے سرچاہ نزول فرمایا تو وہاں یہ واقع پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجیر جہجاہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف سنان بن وبر جہنی کے درمیان جنگ ہوگئی۔ جہجاہ نے مہاجرین کو اور سنان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور سید عالم ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور یہ کہا کہ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اگر تم ان کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں اس کی یہ ناشائستہ گفتگو سن کر زید بن ارقم کو تاب نہ رہی انہوں نے اس سے فرمایا کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا اور سید عالم ﷺ کے سر مبارک پر معراج کا تاج ہے حضرت رحمٰن نے انہیں عزت وقوت دی ہے ابن ابی کہنے لگا چپ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا۔ زید بن ارقم نے یہ خبر حضور تک پہنچائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ابی کے قتل کی اجازت چاہی سید عالم ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ابن ابی سے دریافت کیا کہ تو نے یہ باتیں کہی تھیں وہ مکر گیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں نے کچھ بھی کہا اس کے ساتھی جو مجلس میں حاضر تھے وہ عرض کرنے لگے کہ ابن ابی بوڑھا شخص ہے یہ جو کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے زید بن ارقم کو شاید دھوکا ہوا اور بات یاد نہ رہی ہو پھر جب اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں اور ابن ابی کا جھوٹ ظاہر ہوگیا تو اس سے کہا گیا کہ جا سید عالم ﷺ سے درخواست کر حضور تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں تو گردن پھیری اور کہنے لگا کہ تم نے کہا ایمان لا میں ایمان لے آیا تم نے کہا زکوٰۃ دے تو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو سجدہ کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن)

فائدہ

اس سے واضح ہوا کہ منافق کو نماز، روزہ، زکوٰۃ کی ادائیگی آسان ہے لیکن اس کے لئے اگر کوہ گراں ہے تو غلامی مصطفیٰ ﷺ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسے تعظیم مصطفیٰ ﷺ سجدہ یعنی عبادت محسوس ہوتی ہے جسے وہ شرک سمجھ کر بجالانے سے انکاری ہے۔

خوارج ومعتزلہ وھابی عربی وھندی

ان تمام فرقوں کو شفاعت کا انکار ہے اگر موخر الذکر فرقہ لفظاً اقراری تو ہے لیکن جس طرح وہ شفاعت کا مفہوم بیان کرتا ہے اس سے اس کے اقرار سے انکار جھلکتا ہے۔

دیوبندی فرقہ

اس فرقہ کو بھی غور سے دیکھا جائے تو ''نہ اقرار میکنم نہ انکار میکنم'' والا معاملہ سامنے آئے گا۔

تماشہ بینی

میدانِ حشر میں شفاعت ہی سے نجات وابستہ ہے اس وقت ہم اہل سنت مذکورہ تمام فرقوں کا تماشہ دیکھیں گے کہ شفاعت کبریٰ کے وقت بھی مجموعی طور پر طالبان شفاعت کے ساتھ دوڑتے نظر آئیں گے پھر جب ایمان والوں کے حضورﷺ کمر بستہ ہونگے تو یہ فرقے بارگاہ رسول (ﷺ) میں بھکاریوں کی طرح نہایت لجاجت و عاجزی سے عرض کریں گے

نحن امتک یارسول اللہ(ﷺ) ہم بھی آپ کے امتی ہیں

اگر چہ حضور اکرمﷺ ازراہ رحمت گلے لگانے کو تیار ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان بے ایمانوں کی شفاعت سے منع فرمائیگا اس کے ''سحقا سحقا'' جاؤ، ہٹ جاؤ کی آواز پڑے گی جب ان منکرین شفاعت کو جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا وہ وقت تماشہ بینی کا عجیب منظر ہوگا کہ شفاعت کے اقراری انکاریوں کو یاد دلائیں گے کہ اے منکرو کیا ہم نے تمہیں نہیں کیا تھا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

شرح

اے دل مانا کہ تو ضعیف و ناتواں ہے لیکن اے ظالم حبیب خداﷺ کی طرف راستہ طے کرتے وقت تھکان کا اظہار نہ کرنا بلکہ تھکنے کا تصور تک نہ لانا اس لئے کہ یہ عشق و محبت کے خلاف ہے بلکہ اس تھکان کو راحت و فرحت سمجھنا تاکہ عشق و محبت والے تجھے ناکارہ ونکما نہ کہہ دیں۔

اس شعر میں امام العشاق شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عاشقانِ مصطفیٰﷺ کے مراحل طے کرنے کی ہمت بندھوائی ہے اور یہی اساتذہ وعشق کا طریقہ ہے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ہیں راہ ڈوں آویں نہ ہا جے ائیں تاں قدم ودھا

پچھوں نے نہ ڈیکھیں کنڈوالا　　　حیلہ کریں سرتیں تڑیں

اس راہ (عشق) میں تجھے نہ آنا تھا تو اور بات تھی آ گئے ہو تو اب آگے قدم بڑھاؤ پیچھے مڑ کر نہ دیکھو ہر لمحہ آگے بڑھو جہاں تک ممکن ہو یہاں تک کہ سر کی بازی لگائے تو بھی کر دکھلاؤ۔

عشاق کے عشق میں حیلے

ایک بڑھیا غارِ ثور کی زیارت کے لئے اوپر کی چڑھائی کے انتظار میں کھڑی تھی بڑھاپے کے علاوہ اسے بخار کی شدت نے بھی گھیر رکھا تھا لیکن عزم کی پکی تھی بسم اللہ کر کے اوپر چڑھنے کے لئے کمر بستہ ہوئی لوگوں نے روکا فرمایا اگر اسی راہ پر موت آ گئی تو میرے لئے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی۔ دیکھنے والی آنکھوں نے گواہی دی کہ بڑھیا چھلانگیں لگاتی ہوئی غار مبارک پر پہنچی تھی اور بخیر و سلامت واپس بھی آ گئی۔

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل بُرا نہ کرے

حل لغات

خو، عادت، خصلت۔ جی رکھنا، کسی کی خوشی کرنا۔

شرح

جب آپ کی عادتِ کریمہ ہے کہ تمام امتی خوش رہیں وہی بہتر ہے جو دل بُرا نہ منائے۔ اس میں حضور ﷺ سے نیازمندانہ طریقہ سے اپنی آرزو کا اظہار فرمایا ہے کہ آپ تو کسی کا دل نہیں توڑتے بلکہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتے ہیں اور آپ کا یہ غلام بھی ایک ادنیٰ امتی ہے تو اس کا دل بھی نہ توڑیئے اپنے دیدار پُرانوار سے سرشار فرمایئے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اس غلام کی اس کے سوا اور کوئی آرزو نہیں۔

دل سے اک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

شرح

میں بدل و جان آپ کے ذوقِ مے کا طالب ہوں کسی کا خیال ہے کہ شراب سے بچنا ضروری ہے اور میں بھی اس سے بچنے والوں میں ہوں لیکن یہ مے جس کا میں طالب ہوں یہ وہ مے (شراب) نہیں جو شرعاً حرام ہے بلکہ یہ شراب عشق تو شرع کی عین مراد ہے اور وہ شراب جو شرعاً حرام ہے میری مراد نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا قائل ہے کہ اس سے نہیں بچنا چاہیے کیونکہ شراب نہ صرف حرام بلکہ صحت کے لئے سخت مضر ہے۔

مذمت شراب

حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ شراب کے بیشمار نقصانات ہیں ان میں چند یہ ہیں۔

(۱) آپ میں بغض و عداوت بڑھتی ہے۔

(۲) اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔

(۳) آدمی کو بے حوصلہ اور اتنی بیوقوف احمق بنا دیتی ہے کہ بسا اوقات شرابی پیشاب سے کھیلنے لگ جاتا ہے اسی طرح ٹٹی اور قے سے لہولہب اس کا مشغلہ بن جاتا ہے۔ (اذکرہ ابن ابی الدنیا)

فائدہ

حضرت عمر بن ادہم جو بنی تمیم کے سادات سے ہیں شراب کی مذمت کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ عقل اگر خرید و فروخت کی شے ہوتی تو دنیا میں کوئی شے نہ ملتی جو اس کے بدلہ میں دی جاتی لیکن تعجب ہے اس بیوقوف پر جو پیسے دے کر حماقت خریدتا اور اسے اپنے سر کے اندر ڈالتا ہے (یعنی شراب پی کر مال ضائع کرکے عقل کھو دیتا ہے) پھر اسے قے کرتا ہے اور اپنے دامن پر بیٹ کر دیتا ہے۔

انتباہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کنویں میں شراب کا ایک قطرہ ڈال دیا جائے پھر کنویں پر مکان تیار ہو اور اس پر اذان کا منارہ بنایا جائے اور مجھے اذان کا کہا جائے تو میں اس منارہ پر ہرگز اذان نہیں دوں گا اسی طرح کسی دریا میں شراب کا ایک قطرہ ڈالا جائے پھر وہ دریا خشک ہو جائے اور اس میں گھاس اُگ جائے تو میں اس گھاس میں اپنے جانور ہرگز نہ چراؤں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میری انگلی شراب میں پڑ جائے تو وہ میرے ہاں واپس نہیں آئے گی یعنی میں اسے کاٹ ڈالوں گا یہی حقیقی ایمان اور تقویٰ ہے۔ اسی شراب

کے بارے میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں

کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

ذوق مے

اور جس مے (شراب) کی آرزو فرمائی ہے وہ عشق رسول ﷺ کہ جسے اس میکدہ سے قطرہ نصیب ہوا وہ دارین کا شہنشاہ بن گیا۔ حضرت عارف جامی قدس سرہ فرماتے ہیں

قطرۂ دردِدل گر بدریا افگیم

دردِ دل کا ایک قطرہ اگر دریا میں ڈال دوں تو "ماہی تپان زدر یا آید بروں"

حکایت سعدی

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے میخانے سے سینکڑوں غوث قطب بن کر نکلے۔ شیخ سعدی قدس سرہ کو بعد تکمیل شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ہے کیا چاہیے جواباً عرض کی

من نمی خواہم جاہ ومال و طمطراق   درد خواہم سوز خواہم اشتیاق

میں جاہ و مال اور دبدبہ نہیں چاہتا مجھے درد اور سوز و اشتیاق چاہیے۔

لے رضؔا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

حل لغات

لے، حروفِ تنبیہ، خطاب معلوم کر، مثلاً لے وہ خفا ہوگیا یہاں یہی مراد ہے۔ ارے، یہ ہے تو حرفِ ندا لیکن کبھی تعجب ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

جان لواے رضؔا (امام احمد رضا علیہ الرحمۃ) سب تو مدینے پاک چلے روانہ ہوگئے اور میں نہ جاؤں ارے خدا کرے ایسا نہ ہو۔

مدینہ پاک کی غیر حاضری

اس شعر میں مدینہ پاک کی یاد تازہ فرمائی جیسا کہ عشاق کا کام ہے اور ہے بھی حق اور زیارت کا اشتیاق۔ اس

بارے میں فقیر اس شرح میں بہت کچھ لکھ چکا ہے اور مستقل تصنیف ''محبوب مدینہ'' میں بھی لکھی لیکن سیری نہیں ہوئی جی چاہتا ہے یہاں بھی کچھ عشق رضا بریلوی قدس سرہ کے رنگ میں کچھ عرض کر دوں۔

احادیث نبویہ

بارگاہ نبوی میں حاضر نہ ہونے والے سے متعلق احادیث کی روشنی میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا رقم طراز ہیں

ابن عدی وغیرہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

من حج ولم یزرنی فقد جفانی

جو حج کرے اور میری زیارت کو حاضر نہ ہو بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔

فائدہ

علامہ علی قاری شرح لباب میں اس کی سند کو حسن اور وہی شرح شفا و درہ مضیہ اور امام ابن حجر جوہری منظم میں محتج بہ فرماتے ہیں۔ انہی دونوں کتابوں میں فرمایا نبی کریم ﷺ کی جفاء حرام ہے تو زیارت نہ کرنا متضمن جفا ہے حرام ہوا۔

فائدہ حدیث

اس طرح ترک زیارت کے موجب جفا ہونے میں متعدد حدیثیں آئیں حضرت والا علامہ قدس سرہ نے جواہر البیان شریف میں ذکر فرمائیں اور شک نہیں کہ افراد میں اگر چہ کلام ہو مجموعہ حسن تک مترقی اور حسن اگر چہ لغیرہ ہو محل احتجاج میں کافی۔

وہ حدیث بھی مؤید وجوب ہوسکتی ہے جسے امام ابن عساکر اور امام ابن نجار نے کتاب ''الدرۃ الثمنیہ'' میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

مامن احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر

میرا جو امتی باوصف مقدرت میرے زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہیں۔

عشق بلالی سے استدلال

امام احمد رضا عاشق رسول بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ نبوی میں حاضری کے واقعہ سے استدلال فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں

اسی کے مناسب قصہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ امام ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام سبکی نے شفاء اور علامہ سمہودی نے وفا اور امام ابن حجر نے جوہر میں اس کی سند کو جید کہا۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں سکونت اختیار فرمائی خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ

ما هذه الجفوة يا بلال اما ان لک ان نرور نی يا بلال

اے بلال یہ کیا جفا ہے اے بلال کی ابھی تجھے وہ وقت نہ آیا کہ میری زیارت کو حاضر ہو۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین وترساں و ہراساں بیدار ہوئے اور فوراً بہ قصد مزار پر انوار جانب مدینہ سدالرحال فرمایا جب شرفِ حضور اکرم ﷺ پایا قبر انور کے حضور رونا اور منہ اس خاکِ پاک پر ملنا شروع کیا۔ دونوں صاحبزادے حضرت حسن اور حسین تشریف لائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گلے لگا کر پیار کرنے لگے شہزادوں نے فرمایا ہم تمہاری اذان کے مشتاق ہیں یہ شقف مسجد انور پر جہاں زمانہ اقدس میں اذان دیتے تھے گئے جس وقت "اللّٰہ اکبر اللہ اکبر" کہا تمام مدینہ میں لرزہ پڑ گیا۔

جب "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ" کہا لرزہ دو بالا ہوا۔ جب اس لفظ پر پہنچے کہ "اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ" کنواری نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل آئیں اور لوگوں میں غل پڑ گیا کہ حضور اکرم ﷺ مزار پر انوار سے باہر تشریف لے آئے۔ انتقالِ حضور محبوبِ خدا ﷺ کے بعد کسی دن مدینہ منورہ کے مرد وزن میں وہ رونا پڑا تھا جو اس دن ہوا۔

درنماز م خم ابروئے تو بریاد آمد　　　حالتے رفت کہ محراب بفر یاد آمد

علمائے سلف اور مذہب عشق

امام احمد رضا قدس سرہ علمائے سلف اور آئمہ فقہ کی کتب کے حوالے سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

علامہ سمہودی شافعی وفاء الوفاء میں فرماتے ہیں خفیہ زیارت شریف کو قریب بہ واجب کہتے ہیں اور اسی طرح مالکیہ وحنبلیہ نے تصریح کی۔ ہماری کتب مذہب میں مناسک، فارسی وطرابلسی وکرمانی واختیار، شرح مختار وفتاویٰ ظہیر یہ وفتح القدیر وخزانۃ المفتین ومنسک متوسط ومسلک متقسط ومنح الغفار ومراقی الفلاح وحاشیہ طحطاویہ علی المراقی ومجمع الانہر وسن الہدیٰ وعالمگیری وغیرہا میں اس کے قریب واجب ہونے کی تصریح وتقریر بلکہ خود صاحب مذہب سیدنا امام اعظم سے اس

پرنص منقول جذب القلوب میں ہے

زیارتِ حضور اکرم ﷺ نزد ابی حنیفة از افضل مندوبات واوکد مستحبات است قریب به درجه واجبات

تارکین زیارت کا درد ناک انجام

اعلیٰ حضرت تارکین زیارت سے متعلق شریعت کی وعیدیں اور علمائے امت کے بے شمار اقوال وآراء کا ماحصل سپردِ قلم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں بہرحال جزم کیا جاتا ہے کہ باوجود قدرت تارک زیارت قطعاً محروم وملوم وبدبخت ومشوم وآثم وگنہگار وظالم وجفا کار ہے **والعیاذ باللّٰہ عمالا یرضاہ** لاجرم علمائے دین وائمہ معتمدین تارک زیارت پر طعن شدید وتشنیع مدید کرتے آئے کہ ترک مستحب پر ہرگز نہیں ہوسکتی۔

علامہ صاحب تلمیذ امام ابن ہمام نے لباب میں فرمایا ترک زیارت بڑی غفلت اور سخت بے ادبی ہے اور امام ابن حجر مکی قدس سرہ المکی نے جوہر منظم میں تارکِ زیارت پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی فرماتے ہیں خبردار ہو حضور اکرم ﷺ نے تجھے حد درجہ ڈرایا اور اس کی آفتوں سے وہ کچھ بیان فرمایا کہ اگر تو اسے غور سے سمجھے تو اپنے اوپر ہلاکت وبدانجامی کا خوف کرلے حضور اکرم ﷺ نے صاف فرمادیا ترک زیارت جفا ہے۔

اعلیٰ حضرت اقوال واحادیث کی روشنی میں تارکِ زیارت کا حکم صادر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۱) وہ عسقی نامراد (۲) ذلیل وخوار (۳) مستحق نار (۴) خدا ورسول ﷺ سے دور ہے (۵) اس پر ان سب عذابوں (۶) مردود بارگاہ ہونے کی دعا حضرت جبرئیل امین اور حضور اکرم ﷺ نے فرمائی (۷) وہ راہِ جنت بھول گیا (۸) حد بھر کا بخیل (۹) ملعون (۱۰) بے دین ہے (۱۱) اپنے نبی کریم ﷺ کے دیدار جمال جہاں آراء سے محروم رہے گا۔ والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔ (الوضیہ صفحہ ۵۰،۵۴)

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس مدلل بیان کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح ذہنوں میں اتر چکی ہوگی کہ قافلۂ حجاج پر بارگاہ نبوی کی حاضری قریب واجب جب اور سرفرازیٔ کونین کی ضامن ہے اور ترکِ زیارت اپنے محسن نبی پر جفا، جرم عظیم اور دارین کی شقاوتوں کا باعث ہے اور یہ سارے احکامات ایک عاشق کی ذہنی اپج اور فکری پیداوار نہیں بلکہ ہر مدعا کے ساتھ قطار در قطار قرآن وسنت کے ارشادات اور آئمہ اور علمائے سلف سے اقوال موجود ہیں اگر تعصب کی زنگ سے قبولِ حق اور انصاف پسندی کی حرارت نقطۂ انجماد تک نہیں پہنچی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس فتویٰ کی روشنی اور

رہبری میں آوارہ فکریں منزل نہ پائیں اور دل و دماغ کے خشک سوطے عشق نبوی کے آبِ زلال سے سرشار نہ ہو جائیں۔

کیا چاھیے مدینہ یا بھشت

ایک زاہد خشک اور عابد محض کی نگاہ میں عظمت کونین کی آخری جلوہ گاہ خلد بریں ہے اسی کے حسین تصور سے اس کا کارواں زہد وارتقا رواں دواں رہتا ہے اور اسی کی تحصیل اس کے آرزوئے شوق کی انتہا ہوتی ہے بلکہ ایک عاشق کی نظر میں بہارِ جناں کی تمام رعنائیاں جلوۂ گاہ حبیب پر نثار ہوتی ہیں بلکہ زیبائش جناں اور اس کی تمام آرائشیں قصرِ محبوب کے جلال و جمال کا پَرتو اور عکس ہوتی ہے امام احمد رضا بھی ایک محبّ صادق اور عاشق پرسوز ہے اس کی نگاہ میں طیبہ اور بہشت میں حسین وافضل کون ہے؟ یہ امام احمد رضا بریلوی سے پوچھئے فرمایا

عرش بریں یہ کیوں نہ ہوں فردوس کا دماغ — اتری ہوئی شبیہ تیرے بام و در کی ہے
اتنا عجب بلندی جنت پہ کس لئے — دیکھا نہیں کہ یہ بھیک یہ کس اونچے در کی ہے
وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات — ادنیٰ نچھاور اس مرے دولہا کے سر کی ہے
ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضؔا — چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب
طیبہ سے ہم آتے ہیں کہئے جناں والو — کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

سب سے اونچاکون مدینہ پاک یا عرش بریں

عام طور پر یہ تصور ہوتا ہے کہ سب سے بلند و برتر عرش ہے مگر امام احمد رضا کی نگاہ میں خاکِ طیبہ اور درِ حبیب عرش کی بلندیوں سے کہیں زیادہ بالاتر ہے۔

خم ہوئی پشت فلک اس طعن زمین سے — سن ہم پر مدینہ ہے یہ رتبہ ہے ہمارا
نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا — حضور خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
ہرجا ہے بلندئے فلک کا مذکور — شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے — گودور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

اور یہ صرف امام احمد رضا کا ہی مذہب عشق نہیں کہ روضۂ اطہر عرش سے افضل ہے بلکہ اس سلسلہ میں کاروانِ عشق ووفا کی بے شمار شہادتیں اور تائیدیں موجود ہیں۔

درمختار میں ہے

مكة افضل منها على الراجح الا ماضم اعضاء ه عليه السلام فانه افضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسي. (درمختار جلد ا صفحہ ۶۲۶)

راجح قول پر مکہ افضل ہے سوائے اس ٹکڑے کے جو نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے اس لئے کہ وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی۔

مکہ و مدینہ کا موازنہ

اربابِ علم و دانش اور علماء و فقہاء کے درمیان اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ مکہ و مدینہ میں افضل کون ہے اور اپنے اپنے مدعاء پر طرفین کے دلائل بھی ہیں مگر عشق کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا اور امام احمد رضا صاحب علم و بصیرت کے ساتھ ایک عاشق بھی ہیں اس لئے اس سلسلہ میں ان کا فیصلہ یہ ہے

طیبہ نہ ہی سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد　　ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضؔا کعبہ سے آتی ہے صدا　　میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

مکہ جلالتِ الٰہی کا مرکز ہے اور مدینہ کائناتِ عشق کی راجدھانی ہے ان تصورات کو ذہن میں رکھ کر بغیر کسی تبصرے کے پیکرِ عشق کے جذبات ملاحظہ فرمائیے۔

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو　　مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
شان جمال طیبہ جاناں نفع محض　　وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے
کعبہ سے بیشک انجمن آراء دولہن مگر　　ساری بہار دولہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے
کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن　　یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

درِ حبیب میں حاضری کی بیتابی

ایک محبّ صادق کی قلبی تمنا ہے کہ دیارِ حبیب کی حاضری نصیب ہو جائے، زمان و مکان کی وسعتیں سمٹ جائیں، قوتِ پرواز کے لئے اسے بال و پَر مل جائیں اور جتنی بھی جلدی و چمنستان حبیب میں جا کر بیٹھے اسی آرزو میں تڑپتا، مچلتا اور کروٹیں بدلتا ہے، شام و سحر دعائیں اور التجائیں کرتا ہے، صبر کا دامن تھامتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے اور پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا ہے تو آنکھوں سے حسرت و غم کے اشک رواں ہو جاتے ہیں جب وہ مایوسیوں کی شب تاریک دیکھتا ہے بعض

حیات ڈوبنے لگتی ہے اور جب امیدوں کا سویرا نمودار ہوتا ہے وہ رگوں میں حیات ومسرت کا لہو دوڑنے لگتا ہے اور جب کوچۂ حبیب کی جانب عاشقوں کے قافلے روانہ ہوتے ہیں تو یہ ولولہ شوق اور بھی دوبالا ہو جاتا ہے اس تناظر میں عاشق رسول ﷺ امام احمد رضا کی فغان دل، آرزوئے شوق اور فراقِ حبیب میں پتی ہوئی زندگی کا اضطراب ملاحظہ ہو۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے ۔۔۔ تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

سنگ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے ۔۔۔ ناں ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور ۔۔۔ ہاں جلادے شرر آتش پنہاں ہم کو

حسرت میں خاک بوسی طیبہ کو اے رضا ۔۔۔ ٹپکا جو چشم مہر سے وہ خون ناب ہوں

دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار ۔۔۔ غنچۂ ہوں، گل ہوں، برق تپاں ہوں سحاب ہوں

قافلۂ حجاج دیکھ کر امام احمد رضا کے دل تابی اور ہنگامہ خیزی ابھی آپ نے پڑھی کہ

اے رضاؔ سب چلے مدینہ کو ۔۔۔ میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

پھر اُٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب ۔۔۔ پھر کھینچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

اشک برساؤ چلے کوچہ جاناں سے نسیم ۔۔۔ یا خدا جلد کہیں نکلے بخار دامن

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھل کھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر ۔۔۔ پھول جامے سے نکل کر باہر رخ رنگیں کی ثناء کرتے ہیں

صف عالم اُٹھے خالی ہو زنداں ، ٹوٹیں زنجیریں ۔۔۔ گنہگار و چلو آقا نے در کھولا ہے جنت کا

ابن تیمیہ کی محرومی

ابن تیمیہ کا لاتشد والرحال والی حدیث سے یہ غلط استدلال ہے روضۂ رسول کی زیارت کے قصد سے مدینہ پاک کا سفر کرنا ناجائز وحرام ہے حالانکہ اس کے فضائل ومناقب سے کتاب وسنت اور کتب اسلاف لبریز ہیں اور زیارت کے مانعین وتارکین کے لئے اتنی سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں جن کے خوف سے دل کانپ اُٹھتا ہے اور جسم لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

تردید از امام بریلوی

امام احمد رضا ابن تیمیہ کے اس غلط استدلال کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں طرفہ بات یہ ہے کہ شارع ﷺ جس امر کی طرف باتاکید بلائے اور اس کے ترک پر وعید فرمائے اس کا قصد ناجائز قرار پائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے

ہیں

انما الا عمال بالنیات

یہ عجب کارِثواب ہے جس کی نیت موجب عذاب ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ

وہی حدیث ''لاتشدوالرحال'' ائمہ دین نے تصریح فرمائی وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوااور مسجد کے لئے بالقصد سفر کرنے سے ممانعت ہے ورنہ زنہار الفاظ حدیث۔ طلب علم، اصلاح مسلمین، جہاد، اعداد نشر دین، تجارت حلال اور ملاقاتِ صالحین وغیرہا مقاصد کے لئے سفر سے مانع نہیں اور قاطع نزاع یہ ہے کہ بعینہٖ یہی حدیث بروایت حضرت ابو سعیدرضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں بسند حسن یوں روایت کی

لا بنبغی ان تشد رحاله الی مسجد تبتغی فیه الصلوٰة غیر المسجد الحرام و الاقصیٰ ومسجد هذا

ناقہ کوسزاوار نہیں کہ اس کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بغیر نماز کے جائیں سوامسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

تو خود حضور اکرم ﷺ کے ارشاد سے حضور اکرم ﷺ کی مراد واضح ہوگئی۔ والحمد للّٰہ رب العالمین

ایک دلچسپ واقعہ

امام احمد رضا قدس سرہ نے ''الطرة الرضية علىٰ النيرة الوضية'' اپنے مدعا پر ایک بڑا دلچسپ اور فکر انگیز لطیفہ نقل فرمایا ہے مفید اور برمحل ہونے کی وجہ سے ذیل میں پڑھیئے۔

امام اجل، خاتمۃ الحفاظ والمحدثین امام زین الدین عراقی استاد امام جبل الحفظ استاد المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ زیارتِ مزار پُر انوار حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جاتے تھے ما بعض حنبلی حضرات کے ہمراہ رکاب تھے۔ حنبلی نے باتباع ابن تیمیہ کی مدعی حنبلیت تھا یوں کہا میں نے مسجد خلیل اللہ علیہ السلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی۔ امام نے فرمایا میں نے زیارتِ قبر سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کی نیت کی پھر حنبلی سے فرمایا تم نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی حضور اکرم ﷺ نے مساجد ثلاثہ کے سوا چوتھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر سے ممانعت فرمائی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کا اتباع کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قبور کی زیارت کرو کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرمایا ہے قبور انبیاء کی زیارت نہ کرو حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا۔ (النیرۃ الوضیہ صفحہ ۲۸)

فائدہ

یہ ہے حسن استدلال کی کرشمہ سازی، حق کی سرفرازی اور باطل کی سرکوبی۔ جس حدیث کو یہ لوگ مزارات کی سفر

کے عدم جواز کے استدلال میں پیش کرتے ہیں ایک صاحب بصیرت اہل نظر نے اسی حدیث سے ان پر الزام قائم فرمادیا۔

بارگاۂ نبوی ﷺ کے آداب

سرورِ کونین، مدنی تاجدار کی جلوہ گاہ ناز دونوں عالم میں کاروانِ خلق کی سب سے مقدس اور باعظمت بارگاہ ہے اور کیوں نہ ہوجبکہ قرآنِ عظیم نے اس کے ادب واحترام کا درس دیا ہے جس کی تعظیم وتوقیر کے لئے جن و ملک صف در صف کھڑے رہتے ہوں اور صحابہ کرام کے مثالی عشق وادب کی تنویر سے تاریخ اسلام کا ایک باب آج روشن ومنور ہے ایک عاشق اور عارف نے کتنے پتے کی بات کہی ہے

ادب گاھیست زیر آسمان از عرش نازك تر نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

نعت ۵۵

مومن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

حل لغات

پہلا مرے بمعنی قربان ہو۔ دوسرا بمعنی بجھا ہوا۔

شرح

مومن حقیقی وہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کی عزت پر بدل وجان قربان ہوکر نجدی (وہابی) مومن کہلوا کر لوگوں کے دکھاوے پر حضور اکرم ﷺ کی اگر تعظیم کرتا ہے تو سچے دل سے نہیں بلکہ مردہ دل سے۔

ایک نہیں ہزاروں مشاہدات سامنے ہیں کہ عاشقانِ مصطفی ﷺ آپ ﷺ کی نہ صرف ذاتِ اقدس یا آپ کے نام پر بلکہ آپ سے معمولی سی نسبت پہ کٹ مرے یا کٹ مرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے گدھا مبارک کی عظمت

پارہ ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۹ "وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا" کے شانِ نزول میں علامہ عینی جلد ا صفحہ ۲۰۹ میں لکھتے ہیں

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قیل یا نبی اللہ لو اتیت عبداللہ بن ابی فانطلق الیه النبی ﷺ یرکب حمارۃ وانطلق المسلمون یمشون وھی الارض سبخة فلما اتاہ النبی ﷺ قال الیک فواللہ لقد آذانی نتن حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ ﷺ اطیب ریحا منک بغضب لعبداللہ رحل من قومه وغضب لکل واحد منھما اصحابه وکان بینھما ضرب بالحدید والایدی والنعال

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے ہاں چل کر اس کے ساتھ صلح کی بات کیجئے آپ ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مع عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے عبداللہ نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے ایک نصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبو ناک ہے اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ

(۱) یہی واقعہ بخاری شریف جلد اول میں بھی ہے اور واقعہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لڑائی کسی دینی، اسلامی، فقہی مسئلہ پر نہیں ناموسِ رسالت کے متعلق ہے۔

(۳) مسئلہ کا تعلق ذاتِ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نہیں آپ کی سواری کے متعلق ہے جو دنیوی لحاظ سے تمام سواریوں سے کمتر یعنی گدھا مبارک۔

(۴) اور گدھا مبارک کی ذاتی تحقیر و تذلیل بھی نہیں بلکہ اس کے پیشاب کے بارے میں۔

(۵) پیشاب کے متعلق بھی نہیں بلکہ اس کی بدبو جو واقعی بدبودار ہے۔

(٦) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لڑائی کا منظر دیدنی یا پھر شنیدنی ہے کہ نہ صرف ہاتھا پائی بلکہ بے ادب و گستاخ پر جوتے برسائے جا رہے ہیں اور گھونسے مارے جا رہے ہیں جیسا کہ ایک بہت بڑے خطرناک مجرم کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۷) اس کے بالمقابل گستاخ کوئی معمولی آدمی بھی نہیں بلکہ مدینہ پاک کا ایک بڑا سردار ہے جسے کسی ایک دفعہ میں یثرب (اب مدینہ) کی شاہی کا تاج سر پر رکھنے کو تیار تھا۔

(۸) اس بدبخت گستاخ نے گدھے کے پیشاب کی کھلے بندوں توہین آمیز کلمات نہیں بکے تھے بلکہ ایک فطری امر کا

اظہار کیا تھا ان وجوہ کو سامنے رکھ کر دوسرے مصرعہ کو پڑھئے کہ

تعظیم بھی کرتا ہے تو مرے دل سے

یعنی پہلے تو اس بد بخت نجدی (وہابی دیوبندی) کو تعظیم نبی شرک نظر آتی ہے اگر بھولے سے کبھی کوئی بات حضور اکرم ﷺ کے فضائل وکمالات کے متعلق بیان کرتا ہے تو اس سے بھی گستاخی ٹپکتی ہے مثال حاضر ہیں۔

حالی ایک مشہور لیڈر گزرا ہے اس نے حضور اکرم ﷺ کی نعت لکھی لیکن مرے دل سے اس نے ایک شعر یوں لکھا ہے

مجھے دی ہے حق نے بزرگی بس اتنی بزرگی　　　کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

تبصرہ أویسی غفرلہ

ایلچی حضور اکرم ﷺ کو کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حل لغات

واللہ، اللہ کی قسم۔ آہ، فریادوزاری۔

شرح

بخدا حضور اکرم ﷺ ہر ایک کی فریاد سن کر پہنچ جاتے ہیں جو بھی جہاں فریاد کرے آپ ضرور پہنچ جائیں گے کم از کم اتنا ہو کہ فریاد کنندہ دل سے فریادوزاری کرے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اسمع مالا تسمعون　　　جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے

واقعی ہم کیا اور ہمارا سننا کیا۔

نکتہ

ہم صرف وہی آواز سن سکتے ہیں جو سنتے وقت پیدا ہو رہی ہو۔ جدید آلات کے ذریعے ماضی میں بھری گئی کیسٹوں

کی آواز بھی سنی جا سکتی ہے مگر مستقبل میں پیدا ہونے والی آواز ہم قطعاً نہیں سن سکتے خواہ وہ صرف ایک سیکنڈ بعد پیدا ہونے والی ہو نہ اپنے کانوں سے نہ کسی آلے کی مدد سے جبکہ حدیث بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن نمازِ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بلال اسلام لانے کے بعد تم نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جس پر تمہیں بہت زیادہ ثواب کی امید ہے کیونکہ نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اور تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ دن ہو یا رات میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو چند رکعت نفل ضرور پڑھ لیتا ہوں۔

فائدہ

جس وقت حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات کہی تھی اُس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ موجود تھے اور ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے تھے نہ جانے کب قیامت برپا ہوگی اور کب حضرت بلال حضور اکرم ﷺ کے آگے خادمانہ انداز سے چلتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے مگر جانِ دوعالم ﷺ کی بے انتہا غیر معمولی سماعت کا اندازہ کیجئے کہ آپ نے ہزاروں سال بعد پیدا ہونے والی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتوں کی آواز کو اُس وقت سن لیا تھا جب کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مدینہ منورہ میں بقید حیات تھے۔

جس طرح بُعد زمانہ حضور اکرم ﷺ کی سماعت میں حائل نہیں ہوتا تھا اسی طرح بعد مکان بھی آپ کے سننے میں رکاوٹ نہیں بنتا تھا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی اسمع اطیط السماء . (مسند امام احمد) میں آسمان کی چرچراہٹ سنتا ہوں۔

فائدہ سائنسی

آسمان کی دوری کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ . (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۵)

اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔

آسمانِ دنیا سے مراد پہلا آسمان ہے اور اس کے چراغ چمکتے دمکتے ستارے ہیں گویا قرآن کے مطابق تمام ستارے پہلے آسمان کی تزئین آرائش کے لئے بنائے گئے ہیں اور ہمارے علم الافلاک کی کم مائیگی کا یہ حال ہے کہ آسمان تو کجا ابھی تک ان ستاروں کے بارے میں بھی پوری طرح پتہ نہیں چل سکا جو آسمان کی زینت ہیں کہ ان کی تعداد کتنی ہے

اوران کی محیر العقول مسافتوں کی مقدار کیا ہے۔

اب تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق بعض چمکدار سیارے زمین سے کئی لاکھ نوری سال کے فاصلے پر ہیں یعنی اگر سے کوئی چیز ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے روانہ ہو تو ان سیاروں تک پہنچنے میں اسے لاکھوں سال لگ جائیں گے پھر آپ خود ہی سوچئے کہ جس چرخ نیلی فام کی زیبائش کے لئے یہ ستارے اور سیارے بنائے گئے ہیں وہ خود کتنے لاکھ یا کروڑ یا ارب نوری سال کے فاصلے پر ہوگا۔

تہہ دل سے

اہل سنت کے محقق دلائل سے حضور اکرم ﷺ کا ہر ایک کی آرزو سننا ثابت ہے پھر تہہ دل سے یاد کرنا سیکھئے جنہوں نے دل سے آہ کی ان کا حال سنیئے۔

شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک مردِ صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود پاک بعد دمتعین پڑھا کرتا تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ جنابِ مدنی تاجدار، حضور اکرم ﷺ اس کے گھر تشریف لائے اور تمام گھر روشن ہوگیا آپ نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو درود بہت پڑھتا ہے کہ اس کو میں بوسہ دوں اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسار سامنے کر دیا آپ نے اس کے رخسار پر بوسہ دیا اس کے بعد وہ بیدار ہوگیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی۔

فائدہ

ویسے تو درود شریف پڑھنا ہر ایک کا معمول ہے لیکن تہہ دل سے پڑھنے والا کوئی کوئی ہوتا ہے اس کا صلہ بھی بلند و بالا ہے کہ تہہ دل سے پڑھنے والے دیدارِ مصطفیٰ (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) سے سرشار ہوتے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ تمام دعائیں رکی رہتی ہیں جب تک محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک کہ اپنے نبی علیہ السلام پر درود نہ پڑھو۔ (ترمذی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو منظور ہو کہ مال بڑھ جائے وہ یوں کہا کرے

اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک وعلی المومنین والمومنت

وعلی المسلمین و المسلمات

بیدار بخت

سعادت دارین میں لکھا ہے کہ شیخ مسعود داری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ فلادِ فارس کے صلحاء میں سے تھے حضور اکرم ﷺ کا عشق ان کے رگوں میں رچا بسا ہوا تھا ان کا معمول یہ تھا کہ وہ روزانہ جہاں مزدور مزدوری کی تلاش میں بیٹھتے وہاں جاتے اور جتنے مزدور وہاں مل جاتے انہیں اپنے مکان میں لے آتے اور ان سے تمام دن درود پاک پڑھواتے اور خود بھی درود پاک پڑتے رہتے شام تک یہی شغل جاری رہتا اور پھر شام کو مزدوروں کو پوری مزدوری دے کر فارغ کرتے یہ ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا عالم تھا کہ وہ کھلی آنکھوں سے عالم بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ کی ضمانت

کتاب سعادۃ دارین میں یہ عظیم الشان واقعہ لکھا ہے کہ بغداد کا ایک تاجر بہت مالدار تھا کاروبار وسیع تھا۔ نوکر چاکر غلام، بیوی بچے غرض یہ کہ اللہ کا دیا سب کچھ تھا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ فارغ البالی، بدحالی میں امارات غربت اور عیش ونشاط حسرت میں بدل گئے کہ یہ سب کچھ تو اللہ رب العزت کے قبضۂ قدرت میں ہے خود فرماتا ہے

تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۲۶)

مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اب یہ تاجر مقروض ہونے لگا اس امید پر قرض لیا کہ حالات بدل جائیں گے اور قرض دینے والے بھی اس کی گذشتہ ساکھ کو دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے قرض دیتے رہے اور وہ روز بروز مقروض ہوتا گیا اور قرض خواہوں نے تقاضے شروع کر دیئے اور ایک دن ایسا آ گیا کہ ایک قرض خواہ اسے قاضی کی عدالت تک لے گیا یہ بیچارا مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا۔ قاضی نے کہا یہ تو قرض ادا کر دیا پھر جیل کی ہوا کھاؤ تاجر نے بہت منت سماجت کی کہ اسے تھوڑی مہلت مل جائے مگر قرض خواہ نے ایک نہ سنی آخر اس نے کہا کم از کم اسے آج کی رات مہلت دی جائے تا کہ وہ اپنے بیوی بچوں سے مل لے اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کرے۔ قاضی نے اس سے ضمانت طلب کی تاجر نے رسول اللہ ﷺ کی محبت

سے مالا مال تھے لہٰذا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے نام پر ضمانت قبول کر لی۔

اب یہ تاجر انتہائی پریشانی کے عالم میں گھر آیا اور اپنی بیوی کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ بیوی نے کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں جس کا نام ضمانت کے لئے پیش کیا ہے وہ خود سنبھال لیں گے آؤ ہم سب مل کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کریں چنانچہ تاجر اور اس کی بیوی بچے سب مل کر باوضو ہو کر نہایت ادب و احترام سے خشوع و خضوع سے درود شریف پڑھنے لگے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے — اتنا تو کرے کوئی فریاد کرے دل سے

درود پاک پڑھتے پڑھتے تاجر کی آنکھ لگ گئی اور

وہ دیکھو نور برساتا عرب کا تاجدار آیا — غریبوں، بیکسوں اور بینواؤں کا غمگسار آیا

حضور اکرم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا میرے امتی پریشان نہ ہو صبح وزیر کے پاس جانا اور اسے ہمارا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ وہ تمہارا قرض پانچ سو دینار ادا کر دے اگر نشانی طلب کرے تو اس سے کہنا کہ تم روزانہ ہزار مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتے ہو آج کی رات تمہیں مغالطہ ہو گیا کہ تعداد پوری نہیں ہوتی حالانکہ تعداد پوری تھی۔ سبحان اللہ

تاجر جب خواب سے بیدار ہوا تو خوشی اور مسرت سے معمور تھا کیونکہ اسے سب سے بڑی دولت مل گئی تھی کہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو گیا۔

اے اللہ اپنے فضل و کرم سے ہم غریبوں، مسکینوں اور بینواؤں کو بھی اپنے پیارے محبوب ﷺ کی زیارت سے مشرف فرما اور ان کے مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرما

یاد وچ روندیاں نے اکھیاں نمانیاں — سدلو مدینے آقا کرو مہربانیاں

اس تاجر نے اپنے بیوی بچوں کو خوشخبری سنائی اور صبح وزیر صاحب کی خدمت میں پہنچ گیا۔ وزیر صاحب اپنے دفتر جانے کے لئے گھر سے باہر نکل رہے تھے اور تاجر پہنچ گیا اس نے وزیر صاحب کو سلام کیا اور حضور اکرم ﷺ کا سلام وزیر صاحب کو پہنچایا۔ جب وزیر صاحب نے حضور اکرم ﷺ کا سلام سنا تو خوشی سے جھوم اُٹھے تاجر کو گھر میں لے آئے ادب سے بٹھایا اور فرمایا اب بتاؤ میرے حضور اکرم ﷺ نے کیا حکم فرمایا ہے۔ تاجر نے اپنا سارا واقعہ سنایا اور خواب میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری اور حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک سنایا کہ وزیر صاحب روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود

شریف پڑھتے ہیں اور آج رات وزیر صاحب کو مغالطہ ہو گیا حالانکہ تعداد پوری تھی۔ وزیر صاحب نے نعرہ مارا کہ خدا کی قسم ایسا ہی ہے اور اس معاملہ کی کسی اور کو خبر بھی نہیں جبکہ میرے آقا ﷺ باخبر ہیں اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

وزیر صاحب نے عالم وجد میں تاجر سے درخواست کی کہ ایک مرتبہ پھر میرے حضور اکرم ﷺ کا پیغام سنایئے تاجر نے حضور اکرم ﷺ کا وزیر صاحب کو سلام اور حکم سنایا کہ میرا پانچ سو دینار قرض ادا کر دیا جائے وزیر صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکلا مرحبا برسول اللہ ﷺ۔ تاجر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پانچ سو دینار پیش کئے کہ یہ آپ کے لئے پھر پانچ سو پیش کئے کہ یہ آپ کی بیوی بچوں کے لئے ہیں پھر پانچ سو پیش کئے کہ یہ آپ کے گھر کے لئے ہیں پھر پانچ سو دینار قرض کے لئے ہیں اور تاجر سے وزیر صاحب نے کہا کہ جب بھی کبھی ضرورت پیش آئے آپ بلا جھجک تشریف لایئے اور بڑے عزت واحترام سے تاجر کو رخصت کیا۔

یہ مقروض تاجر دو ہزار دینار لے کر خوشی خوشی گھر آیا پندرہ سو دینار اپنی بیوی کو دیئے اور پانچ سو لے کر قرض خواہ کے گھر گیا اور اس سے کہا کہ چلو قاضی کی عدالت میں جا کر اپنا قرض وصول کر لو۔ تاجر قرض خواہ کو لے کر جب قاضی صاحب کی عدالت میں پہنچا تو قاضی صاحب دیکھتے ہی احتراماً کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ خواب میں مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں تیرا قرض ادا کروں لہٰذا قرض خواہ کو پانچ سو دینار قاضی صاحب نے اپنے پاس سے دیئے اور تاجر کو پانچ سو بطورِ مبارکباد دیئے جب قرض خواہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو اس نے کہا

من تیرا بہتر خدا بخشید مش وزیرا ئے مصطفی بخشید مش

کہ میں نے تجھے خدا و مصطفیٰ کے لئے قرض معاف کر دیا۔ سبحان اللّٰہ

منگتے کا ہاتھ اُٹھتے ہی آقا کی دین تھی دوری قبول وعرض میں ہاتھ بھر کی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا ملائکہ نے کہا صبر کرو جب تک نکاح نہ ہو جائے مہر ادا نہ کر دو، انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر تین بار درود پاک پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی درود شریف حضور اکرم ﷺ پر بھیجتا ہے حضور اکرم ﷺ اس کے کاروبار کے متولی اور وکیل ہونگے حشر، حساب اور میزان میں اعمال کے تولنے کے وقت پل صراط پر چلتے وقت اس کے علاوہ سب

گناہ بخشوا کر اس شخص کو جنت میں داخل کرائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی مسلمان کے پاس صدقہ دینے کے لئے کوئی چیز نہ ہو وہ اپنی دعا میں یہ درود پڑھے۔

اللھم صل علیٰ محمد عبدک ورسولک وصل علی المومنین و المومنت

بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی
پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

حل لغات

بچھڑی از بچھڑنا بمعنی جدا ہونا، بگڑی از بگڑنا، خراب ہونا، نکما ہونا، خفا ہونا۔ ارمان بھرا، پُرارمان۔

شرح

ہم سے گلی کیسی جدا ہوئی اور بنا بنایا معاملہ بگڑا تو کیسے بگڑا۔ یہ صدمہ تو اس دل سے معلوم کرو جو پُرارمان ہو یعنی جسے مدینہ پاک سے محبت ہو اور پھر وہ جب مدینہ پاک سے الوداع کرتا ہے اس کا حال دیدنی ہوتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ جس خوش بخت کو مدینہ پاک کا نظارہ ایمانی جذبہ سے نصیب ہے وہ جانتا ہے کہ اس شہر کو چھوڑ کر جانے میں روحانی کلفت کیوں ہوتی ہے۔

اس شہر پاک (مدینہ) کا نظارہ کیا بیان ہو اس کا تعلق صرف محسوسات سے ہے جسے سونگھنے کی کسی میں قوت نہ ہو تو اسے بدبو بھی محسوس نہیں ہوتی ورنہ زائرین جانتے ہیں کہ زائرین کو مدینہ پاک کی آبادی میں داخل ہوتے ہی احساس طاری ہوتا ہے کہ ہم تاجدارِ مدینہ کے نگر میں پہنچ گئے جہاں کا ہر لمحہ ہمارے قلب حزیں کے لئے باعث تسکین وراحت ہے اور ہر نظارہ کیف وسرور کا حامل۔

کیا اس کو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے
خاک اس کو اُٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے

شرح

اسے زمانہ کیسے گرا سکتا ہے جس پر اے حبیب خدا ﷺ آپ کی نظر کرم ہوا سے حشر کیسے اُٹھا سکتا ہے جو آپ کے دل سے گر گیا ہے یعنی جس پر آپ کی نظر کرم ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا

دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست

اس طرح وہ کبھی بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو آپ کے در سے دھتکارا گیا۔

بہکا ہے کہاں مجنوں نے ڈالی بنوں کی خاک

دم بھر نہ کیا خیمۂ لیلٰی نے پرے دل سے

حل لغات

بہکا، بھٹکا۔ بنوں، بن کی جمع۔ جنگلوں، ویرانوں۔ پرے، دور، الگ۔

شرح

وہ عاشق دیوانہ جو لحہ بھر خیمہ لیلٰی سے دور نہ ہوتا تھا اب وہ بہک کر کہاں جنگلوں ویرانوں کی خاک چھان رہا ہے یعنی محبوب ﷺ کے مدینہ پاک سے جدا ہو کر ہند جیسے ویرانے جنگل میں بھٹکا آوارگی میں پھر رہا ہے۔

حضرتِ مجنوں

ہر عاشق زار خود کو مجنوں سے تشبیہ دیتا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر چہ اس کا عشق مجازی تھا لیکن حضرت مجنوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عجیب وغریب داستانیں مشہور ہیں اور عام کتابوں میں نہیں بلکہ مستند مجموعوں میں حضرت مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہیں

دید مجنوں را کسے صحرانورد　　　در بیابان بنشسته فرو

کسی مسافر نے مجنوں کو جنگل میں اکیلا بیٹھا دیکھا قریب گیا تو معلوم ہوا کہ کچھ شغل بھی کر رہا ہے۔

ریگ کاغذ بود انگشتان قلم　　　می نمودے نامه بهر کس رقم

ریت کاغذ بنایا ہوا ہے اور اپنی انگلیوں سے قلم کا کام لے رہا ہے یعنی انگلیوں سے ریت پر کچھ لکھ رہا ہے۔

تعجب کرتے ہوئے پوچھا

گفت اے مجنون شیدا چیست ایں　　　مے نویسی نامه بهر کیست ایں

پوچھا اے مجنوں! یہ انوکھا خط کسے لکھ رہے ہو؟ اسے کون قاصد لے کر جائے گا اور کون پڑھے گا۔؟ ایسے انوکھے خط کا

قاصد بھی نرالا ہی ہونا چاہیے۔

جواب دیا

گفت مشق نامِ لیلیٰ می کنم خاطر خود را تسلے می دھم

کہا تم اپنے خیال میں ہو اور میں اپنے خیال میں میں تو اپنی محبوبہ لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ چاہتا یہ ہوں کہ تا حد نظر میدان میں ہر طرف لیلیٰ کا نام ہو اور بیچ میں یہ عاشقِ زار ہوتا کہ تسلی خاطر حاصل ہو۔

فائدہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ خود میں بھی اور دوسروں میں بھی عشق مجنوں کی طرح پختگی دیکھنا چاہتے ہیں اور حکایت مذکور میں جس طرح کے عشق کا بیان ہے اسے حدیث شریف کی تائید حاصل ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من احب شیئا اکثر ذکرہ جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے۔

الحمد للہ یہی دولت اہل سنت کو حاصل ہے جو امام بریلوی قدس سرہ نے سبق دیا ہے

اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

اور یہی شیوہ سچے عاشقوں کا ہے۔ شیخ سعدی قدس سرہ نے کہا

زباں تابود درد وھاں جائیگیر ثنائے محمد بود دل پذیر

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ نے فرمایا

صبح دم کہ مرد ماں در کاروبار روند غم زدگان عشق بکوئے یار روند

صبح کے وقت کہ لوگ کاروبار کو جاتے ہیں عشق کے غم کے مارے محبوب کی گلی کو جاتے ہیں۔

سگِ کوئے لیلیٰ

حضرت مولانا رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مجنوں ایک کتے کو دیکھتے ہی اس کے قدموں پر گر پڑا وہ کتے کے پاؤں کو چومنے لگا ایک شخص نے یہ منظر دیکھ کر کہا ارے مجنوں یہ کیا کر رہے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں کہ کتا ناپاک ہے، مردار خور ہے، ہوش کرو۔ مجنوں نے جواب دیا تمہیں کیا معلوم کہ یہ کتا کون ہے اور میری نظر میں اس کا کیا مقام ہے؟ اے معترض یہ کتا کوچۂ لیلیٰ کا پاسبان ہے میں تو اس کی قسمت پر رشک کرتا ہوں کہ یہ لیلیٰ کی گلی میں رہتا ہے۔

آں سگے کہ گشت در کویش مقیم   خاک پائیش بہ ز شیران عظیم

آں سگے کہ باشد اندر کوئے او   من بہ شیراں کے دھم یک موئے او

آں کہ شیراں مرسگانش را غلام   گفتن امکاں نیست خامش والسلام

اس کی گلی میں رہنے والے کتے کا ایک بال بھی میں شیروں کے عوض نہیں دیتا۔

اس کی گلی میں رہنے والے کتے کا ایک بال بھی میں شیروں کے عوض نہیں دیتا۔

میرا محبوب وہ ہے کہ جس کے کتوں کے غلام شیر ہیں باتیں کرنے کا امکان نہیں لہٰذا (اے معترض) خاموش رہ والسلام۔

تبصرہ مولانا کوٹلوی

حضرت مولانا کوٹلوی لکھتے ہیں کہ مجنوں کو لیلیٰ کا عشق تھا اور وہ ہر اس چیز سے جسے کچھ بھی نسبت لیلیٰ سے حاصل ہوتی محبت کرتا تھا اور عشق ومحبت سے بے بہرہ لوگ اس کی اس حرکت پر حیران ہوتے اور اسے مجنون کہتے تھے۔ مسلمان کو اپنے محبوب آقا ﷺ سے بے پناہ محبت ہے اور وہ ہر اس چیز سے جسے حضور اکرم ﷺ سے کچھ بھی نسبت حاصل ہے محبت رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام، اہل بیت عظام، اولیائے کرام، علمائے عظام سے مسلمان اسی لئے محبت وعقیدت رکھتا ہے کیونکہ انہیں حضور اکرم ﷺ سے خاص نسبت ہے حضور اکرم ﷺ کے ایک محبّ صادق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو   میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے   حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا   شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

اعلیٰ حضرت نے مدینہ منورہ میں جو نعت لکھی اس میں یہ بھی لکھا کہ

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں   مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ   تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ

سگت را کاش جامی نام بودے

یعنی یارسول اللہ! اے کاش تیرے کتے کا نام جامی ہوتا۔

اس عقیدت و محبت کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کی محبت سے بے بہرہ لوگ کہتے ہیں یہ کیا کر رہے ہو اور کیا لکھ رہے ہو اور ان کی محبت کرنے والوں کو مجنوں و مشرک کہنے لگتے ہیں لیکن ان محبین کا جواب یہی ہوتا ہے کہ محبوبِ مدینہ ﷺ کی گلی کا کتا بھی بڑی شان رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس شہر کے کتے بھی بڑے بڑے ان برائے نام مولویوں سے بھی جن کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت نہیں بہتر ہیں۔ اس پیاری گلی کے کتے کا ایک بال بھی ان محبت سے خالی لوگوں سے زیادہ عظمت رکھتا ہے اور جو بڑے بڑے اولیاء و علماء ہیں وہ ان کتوں کے بھی غلام ہیں اے محبت سے بے بہرہ لوگو! تم یہ بات نہیں سمجھ سکتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھئے حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے تو آپ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے کر اپنے مونہوں پر مل لیتے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو تو فرماتے "حب اللّٰہ و رسولہ" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۶)

یعنی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی محبت سے آپ کے جسم سے مس کیا ہوا پانی اپنے مونہوں پر مل لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس بات کا حضور اکرم ﷺ نے حکم نہ بھی دیا ہو وہ کام محبت میں کر لینا محبت ہے بدعت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظّمہ کی قسم فرمائی ہے اور فرمایا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱، ۲)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

اور اسے تمہارے قدموں سے نسبت حاصل ہے محبت کے ان مظاہروں کا محبت سے بے بہرہ لوگوں کو کیا پتہ؟ یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان میں حضور اکرم ﷺ کے نام پاک کو سن کر یہ سمجھ کر کہ یہ نامِ پاک حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتا ہے چوم لینا محبت کا تقاضا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنے کو بھی حضور اکرم ﷺ سے نسبت حاصل ہے لہٰذا محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ مسلمان داڑھی رکھیں۔ ان سب باتوں کا مظاہرہ حضور اکرم ﷺ کی محبت کراتی ہے اور محبت سے محروم لوگوں سے ان باتوں کی امید کہاں؟

ہم کو اُن سے وفا کی ہے امید ۔۔۔ جو نہیں جانتے وفا کیا ہے۔

(حکایاتِ مثنوی شریف صفحہ ۲۳۴)

سونے کو تپائیں جب کچھ مَیل ہو یا کچھ مَیل

کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے

حل لغات

تپائیں (اردو) از تپانا، گرم کرنا، آگ پر رکھ کر کھرا کھوٹا دیکھنا۔ میل، بکسر المیم (سرمہ کی سلائی اور فرسنگ کی تہائی) مشہور لفظ ہے اور لوہے کی سلاخ۔ (میخ) وہ پیتل جو گنبد کی چوٹی پر نصب کرتے ہیں یہاں یہی مراد ہے۔ میل بالفتح (اردو) میل کچیل۔ دھرے، چابک، بید وغیرہ۔

شرح

سنار سونے کو کھرا کھوٹا دیکھنے کے لئے تو اس وقت آگ میں ڈالے جس میں پیتل کا شائبہ یا وہ میل کچیل سے آلودہ ہو بھلا جہنم کے چابک اور گرز وغیرہ کو اس ل سے کیا کام جو بالکل کھرا ہو۔

پیتل

جو بظاہر سونے کی طرح ہوتا ہے اسے پگھلانے سے اس کا کھوٹ سامنے آجاتا ہے یا پھر سونے میں میل کچیل ہو تو پگھلانے سے میل کچیل جل جاتی ہے اور کھرا سونا رہ جاتا ہے اسے میلے کچیلے کو بھی آگ کا منہ دیکھنا پڑتا ہے لیکن جو خالص اور کھرا سونا ہوا سے آگ میں نہیں ڈالا جاتا اس کا زیور تیار کر کے محبوبوں کی زیب وزیبائش بنتا ہے۔

منافق

جس پیتل کی ظاہری صورت سونے جیسی ہے وہ منافق کی مثال ہے جسے جہنم میں جانا ہی جان ہے اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

مومن فاسق

میل کچیل سے آلودہ سونا مومن فاسق و فاجر ہے کہ اسے بھی سزا و عذاب کے بعد خالص کر کے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کیا جائے یا چاہے تو اپنے فضل و کرم کے بغیر سزا کے بخش دے۔

کھرا سونا

مومن کامل جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ (پارہ ۲۷،سورۂ واقعہ،آیت ۸)

تو دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے۔

فائدہ

تفسیروں میں ہے کہ یہ ان کی تعظیم شان کے لئے فرمایا وہ بڑی شان رکھتے ہیں،سعید ہیں، جنت میں داخل ہونگے۔ان کے لئے فرمایا کہ

وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۙ (پارہ ۲۷،سورۂ الواقعہ،آیت ۱۰)

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔

حضرت صدرالا فاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قولِ صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امت محمدیہ ہی کے پہلے لوگ مہاجرین وانصار میں سے جو سابقین اولین ہیں وہ مراد ہیں اور پچھلوں میں سے ان کے بعد والے احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔حدیث مرفوع میں ہے کہ اولین وآخرین یہاں اسی امت کے پہلے اور پچھلے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔(تفسیر کبیر اور بحر العلوم وغیرہ)

آتا ہے دروالا یوں ذوقِ طواف آنا
دل جان سے صدقے ہو سر گرد پھرے دل سے

شرح

درِاقدس کے طواف کا مزہ اُس وقت آتا ہے جبکہ حاضری دل و جان سے ہو اور سر طواف کے لئے چکر لگائے تو تہہ دل سے۔

حاضری میں خلوصِ تام ہو اور ریا یا کوئی اور تصور نہ ہو حدیث شریف میں ہے کہ صرف حضوراکرم ﷺ کی حاضری کا ارادہ ہو تو اس کی خصوصی شفاعت ہوگی۔(ملخصًا)

یہ روایت اور اس کے علاوہ متعدد روایات فقیر اسی شرح کی سابق جلدوں میں اور اپنی تصنیف ''محبوبِ مدینہ'' میں لکھ چکا ہے۔

اے ابر کرم فریاد فریاد جلا ڈالا

اس سوزش غم ہے ضد میرے ہرے دل سے

حل لغات

ہرے، سرسبز، تروتازہ۔

شرح

اے ابر کرم حبیب خدا ﷺ آپ کی بارگاہ میں فریاد ہے، فریاد ہے اس سوزشِ غم کو تو میرے سرسبز ہرے بھرے سے کوئی ضد ہے اس نے تو میرے دل کو جلا ڈالا۔

یہ شعر مشہور اشعار ذیل کا ترجمان ہے

یارسول الله انظر حالنا　　یا حبیب الله اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق　　خذیدی سهل لنا اشکالنا

اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہمارے حال پر رحم فرما اور اے اللہ کے حبیب (ﷺ) ہماری آرزو سنئے۔ بیشک میں غم میں غرق ہوں میری دستگیری فرماتے ہوئے ہماری مشکلات آسان فرمایئے۔

یہ اشعار آیت ذیل کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا . (پارہ ۱، سورۂ البقرہ، آیت ۱۰۴)

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔

دریا ہے چڑھا تیرا کتنا ہی اڑائیں خاک

اتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے

حل لغات

چڑھا، جوش میں آیا ہوا۔ خاک اڑانا، فضول کام کرنا۔

شرح

امام احمد رضا قدس سرہ منظر قیامت سامنے رکھ کر عرض کرتے ہیں کہ دریا کے قہر و غضب میں ہے گو ہم نے کتنے ہی غلط کام کئے لیکن اے سراپا عفو و کرم آپ کے دل سے ہم کب اتر سکتے ہیں وہاں تو صرف آپ ہی ہمیں نجات دلوا سکتے ہیں۔

حدیث مجمل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سورج قیامت کے دن تمہارے اتنا قریب ہوگا کہ پسینہ کانوں کے نصف تک پہنچ جائیگا تو اس حال میں لوگ استغاثہ کریں گے حضرت آدم علیہ السلام سے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ سے۔ (بخاری صفحہ ۱۹۹)

حدیث مفصل اور قیامت کا ایک منظر

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کوایک میدان وسیع وہموار میں جمع کریگا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں وہ دن طویل ہوگا اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائیگا پسینے آنا شروع ہونگے ۔قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہوجائیگا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے غڑپ غڑپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔قربِ آفتاب سے غم وکرب اس درجہ کو پہنچ جائیگا کہ طاقت طاق ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی رہ رہ کر گھبرائیں لوگوں کو اُٹھیں گی آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو کس حال کو پہنچے کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔عرض کریں گے اے باپ ہمارے،اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صفی کیا۔آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے آدم علیہ السلام فرمائیں گے

لست هناكم انه لا يهمني اليوم الا نفسي ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الىٰ غيري

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔

لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ آپ اہلِ زمین کی طرف پہلے رسول ہیں، اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔

لست هناكم ليس ذاكم عندى لا انه لا يهمنى اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کریگا مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم خلیل الرحمٰن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔

لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے خلیل الرحمٰن اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہلِ زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ کر دے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندى لا يهمنى اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہوا مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے توراۃ دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔

لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندى لا انه لا يهمني اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا خیال ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح جو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے۔

لوگ مسیح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں۔ آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لست هناكم ليس ذاكم عندى لا يهمني اليوم الا نفسى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا کبھی کیا نہ کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے

ايتوا عبداً فتح الله علىٰ يديه ويجئى فى هذا اليوم امنا انطلقوا الىٰ سيد ولد ادم فانه اول من تنشق

عنہ الارض یوم القیمۃ ایتوامحمداً ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی مافی جوفہٖ حتی یفض الخاتم

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ بھلا کسی سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر چیز لے مہر اُٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے نہیں فرمائیں گے

ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و قد حضرا لیوم اذھبوا الیٰ محمداً فلیشفع لکم الیٰ ربکم

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ فتح باب نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا) اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہیے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں ﷺ

اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے ہاتھ پاؤں چھوڑے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلندعزت، ملجاعاجزان، ماوائے بیکساں، مولائے دوجہاں، حضور پُرنور محمد رسول اللہ، شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات اللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ میں حاضر آئے اور بازاران ہزار نالہائے زار و دل بے قرار و چشم باریوں عرض کرتے ہیں

یا محمد ویا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی ھذ ا الیوم اٰمنا انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء اشفع لنا الیٰ ربک فلیقض بینا الا تری الیٰ مانحن فیہ الا تری ما قد بلغنا

اے محمد اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ امن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اکرم ﷺ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد اور مصیبت میں ہیں۔ حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ شفاعت کا اعلان فرماتے ہیں

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرمائیں گے

انا لها و انا صاحبکم

میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام مؤقف میں ڈھونڈ پھرے۔ صلی اللہ علیہ وسلم وبارک وشرف ومجدو کرم

اس کے بعد حضورا کرم ﷺ نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشادفرمائی یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے مسلمان اسی قدر کو بنگاہِ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل وعلا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعتاً بارگاہِ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر نہ لائیگا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں ابتدا یہیں آتے تو شفاعت تو پاتے مگر اولین وآخرین وافقین ومخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب افخم سی سیدا کرم ومولائے اعظم ﷺ کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل ومنیع تمام انبیاء ومرسلین کے دست ہمت سے بلندو بالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا، عرصاتِ محشر میں صحابہ وتابعین وائمہ محدثین واولیائے کاملین وعلمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسے بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبت بہ نوبت حضراتِ انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے جب بھی مطلق دھیان نہ آئیگا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب ﷺ کے پاس ہے یہ سارے سامان اسی اظہارِ عظمت واشتہار وجاہت محبوب یا شوکت کی خاطر ہیں۔

لیقضی اللہ امراً کان مفعولاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میدانِ حشر میں حضور اکرم ﷺ کا سہارا

سوال شفاعت پر حضراتِ انبیاء کے جواب اور ہمارے حضورا کرم ﷺ کا مبارک ارشاد ملاحظہ کیجئے یہیں مقامِ محمود کا مزہ آتا اور ابھی کالشمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم ورسالت ومصابیح نبوت میں افضل واعلیٰ واجل واجلے واعظم واولیٰ وبلند وبالا وہی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کی حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف ومجدوکرم اور انبیائے خمسہ کی وجہ تخصیص ظاہر کہ حضرت آدم اول انبیاء و پدر انبیاء ہیں اور مرسلین اربعہ اولوالعزم مرسل اور سب انبیائے سابقین سے اعلیٰ وافضل تو ان پر تفضیل سب پر تفضیل۔ (تجلی الیقین)

کیا جانیں یم غم میں دل ڈوب گیا کیسا
کس تہ کو لئے ارمان اب تک تیرے دل سے

حل لغات

یم، دریا۔ تہ، نیچے، تلا، انتہا۔

شرح

لوگوں کو کیا خبر کہ دریائے غم میں دل کیسے ڈوب گیا اور دل میں حضور اکرم ﷺ آپ کا ارمان لے کر تا حال کس انتہا تک پہنچا ہے۔

عشق رسول ﷺ

اپنی داستانِ عشق کا اظہار فرمایا ہے کہ عوام کو کیا خبر کہ عشق رسول اللہ ﷺ میں انسان کیا کیا مراتب حاصل کرتا ہے دیکھئے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول ﷺ میں کتنے اُٹھائے لیکن اللہ نے وہ مرتبہ بخشا جس پر بہت سے بڑوں سے بڑے بھی رشک کناں ہیں اور کل قیامت میں ان کی شان دیدنی ہوگی۔

تجلی الیقین شریف میں ہے کہ کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ ﷺ تبعث ناقة ثمود لصالح فیر کبها من عند قبرہ حتی توافی به المحشر قال معاذ و انت ترکب الغضبا یارسول اللہ ترکبها ابنتی وانا علےٰ البرا ق اختصت به من دون الانبیاء یومئذ ویبعث بلال علی ناقة من نوق الجنة ینادی علیٰ ظهرها بالا ذان فاذا سمعت الانبیاء وامممها اشهدان لا الٰه الا اللہ واشهد ان محمداً رسول اللہ قالو ونحن نشهد علیٰ ذلک

یعنی حضور سید المرسلین نے فرمایا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ناقہ ثمود اُٹھایا جائیگا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہوکر میدانِ حشر میں آئیں گے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ کہ عشاق کی عادت ہے جب کسی جمیل وشکیل کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لئے کیا ہے اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اور یارسول اللہ حضور اپنے ناقہ مقدسہ غضباء پر سوار ہونگے فرمایا نہیں اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھے کو عطا ہوگا اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال کا حشر ہوگا کہ عرصاتِ

محشر میں اس کی پشت پر اذان دیگا جب انبیاء اور ان کی امتیں ''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً رسول اللّٰہ''سنیں گے سب لوگ کہہ اُٹھیں گے کہ ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں سبحان اللہ ۔ جب تمام مخلوقِ الٰہی اولین وآخرین یکجا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے ہی آقا کے نام پاک کی دہائی ہوگی الحمدللہ اس دن کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں المنۃ اللہ! اس دن موافق ومخالف پر روشن ہوگا کہ مالک یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت سے محمد رسول اللہ ﷺ ۔

اے کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عہدہ بھی قابل صدر شک ہوگا کہ بڑے کریم اونٹ سواروں کے ساتھ ایک جنتی اونٹنی کا سوار سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے ہوئے نظر آئیں گے اس سے بڑھ کر فکر عشق کے حال کی۔

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کچھ یہی کیفیت سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کی بھی ہے کہ اللہ نے وہ مرتبہ بخشا کہ دنیا میں عالم بطون کا غوثِ اعظم سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا تو شب معراج عرش اعظم میں خاص مقام عطا فرمایا کہ وہاں پہنچ کر ہی اپنے محبوبِ کریم ﷺ کا سیر ہو کر دیدار کرلیں اور کل قیامت میں ''مقعد صدق عند ملک مقتدر'' پہنچانے کے لئے ملائکہ کے جھرمٹ میں جلوس کی شکل میں لے جایا جائے گا۔ اللہ ہمیں بھی عشق مصطفیٰ ﷺ سے نوازے۔ آمین

کرتا تو ہے یاد ان کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

شرح

احمد رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حبیب کبریا ﷺ کی ہر وقت یاد کرتا رہتا ہے فلہٰذا اے کریم فی سبیل اللہ غفلت کو روک دو کہ وہ میرے قریب نہ بھٹکے گویا اس آرزو پر کسی نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال کیا کہ کیا یہ تم دل سے آرزو کررہے ہو یا صرف رسمی بات ہے۔ آپ نے فرمایا ارے بندۂ خدا بخدا دل سے ہی یہی آرزو اور تمنا ہے کہ ہر آن ہر لمحہ ان کی یاد میں زندگی بسر ہو۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے لمحات

شعبان ۱۲۸٦ھ سے لے کر ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ تک پورے چون برس مسند افتاء پر متمکن رہے اور اس عرصہ میں اتنا لکھا کہ حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ محمد حسنین رضا خان صاحب نے جب حساب لگایا تو فی دن چھپن صفحات کتابت وتحریر کے نکلے۔

وقت تحریر کا یہ عالم تھا کہ کوئی سوال آیا تو اس کے جواب میں دلائل کا انبار لگ جاتا پھر بھی آپ کے قلم حقیقت رقم کو سیری نہ ہوتی تھی آپ کی ایک ایک کتاب معلومات کا خزینہ اور تحقیقات کا گنجینہ ہے اور بے شمار حقائق و معارف سے مملو ہے ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا اور دلکش ہے جسے پڑھ کر اہل علم عش عش کر اُٹھتے ہیں ہر کتاب کا نام حسین وجمیل اور فقروں کی صورت میں علم وادب میں ڈوبا ہوا فصاحت و بلاغت میں ڈوبا ہوا اور معانی وبیان کی میزان پر وزن کیا ہوا ہے۔

باوجود اس کے کہ آپ جملہ علومِ دینیہ کے شعر گوئی میں طولیٰ رکھتے تھے شاعری آپ کا مشغلہ نہ تھا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی تیاری وغیرہ کرتے بلکہ جب بھی مدینہ طیبہ خاکِ بغداد کی یاد کے دریا موجزن ہوتے تو بے ساختہ محبت و الفت کے جذبات شعروں کے سانچے میں ڈھل کر زبان میں آجاتے آپ کی بیشتر نعتوں میں بے ساختہ سوز و گداز، کیف وجذب، فصاحت و بلاغت، جوشِ بیان اور پاسِ شریعت غرض آپ کے کلام میں ہر طرح کا حسن صوری ومعنوی بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ کے نعتیہ کلام کو جامِ کوثر کہا جائے تو یقیناً بجا ہوگا۔ آپ کا نعتیہ کلام اہلِ ایمان ومحبت کے ساز روح کا دلنواز نغمہ معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذوقِ سلیم رکھنے والے حضرات آپ کے کلام کو سن کر جھوم جھوم جاتے ہیں۔ آپ خود تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں　　نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

برصغیر ہندو پاک میں اہلِ محبت کی شاید ہی کوئی محفل ایسی ہوگی جہاں آپ کے کلام اور مشہور زمانہ ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ کی گونج سنائی نہ دے۔ آخر کیوں نہ ہو آپ کی نعتوں کے ایک ایک شعر سے شہنشاہ مدینہ سرورِ کائنات ﷺ کی سچی محبت کے چشمے پھوٹتے ہیں آپ خود فرماتے ہیں

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضاؔ سے بوستان　　کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت وا منقار ہے

اکثر شعراء جوشِ شاعری میں کچھ کا کچھ کہہ جایا کرتے ہیں مبالغہ آرائی کی سطح پر آ کر زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں مگر امام بریلوی نے شاعری میں ایک نئی طرح ڈالی اور نعت گوئی کی ایک حد فاصل قائم کردی۔ آپ کی نعتوں میں کہیں بھی شانِ رسالت کی گستاخی و بے ادبی کا پہلو نہیں نکلتا اور نہ ہی دامن شریعت آپ کے ہاتھ سے چھوٹا نہ ہی کہیں

حد سے تجاوز پایا جاتا ہے۔

عاداتِ کریمہ

تواضع وانکسار، اطاعت والدین، بزرگوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت، جذباتِ بخشش وسخاوت، احتیاط فی الدین، حق گوئی، حلم وعفو وغیرہ شعبوں میں بھی آپ کی زندگی مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔

قبلہ کی طرف رُخ کرکے کبھی نہ تھوکتے اور قبلہ کی طرف پاؤں نہ کرتے تھے، جماہی لیتے وقت دانتوں میں انگلی دبا کر آواز پیدا نہ ہونے دیتے، کبھی قہقہہ بلند نہ کرتے تھے، نماز عمامہ باندھ کر پڑھتے، اپنا کنگھا اور شیشہ الگ رکھتے، مسواک ضرور کرتے، سر مبارک میں چھلیل ڈالوتے، تعویز خدمت خلق کے طور پر مفت دیتے تھے، دوکاندار آپ کو مفت سودا دینے کی خواہش کرتے یا کم لینا چاہتے مگر آپ ہمیشہ بازار کی قیمت ادا کرتے تھے، لوگوں کا دل رکھنا بہت ضروری سمجھتے تھے، مسجد سے گھر جاتے ہوئے عمامہ بغل میں دبا لیتے تھے، چلتے وقت بہت آہستہ قدم اُٹھاتے اور نگاہیں عام طور پر نیچی رکھتے، زیادہ وقت تالیف وتصنیف یا فتویٰ نویسی میں گزارتے، مہمانوں اور عام لوگوں سے بیک وقت عصر کے بعد مستقل ملاقات فرمایا کرتے تھے، نماز بہت آہستہ اور سکون سے پڑھتے، ہر شخص کے ساتھ اخلاص سے پیش آتے، آپ کے درِاقدس سے کوئی سائل خالی نہ لوٹتا محتاجوں، ضرورت مندوں اور بیوہ عورتوں کے لئے آپ نے ماہانہ وظیفے مقرر کرر کھے تھے اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ دوسرے شہروں میں منی آرڈر کے ذریعے بھی آپ امدادی رقوم ارسال فرمایا کرتے تھے، آپ کے ہر کام میں مکمل خلوص ہوتا۔

تفصیل آپ کی سوانح عمریوں میں ہے خود اپنی زندگی کے ہر لمحہ کا تصور یوں بیان فرماتے ہیں

"بحمدللہ اگر قلب کے دوٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا "لاالٰہ الا اللّٰہ" دوسرے پر لکھا ہوگا "محمد رسول اللّٰہ" (ﷺ) (الملفوظ جلد ۳ صفحہ ۶۷)

نعت ۵۶

اللہ کے نبی سے

فریاد ہے نفس کی بدی سے

حل لغات

بدی (بالفتح) شرارت، سرکشی وغیرہ۔

شرح

اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں نفس کی شرارت اور سرکشی کے متعلق فریاد ہے۔

امام بوصیری اور امام احمد رضا قدس سرہ

جس طرح امام احمد رضا قدس سرہ عشقِ رسول ﷺ امام بوصیرہ قدس سرہ کا رنگ دکھاتے ہیں ایسے نفس کی شرارت وفساد کے اظہار میں بھی ان کا تتبع فرماتے ہیں چنانچہ یہ شعر امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف کا خلاصہ محسوس ہوتا ہے

لو کنت اعلم انی ما او قرہ　　کتمت سرا بدالی منه بالکتم

کاش میں پہچانتا اس مہمان کی توقیر کو تو سر کی سفیدی کو مہندی سے چھپالیتا

من لی برد جماح من غوایتها　　کما یرد جماع الخیل باللجم

کون ہے جو نفسِ سرکش کو مرے یوں پھیر دے　　روکتے ہیں جیسے گھوڑوں کی لگاموں سے بہم

فلا ترم بالمعاصی کسر شهوتها　　ان الطعام یقوی شهوۃ النهم

نفس کی خواہش گناہوں سے نہیں ہوتی ہے دور　　جس طرح جوع البقر میں پُر نہیں ہوتا شکم

والنفس کالطفل ان تهمله شب علیٰ　　حب الرضاع وان تفطمه ینفطم

نفس کی ہیں عادتیں مانند طفلِ شیر خوار　　دودھ پیتا جائے گا جب تک چھڑا دینگے نہ ہم

فاصرف هواها وحاذر ان تولیه　　ان الهوی ما تولی یصم او یصم

خواہشوں کو روک ہرگز نفس کا تابع نہ ہو　　ختم کردے یا نہ تجھ کو عیب والا کم سے کم

وراعها وهی فی الاعمال سائمة　　وان هی استحلت المرعی فلا تسم

باز رکھ حسنِ عمل کو لذتِ تشہیر سے　　اس چراگاہ ہوس سے دور رکھ اپنا قدم

کمحسنت لذة للمرء قاتلة　　من حیث لم یدر ان السم فی الدسم

لذتیں چکنی غذا کی زہر قاتل تھیں مگر　　کھانے والے نے نہ جانا اس میں پوشیدہ ہے سم

واخش الدسائس من جوع ومن شبع　　　فرب مخمصة شر من التغم

مکر سے کر خوف ان کے شکم سیری ہو کر بھوک　　　آفتیں خالی شکم کی کچھ نہیں سیری سے کم

دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی

لاج آئی نہ ذروں کی ہنسی سے

حل لغات

خاک اُڑانا، بیکار، فضول کام کرنا۔ لاج (ہندی) حیا، شرم، عزت، آبرو۔ لاج آنا، لحاظ آنا، شرم آنا۔

شرح

دن بھر دن کھیل میں بیکار اور فضول کام کیئے۔ ذروں کے ہنسنے سے بھی لحاظ نہ آیا کہ وہ میری اس فضول زندگی پر مذاق اُڑا رہے ہیں اور گویا کہتے ہیں کہ ہم ذرہ بمقدار ہو کر یادِ خدا میں مشغول ہیں اور تو حضرتِ انسان خلافت کا حامل ہو کر بیکار اور فضول وقت گزار رہا ہے۔

فائدہ

اپنے نفس سے جھگڑا اور تکرار بزرگی کی علامت ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک آدمی کسی جنگل میں کہیں جا رہا تھا۔ ایک کونے میں سخت لہجہ سے گفتگو سنائی دی ایسے محسوس ہو رہا تھا گویا کوئی کسی سے لڑ رہا ہے اس طرف وہ بزرگ پہنچے تو کونے میں صرف ایک بزرگ سفید ریش نہایت ضعیف و نحیف چٹائی پر پڑا ہے اور کوئی دوسرا نظر نہ آیا۔ اس شخص نے بزرگ سے ماجرا پوچھا تو فرمایا کہ میں اپنے نفس کی شرارت پر اسے کوس رہا ہوں یہ ٹھنڈا پانی مجھ سے مانگ رہا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ جب تک ایک ہزار دوگانہ مع ختمات ختم نہ ہوگا ٹھنڈا پانی تو بجائے خود پانی کا گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔ اس پر نفس روتا ہے اور میں اسے کوستا ہوں۔

شب بھر سونے ہی سے غرض تھی

تاروں نے ہزار دانت پیسے

حل لغات

دانت پیسنا، بہت غصے میں ہونا، جھلانا۔

شرح

ساری رات غفلت کی نیند میں گزار دی اگر چہ تیری اس غلط کاری پر ستاروں نے بہت سخت غصہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھائیں صحت و عافیت اور فراغت بھی حاصل ہے پھر بھی تو اے غافل اپنے مالک کو یاد نہیں کرتا۔ تجھے غفلت نے اتنا غرہ کیا ہے کہ لمحہ بھر بھی اُٹھ کر اللہ کو یاد نہ کیا۔ تیرا یہ غفلت سے سونا تجھے نقصان دیگا اُٹھ کھڑا ہو نیند کے وقت آگے بہت پڑے ہیں۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے　　　حشر تک سوتا رہیگا خاک کے سایہ تلے

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجاھدہ وریاضت

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت غوث الاعظم کا طریقۂ سلوک بے نظیر اور ساتھ ہی بہت مشکل بھی تھا۔ آپ کے ہم عصر شیوخ میں کوئی ان کا ہم سر نہ تھا آپ اپنے ہر عضو کو اس کی طاقت کے مطابق عبادت سپرد فرمایا کرتے آپ ہر وقت کتاب وسنت کی پیروی میں اور ہر حالت میں ذکر اللہ میں مشغول رہتے، آپ احکامِ شریعت کی پوری پوری حفاظت کے ساتھ اسرارِ حقیقت کا مشاہدہ فرماتے۔

حضرت غوث اعظم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ پچیس سال تک میں عراق کے جنگلوں میں ترکِ دنیا کئے ہوئے عبادت میں مصروف رہا۔ فرمایا کہ چالیس سال تک میں نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک قرآن پاک ختم کرتا رہا ہوں اور تین دن سے چالیس دن تک ایسا بہت سازمانہ گزرا ہے کہ میں کھانے پینے اور سونے سے علیحدہ رہا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص مجھ سے یہ وعدہ لے کر گیا کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے یہ جائیں۔ میں ایک سال تک اس کا انتظار کرتا رہا ایک سال بعد لوٹا اور پھر یہی وعدہ لے کر چلا گیا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ پھر یہی واقعہ ہوا لیکن میں وہاں سے نہ ہٹا۔ تیسری مرتبہ وہ آیا تو اپنے ہمراہ دودھ اور روٹی لایا اور کہا میں خضر ہوں ہم دونوں نے کھانا کھایا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ سیر وسیاحت ختم کر کے بغداد جائیں مجاہدہ وریاضت ہی میں انسانی تکمیل ہے ورنہ انسان اس سے خالی ہے تو مٹی کا ایک ڈھیلہ ہے اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی　　　یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ازالۂ وھم

بعض فرقے نجات کا دارومدار اعمالِ صالحہ کو سمجھتے ہیں لیکن اہل سنت کے نزدیک نجات کا دارومدار ایمان پر ہے

جسے ہم عقائد صحیحہ سے تعبیر کرتے ہیں اقبال مرحوم کے شعر میں بھی یہ شرط ضروری ہے کہ قبولیت عمل کا انحصار سراسر ایمان پر ہے کیونکہ عمل کا تعلق جسم سے ہے اور ایمان کا تعلق روح سے، جسم فانی ہے روح باقی، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد، خیر خیرات سب اسی وقت ہیں جب طائر روح قفس عنصری میں موجود ہے۔ اعمال نیک کی جزاء اور افعال بد کی سزا بعد از مرگ روحانی طور پر ہی منتج ہوگی کہ روح ہی ان کی محرک اور ضامن ٹھہری۔ افعالِ بدنی ہمارے ارادوں کے پابند ہیں اور ہمارے ارادے وساوس و یقین سے تحریک پذیر اور ہمارے وجود پر ہماری روح کی حاکمیت مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ . (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۷)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

اس جملے میں ہمارے مؤقف کی تائید ہو رہی ہے کہ ایمان سے مراد عقائد صحیحہ مراد ہیں۔ اس لئے کہ یوں تو ایمان کے لئے اقرار باللسان ہی شریعت میں کافی ہے جس نے منافقین کو بھی دنیا میں پناہ میں رکھا مگر ابن ابی اور اس کے حواریوں مستر باللسان تھے پھر آیت کریمہ نازل ہوئی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ . (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۸)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ایمان مفصل کی دوسری شقیں اور تفصیلات کلمہ "اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" میں مدغم ہیں گو ابن ابی اور اس کے جیسے بہتیرے مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے مگر ابن ابی کے بظاہر مسلمان مرنے پر اس کے لئے دعا فرمانے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو منع فرما دیا۔

فائدہ

دنیا میں بہت سارے ادیان و مذاہب ہیں نیز بڑے بڑے غیر مسلم اہلِ ثروت و سرمایہ دار آج بھی اعمالِ خیر کے مرتکب ہیں لیکن

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ا (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۱۹)

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ا (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۵)

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

پڑھ لینے کے بعد کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ غیر مسلم سزاوار جنت کے مستحق ہرگز نہیں بلکہ ان کافروں کے اعمال نیک مقدار میں کوہ ہمالیہ ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک راکھ کا ڈھیر ہیں کیونکہ وہ مومن نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ کَرَمَادِ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ا .

(پارہ۱۳،سورۃ ابراہیم، آیت ۱۸)

اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام میں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں۔

ثابت ہوا کہ اعمالِ نیک کی قبولیت محض ایمان پر ہے خدانخواستہ اگر کسی نے ساری زندگی گناہوں اور کفر وشرک میں گزاری اور صغائر و کبائر میں بھی مبتلا رہا مگر بالآخر حق پہچان کر اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اور ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ اس کے کُل گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْٓا ا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(پارہ۹،سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۳)

اور جنہوں نے بُرائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

موازنہ اعمالِ صالحہ اور ایمانِ کامل یعنی عقائد صحیحہ

غزوات میں ایک مخلص مومن رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے، کلمہ پڑھتا ہے اور ایمان لاکر جہاد میں شریک ہوکر شہید ہوجاتا ہے اعمالِ نیک کا اسے مزید موقع نہ ملا مگر صحابی ہوا اور حق پر جان دے کر مستحق رحمت ایزدی ٹھہرا۔
اس کے برعکس زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں رہ کر اعمال صالحہ میں اوقات بسر کئے بلکہ جہاد جیسی عظیم العبادات میں بھی نہ صرف شمولیت بلکہ جان تک بھی قربان کردی تب بھی وہ نہ صرف معمولی جہنمی بلکہ اللہ نے ”الدرک الاسفل من النار“ کی وعید سنائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار صرف اور صرف ایمان پر ہے اسی لئے خاتمہ بالخیر و بالایمان کی دعا ہر مومن کا شعار ہے اعمالِ خیر و نیک انسان کو صالح نہیں بناتے اس کا ایمان برحق اور اسلام اسے صالحین میں شمار کراتا ہے۔

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ہ (پارہ۱۳،سورۃ یوسف، آیت ۱۰۱)

مجھے مسلمان اُٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں۔

غور فرمایئے اعمالِ صالحہ کے سو پہاڑ بھی ہوں تو ایک ایمان کے سقوط سے وہ یک قلم حبط ہوجائیں گے۔ صحابہ

کرام کی آواز انجانے میں رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند ہوگئی تو حبطِ اعمال کی وعید آئی۔

معلوم ہوا کہ نبی کی شان میں سوئے ادب کا کوئی پہلو بھی کفر سے مماثل ہے کہ نتیجہ دونوں کا حبط عمل ہی ہے۔

ایمان ہے کیا؟

اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول محمد ﷺ پر ان سے قبل آنے والے تمام رسولوں پر، تمام آسمانی کتابوں پر، فرشتوں پر، حشر ونشر پر، قضاوقدر اور روزِ جزا پر صدق دل سے کامل یقین کا نام ایمان ہے اور خلاصہ ایمان بلکہ جانِ ایمان محبت وعشق رسول ہے کیونکہ فرمان ہے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا

لایؤمن احد کم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین

یعنی تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

فیصلہ قرآنِ حکیم

سورۂ توبہ کی چوبیسویں آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

فائدہ

اسی پاک وصاف ایمان کی روشنی میں ہر عمل نیک کی جزا ہے۔ ایمان وعمل صالح لازم وملزوم ہیں ایمان کے ساتھ عملِ صالح کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ عظیم میں ایک دو جگہ نہیں بلکہ ۶۲ مقامات پر تو ایمان وعمل کو ایک ساتھ اور تقریباً ایک ہی الفاظ میں بیان فرمایا ہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے عملِ صالح کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی اہلِ جنت ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے انہی کے لئے مغفرت ہے اور اجرِ عظیم انہی کے لئے نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم گویا ایمان کے ساتھ عملِ صالح رکھنے والے اللہ کے دوست اور ولی ہیں۔ اولیاء اللہ کی یہی شان فرمائی گئی ہے کہ ان کے لئے نہ کوئی خوف نہ کوئی حزن۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۶۲)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

اللہ تعالیٰ نے "طُوْبٰی لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ایمان وعملِ صالح والوں کی شان میں ہی فرمایا ہے ان کے لئے حساب رزق مقرر کیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۲۳)

بیشک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

اور اسی سورۃ کے چودھویں آیت میں اسی عبارت کی تکرار کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۱۴)

بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہے۔

ایمان والوں کو دنیا میں بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی اور جو حالت سے توبہ کر کے ایمان لائے اللہ تعالیٰ اس کے سیئات کو حسنات سے بدل دیگا کہ یہ اللہ کی عادت ہے اور اس کا وعدہ اور اللہ اپنے وعدوں کے خلاف کرتا ہی نہیں۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۰)

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی بُرائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قرآن حکیم کے تیس پاروں میں لُولُو اور مرجان کی طرح سجی ہوئی ان آیات کریمہ کی تلاوت کیجئے اور دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساٹھ ستر مقامات پر جو "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا ہے ان میں عملِ صالح کے لئے ایمان کو شرط قرار دیا ہے۔ ایمان کو بہر حال اولیت حاصل ہے اس کے بعد ہی عمل عملِ صالح بنتا ہے لہٰذا اگر ایمان درست نہیں تو ہزار نہیں اگر لاکھ عمل کرتے رہی قیامت کے روز وہ منہ پر مار دیئے جائیں گے۔ اگر ایمان کی دولت مل گئی اور عمل کا وقفہ نہ نصیب ہو سکا تو ایمان کی بدولت ہمارے گناہ ہی نیکیوں میں بدل جائیں گے جیسا کہ قرآن شاہد ہے اور یہ تو ایمان کا

تقاضا ہے کہ مومن عمل صالح کرتا رہے لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے کہ یہی ہماری نیکیوں اور نجات کا ضامن ہے

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشان کا
ایمان پہ موت بہتر او نفس
تیری ناپاک زندگی سے

شرح

اے نفس کمینے موت ایمان پہ نصیب ہو تیری اس ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔

خاتمۂ ایمان

خاتمہ برایمان کی آرزو ہر بندۂ محبوب خدا نے کی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لبوں پر ہر وقت یہ دعا رہتی

اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک واجعل موتنا وحیوتنا ببلد حبیبک

اے اللہ ہمیں اپنی راہ میں شہادت دے اور ہماری موت وحیات تیرے حبیب ﷺ کے شہر مبارک (مدینہ) میں ہو۔

انتباہ

زندگی میں انسان پر لازم ہے کہ ان امور کی عادت پر زندگی بسر کرے جو خاتمہ ایمان کے موجب ہیں ورنہ ورثاء پر لازم ہے کہ وہ اس کے خاتمۂ ایمان پر موت۔

(۱) سرہانے بیٹھ کر کلمۂ شہادت یا کلمۂ طیب بالجہر پڑھیں اسے نہ کہیں کہ کلمہ پڑھ کیونکہ سکرات الموت کی شدت سے کہیں اس سے انکار سرزد نہ ہو جائے۔

(۲) ٹھنڈا میٹھا پانی کے قطرات منہ میں ڈالیں تاکہ تسکین ہو تو کلمہ سن کر پڑھ لے۔

(۳) سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت کسی خوش ایمان، صحیح قاری حافظ سے سنائیں۔

(۴) نیک لوگ مل کر اس کے خاتمۂ ایمان کی دعائیں کریں وغیرہ وغیرہ۔

او شہد نمائے زہر در جام
گم جاؤں کدھر تیری بدی سے

حل لغات

شہد، وہ میٹھا شیرہ جو مہال کی مکھیاں جمع کرتی ہیں ،انگبیں ۔ جام ، پیالہ ،گلاس ،کٹورہ ،شراب پینے کا برتن ۔گم جاؤں،کھویا جاؤں،غائب ہو جاؤں۔

شرح

اے نفس کمینے پیالہ میں زہر ڈال کر شہد دکھانے والے تیری شرارت سے کہاں غائب ہو جاؤں۔

نفس شیطان کی فریب کاریاں

نفس و شیطان کی شرارتوں سے انبیاء علیہم السلام تو معصوم اور اولیائے کرام محفوظ ہیں لیکن ہمارے جیسوں کا ان کی شرارت سے بچنا نہایت مشکل ہے ان کی فریب کاریاں کچھ ایسی ہیں کہ عقل و فکر دنگ رہ جاتے ہیں بسا اوقات نیکی کرا کر بھی ایمان کی پونجی لوٹ لیتے ہیں۔

حکایت

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص رات بھر اللہ کا ورد کرتا رہا۔ جذب وردوں کے ساتھ اس نے رات گزار دی صبح کے وقت اس پر شیطان ظاہر ہو کر کہنے لگا اے نادان تو رات بھر اللہ کو بلاتا رہا ہے کیا اس نے تیری ایک صدا پر لبیک کہی ہے جب خدا کی طرف سے تجھے جواب نہیں آتا تو پھر کیوں اسے بار بار پکارتا ہے اس شخص نے شیطان کی بات سن کر اپنا سر جھکا لیا اور بہت پریشان ہوا۔استغراق کے عالم میں اسے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ تم نے ذکر خدا کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟اس نے عرض کی

گفت لبیکم نمی آید جواب	زاں ہمی ترسم کی باشم ردِباب

کہ مجھے خدا کی طرف سے لبیک کی آواز نہیں آتی اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں مردودِ بارگاہ تو نہیں ہوں؟

حضرت خضر نے فرمایا کہ مجھے خدا نے تیری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے

گفت آں اللہ تو لبیك ما است	ایں نیاز و سوز وردت پیك ما است
ترس و عشق تو کمند لطف ما است	زیر ہر یارب تو لبیك ہا است
نئے ترا درکارِ من آوردہ ام	نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام
جانِ جاہل زیں دعا جز دور نیست	زانکہ یارب گفتن اش دستور نیست

(۱) خدا فرماتا ہے کہ تیرا اللہ کہنا ہی ہماری طرف سے صدائے لبیک ہے تیری نیاز مندی اور سوزِ درد ہمارا ہی قاصد ہے۔
(۲) تیرا ڈر اور عشق ہمارے لطف کی کمند ہے تیرے ہر بار یارب کہنے میں بہت سی لبیک کی صدائیں ہیں۔
(۳) کیا تمہیں میں نے اپنے کام میں مشغول نہیں کیا اور کیا میں نے تجھے ذکر کرنے میں نہیں لگایا؟
(۴) جاہل لوگ اس پکار (یعنی ذکرِ الٰہی) سے دور ہوتے ہیں یارب کہنا ان کا دستور نہیں۔

حضرت خضر نے فرمایا کہ شیطان کی بات پر مت جاؤ تمہیں مبارک ہو کہ تم مردودِ بارگاہ نہیں مقبولِ بارگاہ ہو۔ جان لو اگر تم مقبول بارگاہ نہ ہوتے تو وہ تمہیں اپنے ذکر کی یہ توفیق ہرگز نہ بخشتا۔

انتباہ

شیطان بڑا عیار و چالاک ہے وہ ذاکر و عابد بندے کے دل میں اس قسم کے وسوسے پیدا کر کے اسے ذکر خدا سے غافل کر دینا چاہتا ہے ہمارا کام خدا کی یاد کرنا ہے اور قبول فرمانا اللہ کا کام۔ نماز کے لئے مسجد میں آنے کی توفیق دینا نماز و روزہ ادا کرنے کا شوق پیدا کرنا یہی علامت اس بات کی ہے کہ ہماری وہ پکار و عبادت پر خوش ہے اور عبادت قبول فرمالیتا ہے۔ شیطان لعین کے اس وسوسے میں پڑ کر یہ سوچنا چاہیے کہ خدا کی بارگاہ چھوڑ کر پھر ہم جائیں گے کہاں؟ لہٰذا اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اگر ہم مقبولِ بارگاہ نہ ہوتے تو وہ ہمیں اپنے گھر مسجد میں آنے ہی نہ دیتا۔ ہمارے اللہ اللہ کرنے کو اگر اس نے قبول نہ فرمانا ہوتا تو ہمیں اس بات کی وہ توفیق ہی نہ دیتا۔ ایک حاجی کعبہ شریف کا غلاف پکڑ کر کہنے لگا کہ خدا جانے خدا مجھ پر راضی ہے یا ناراض؟ ہاتف سے آواز آئی کیا تم نے کسی ایسے آدمی کو اپنے گھر بلایا ہے جس پر تم راضی نہیں؟ اس نے کہا نہیں تو جواب ملا اگر ہم تم پر راضی نہ ہوتے تو اپنے اس گھر میں تمہیں کبھی آنے نہ دیتے۔ ہمارا تمہیں اپنے گھر بلا لینا ہی دلیل ہے اس بات کی کہ ہم تم پر راضی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کو اللہ اللہ کا ذکر کرنے میں مشغول کر دینا اللہ ہی کا کام ہے اور وہ اپنے اس ذکر سے اپنے ذکر کرنے والوں پر خوش ہے اپنی فکر ان لوگوں کو کرنی چاہیے جو اللہ اللہ کرنے والوں پر پھبتیاں کسے ان کا مذاق اُڑاتے ہیں اور شیطان کی طرح طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتے ہیں دراصل وہ خود ہی مردودِ بارگاہ ہیں۔

جو خدا کی یاد میں مشغول ہو ‏ ‏ کیوں نہ وہ اللہ کا مقبول ہو

گہرے ‏ پیارے ‏ پرانے ‏ سوز
گزرا ‏ میں ‏ تیری ‏ دوستی ‏ سے

حل لغات

گھرا، دباؤ

شرح

میں تیری دوستی کے راستہ سے گزرا ہوں مجھے معلوم ہے کہ تیرے جیسا شرارتی فسادی اور کوئی نہیں فلہذا مجھ سے دور رہ۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں نفس بہت بڑا ہی ڈھنگی ہے اس سے نرمی کی جائے تو اکڑتا ہے حد سے بڑھ کر نقصان پہنچاتا ہے نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی۔ یہاں تک کہ دولتِ ایمان سے محروم کر دینے تک نہیں چھوڑتا اگر اس پر سختی کی جائے تو غلام بے دام بن جاتا ہے اپنی دامِ تزویر میں اس نے بڑوں بڑوں کو پھنسایا۔ بلعم باعوراء اس کی خباثت سے نہ صرف ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا بلکہ قیامت میں کتے کی کھال پہن کر دوزخ میں جائیگا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا   بڑے موذی کو مارا نفس امارہ گر مارا

حکایت

دیہاتیوں نے جنگل میں مرا ہوا اژدہا دیکھا اسے تماشہ بنا کر دیہات میں لے آئے۔ سردی کا موسم تھا وہ اژدہا مرا ہوا نہیں صرف سردی سے بے بس ہو کر کالمیت (مردہ) محسوس ہوا۔

دیہاتیوں نے اسے دھوپ میں ڈالا تو سانپ سے سردی کے اثرات زائل ہوئے تو دھوپ میں ذرا سا ہلا جوں جوں دھوپ کی گرمی بڑھی سانپ بے جاں میں نئی جان آئی تو اپنی عادت پر دیہاتیوں پر حملہ کر دیا۔

فائدہ

اس حکایت سے صوفیہ کرام نے سانپ سے نفس مراد لیا ہے کہ اس کو جونہی ریاضت و مجاہدہ کی سردی میں مٹا دو تو بے جان سا محسوس ہوگا لیکن جب اسے اس کی خواہشات پوری کر دو تو اسی اژدھا کی طرح بجائے احسان شناسی کے احسان فراموشی کا مظاہرہ کریگا۔ اسی قاعدہ ضابطہ کو امام احمد رضا قدس سرہ نے نفس کو مخاطب ہو کر فرمایا

گزرا میں تیری دوستی سے

یعنی تجھے خوب جانتا ہوں

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را خوب می شناسم

جس رنگ کے لباس میں ملبوس ہوکر آؤ میں تجھے ہر طرح سے پہچان لونگا کیونکہ مجھے تیرے انداز خوب معلوم ہیں۔

تجھ سے جو اُٹھائے میں نے صدمے
ایسے نہ ملے کبھی کسی سے

حل لغات

صدمے،صدمہ کی جمع بمعنی دھکا،ٹکر،تکلیف،چوٹ،رنج وغم،حادثہ،نقصان،مصیبت۔

شرح

اے نفس کمینے تجھ سے جو میں نے صدمے اُٹھائے ہیں ایسے صدمے مجھے تیرے سوا کسی سے نہیں پہنچے۔

نفس و شیطان ہر دونوں انسان کے سخت دشمن ہیں دوستی کا دم بھر کر انسان کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں اور چالاک ایسا کہ کوئی بھی ان کی مکاری وعیاری سے نہیں بچ سکتا۔حضرت مولانا رومی قدس سرہ ایک درزی کی حکایت نفس پر فرماتے ہوتے لکھتے ہیں کہ چند دوست ایک جگہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے باتوں ہی باتوں میں ایک درزی کی بات چل نکلی سب کہنے لگے بھئی وہ بڑا ہی چالاک وعیار درزی ہے کوئی لاکھ ہوشیاری سے کام لے لیکن وہ درزی کپڑے سے کچھ کپڑا چوری کر ہی لیتا ہے اور ایسا استاد ہے کہ پتہ بھی نہیں لگنے دیتا۔ان میں ایک سپاہی بھی تھا جسے اپنی دانائی پر اور ہوشیاری پر بڑا ناز تھا وہ کہنے لگا رہنے دو یار کیسی باتیں کرتے ہو۔وہ درزی کتنا بڑا ابھی چالاک کیوں نہ ہو مجھے وہ ہرگز دھوکا نہیں دے سکتا لو میں شرط لگاتا ہوں کل ہی میں اپنے کوٹ کا کپڑا اس کے پاس لے کر جاؤں گا اور اسے دونگا اور کہوں گا کہ میرے سامنے اس کی کٹائی کرو اور میرا کوٹ تیار کرو پھر دیکھوں گا وہ میرے سامنے کس طرح میرے کپڑے سے کپڑا چراتا ہے اگر واقعی اس نے میرے کپڑے سے کچھ کپڑا چرالیا تو میں اپنا گھوڑا تمہیں دے دوں گا۔

یہ شرط لگا کر دوسرے دن وہ کوٹ کا کپڑا لے کر درزی کے پاس گیا اور کہنے لگا ماسٹر صاحب!یہ میرے کوٹ کا کپڑا لو اور میرا کوٹ تیار کرو میں نے تمہاری چالاکی واستادی کے بڑے قصے سنے ہیں لیکن ماسٹر صاحب میں بھی کچھ کم نہیں ہوں۔آپ کے داؤ میں نہیں آؤں گا کپڑے کی کٹائی ابھی میرے سامنے کرو۔ماسٹر صاحب نے کہا قبلہ تشریف رکھیئے یہ آپ کے دل میں میرے متعلق کسی نے شک ڈال دیا ہے ساری عمر گزر گئی یہ کام کرتے ہوئے مگر حرام ہے جو ایک گرہ تک بھی کسی کا کپڑا چرایا ہو میں جانتا ہوں آپ سپاہی مرد،ہوشیار ہیں اور بڑے دانا ہیں بھلا میں آپ کے ساتھ ایسا کر سکتا

ہوں۔سپاہی نے کپڑا دیا اور درزی نے اسے کاٹنا شروع کیا سپاہی نے قینچی پر اپنی نظر گاڑھ دیں درزی بڑا مسخرہ اور لطیفہ باز تھا کپڑا کاٹتے وقت درزی نے ایک ایسا لطیفہ سنایا جس کے باعث سپاہی کا ہنسی کے مارے بُرا حال ہوگیا۔اتنا ہنسا کہ ہنستے ہوئے اس کے پیٹ میں بل پڑنے لگے اسی عالم میں ہنستے ہوئے ذرا آگے کی طرف جھکا تو درزی نے جھٹ ایک گرہ کپڑا کاٹ لیا سپاہی سیدھا ہوا تو کہنے لگا ماسٹر صاحب بڑا مزیدار لطیفہ سنایا ایک اور سناؤ۔درزی نے ایک اور لطیفہ پہلے سے بھی زیادہ ہنسانے والا سنا دیا۔سپاہی پھر ہنسا اور اتنا کہ ہنستے ہنستے اس کا سر زمین پر جالگا درزی نے موقعہ پاکر کچھ کپڑا اور کاٹ لیا۔سپاہی ہنستے ہنستے جب سنبھلا اور سر اُٹھایا تو کہنے لگا ماسٹر صاحب ایک لطیفہ اور بھی۔درزی نے کہا میاں سپاہی ایک لطیفہ اور بھی سنا تو دوں مگر پھر تمہارا کوٹ بہت ہی تنگ ہو جائے گا۔

انتباہ

نفس بڑا مکار وعیار اور چالاک ہے اسے دنیوی شہوتوں کے ہزاروں لطیفے اور چٹکلے یاد ہیں یہ ان لطیفوں اور چٹکلوں میں انسان کو الجھا کر انسان کو اپنے ایمان سے غافل کر کے اپنی خواہشاتِ نفسانی کی قینچی سے اس کا ایمان کاٹ لیتا ہے انسان کو اپنے زہد وتقویٰ پر ناز کر کے کبھی نفس کا سامنا نہیں کرنا چاہیے یعنی اس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے ورنہ اس کی باتیں دنیوی خواہشات ولذات میں منہمک کر کے اسے موقع مہیا کر دیتی ہیں کہ وہ موقعہ پاکر انسان کا زہد وتقویٰ سب برباد کر دے۔

ہے بڑا چالاک نفسِ لعین　　　اس کے دھوکے میں کبھی آنا نہیں

اف　رے　خود　کام　بے　مروت

پڑتا　ہے　کام　آدمی　سے

حل لغات

اف،افسوس۔اف رے،آہ رے۔خود کام،خودغرض،مطلب کا یار،بےمروت،بےوفا،غدار۔آدمی،انسان،نوکر چوکر،قاصد،خاوند،تمیز دار،عاقل،یار،آشنا،باشندے،قوم

شرح

آہ رے نفس کمینے تو تو مطلب کا یار اور پرلے درجے کا غدار ہے کام پڑتا ہے تو کسی عقلمند باشعور سے لیکن تو تو لاشعور اور پرلے درجہ کا بےعقل ہے تیرے جیسے فریبی سے واسطہ پڑ گیا اللہ تعالیٰ تیرے مکروفریب سے بچائے۔

تو نے ہی کیا خدا سے نادم
تو نے ہی کیا خجل نبی سے

حل لغات

نادم،رسوا۔خجل،شرمندہ

شرح

تو نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے شرمندہ کیا اور تو نے ہمیں نبی پاک ﷺ سے رسوا کیا۔

قیامت میں بُرائیوں کی سزا اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تو ہوگی (ہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے تو اور بات ہے)اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور سزا یہ ہوگی کہ اللہ کے سامنے شرمساری اور نبی کریم ﷺ کے ہاں رسوائی اُٹھانی پڑی اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندے کو دعا سکھائی ہے

رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (پارہ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۱۹۴)

اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔

کیسے آقا کا حکم ٹالا
ہم مر مٹے تیری خود سری سے

حل لغات

ٹالا،ہٹایا۔خودسری،سرکشی،شرارت۔مرمٹنا،فنا ہوجانا،تباہ ہوجانا۔

شرح

ہم نے کیسے محسن آقا کا حکم ٹال دیا ان کے فرمان پر نہ چل سکے ہم تو تیری شرارت اور سرکشی سے تباہ و برباد ہوئے۔

محسن کے احسانات

حضور اکرم ﷺ کے امت پر بے شمار احسانات ہیں۔ایسے محسن کریم ﷺ نے ہر امتی کو فرمایا کہ نفس کے مکرو فریب سے بچ کر رہنا لیکن اے نفس کمینے ہم نے اس محسن کریم ﷺ کے حکم کو ٹالا اس کے برخلاف عمل کیا یا اس سے مراد خود ذاتِ باری تعالیٰ ہے کہ وہ جملہ مخلوق پر احسانات فرمارہا ہے اور انسان کو حکم فرمایا کہ نفس و شیطان کی بات نہ ماننا لیکن

اے کمبخت نفس ہم نے ایسے کریم جل مجدہ کا خلاف کیا ہم تو تیری سرکشی سے مارے گئے۔اب پھر اسی کریم کے فضل وکرم پر بھروسہ ہے کہ وہ ازراہِ کرم ہمیں بخش دے۔

آتی نہ تھی جب بدی میں تجھ کو
ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے

شرح

تجھے شرارت کا حکم تک نہ تھا ہم اس وقت سے تیری شرارت کو جانتے ہیں۔

عالم ارواح

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں ضمناً عالم ارواح کی طرف اشارہ فرمائے ہیں کہ نفس کو عار و شرم دلاتے ہیں کہ تو تو کل کی پیداوار ہے یعنی تو اس وقت سے ہے جب انسان نے عالمِ اجساد میں قدم رکھا ہے جب عالم ارواح میں تھا اسے خوب سمجھایا گیا کہ انسان تیرا نفس و شیطان سے پالا پڑیگا اس کا خیال رکھنا۔

حد کے ظالم ستم کے کڑ
پتھر شرمائیں تیرے جی سے

حل لغات

حد،انتہا۔ستم،ظلم،کٹر بے رحم،کٹھور،سخت دل۔جی (اردو مذکر) زندگی،مردانگی،جانور،بے زبان،دل۔

شرح

ظلم کرنے میں سخت دل تیرے جی سے تو پتھر بھی شرماتے ہیں۔

ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے
نکلا نہ غبار تیرے جی سے

حل لغات

غبار،گرد،دھول،کدورت،رنج،دشمنی۔

شرح

ہم تو کب کے خاک میں مل چکے ذلیل وخوار ہو چکے لیکن تیرے دل سے تا حال غبار نہ گیا یعنی تو اپنی دشمنی میں

تا حال جوں کا توں ہے۔

ہے ظالم میں بنا ہوں تجھ سے
اللہ بچائے اس گھڑی سے

حل لغات

ہے است کا ترجمہ اور کلمہ تاسف۔ ایجاب اور تعجب یہاں تاسف مراد ہے۔ بنا ہوں از بنانا (ہندی) کسی کے ساتھ بسر کرنا، گزارنا، انجام تک پہنچنا۔

شرح

اے نفس ظالم میں تیرے ساتھ موافقت کرکے زندگی بسر کروں ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ دعا ہے کہ اللہ اس گھڑی سے بچائے جس میں تیرے ساتھ نباہ کا تصور ہو یہ سانگ میں انتہائی منزل ہے کہ نفس سے لمحہ بھر بھی موافقت نہ کرے بلکہ کاملین فرماتے ہیں کہ نفس کو مار ڈالنے میں ہی نجات ہے۔ حضرت مولانا رومی قدس سرہ ایک ماں مار کا واقعہ اسی قاعدہ پر منطبق فرماتے ہیں

ایک شخص کی ماں بڑی عیاش تھی۔ کئی بدمعاشوں سے اس کے ناجائز تعلقات تھے ایک روز اس کے باغیرت بیٹے نے غیرت میں آ کر اپنی ماں کو قتل کر ڈالا کسی نے اس سے کہا ارے نالائق تو نے یہ کیا حرکت کی؟ ماں کا تو بڑا حق ہوتا ہے تو نے ماں کو قتل کر دیا اس نے جواب دیا میری ماں کے فلاں فلاں شخص سے ناجائز تعلقات تھے میں نے غیرت میں آ کر اسے قتل کر دیا۔ معترض نے کہا اگر تو ایسا ہی غیرت مند تھا تو اس بدکار آدمی کو قتل کرتا جس سے تمہاری ماں کے تعلقات تھے اس نے کہا میری ماں کے تعلقات اگر کسی ایک شخص سے ہوتے تو اسے قتل کرتا اس کے تو کئی بدمعاشوں سے تعلقات تھے میں کس کس کو قتل کرتا میں نے ماں کو قتل کرکے گویا سب کا قصہ پاک کر دیا۔

انتباہ

نفس امارہ کی مثال اس بدکاریاں کی ہے کہ اُس کی ناجائز خواہشات سے ہر طرف فتنہ وفساد نظر آ رہا ہے نفس کا ناجائز تعلق رشوت سے بھی ہے خیانت سے بھی بددیانتی اور شرارت سے بھی جنگ وفساد اور قتل و غارت سے بھی یہ جتنی برائیاں بھی دنیا میں عام ہیں اس بدکار نفس کی وجہ سے ہے اگر آپ نفس کو زندہ رکھ کر ان بُرائیوں کو مٹانے کی کوشش کریں گے تو کون کون سی بُرائی مٹائیں گے؟ ان سب بُرائیوں کا قصہ پاک کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اس نفس امارہ ہی کو مار

دیا جائے چنانچہ مولانا رومی ہی فرماتے ہیں

پس بکش اورا کہ بہر آن دنی　　　ہر دمے قصد عزیزے مے کنی

یعنی تو اس کمینے نفس کو مار جس کے لئے تو ہر لحظہ تازہ خون کرتا ہے۔

جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت
چالیں چلئے اس اجنبی سے

حل لغات

اگر چہ حضرت مقدس لوگوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے لیکن طنزاً بُرے اور کمینے لوگوں کے لئے بول دیا جاتا ہے ''بشر المنافقین'' وغیرہ کے قبیل سے ہے۔ چالیں، چال کی جمع، رفتار، حرکت، مکروفریب یہاں یہی مراد ہے۔

شرح

اے نفس کمینہ جو تمہیں نہ جانتا ہو اس بے خبر اجنبی کو اپنے مکروفریب دکھائیں جو تمہارے حالات نہ جانتا ہو اور ہم تو الحمدللہ تیرے مکروفریب کو خوب جانتے ہیں۔

اللہ کے سامنے وہ گُن تھے
یاروں میں کیسے متقی سے

حل لغات

گُن (اردو) کرتوت، عادت، آخری سے بمعنی جیسے

شرح

تیرے تمام کرتوت اور بُرے کردار تو اللہ تعالٰی کے سامنے ہیں وہ تیرے تمام حالات سے باخبر ہے لیکن تو بزعم خویش دوستوں کے سامنے کیسے متقی اور پرہیز گاروں جیسے بنے پھرتے ہو تیری اس چال سے تو نجات مشکل ہے جب تک کہ تو اپنے مالک کریم کے خالص بندے نہ ہو۔

ریاکاری کی مذمت

اس شعر میں ریا کار سالک کو نصیحت فرمائی ہے شرعاً ریا شرکِ خفی ہے اس کی قرآن واحادیث میں سخت مذمت وارد ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی آیات واحادیث مبارکہ اس موضوع میں بکثرت ہیں علم الاخلاق وتصوف کا مطالعہ رکھنے والے خوب جانتے ہیں۔

رہزن نے لوٹ لی کمائی
فریاد ہے خضرِ ہاشمی سے

حل لغات

رہزن، لیٹرا، قزاق، ڈاکو۔خضرِ ہاشمی سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں۔

شرح

لیٹرے نفس نے تمام کمائی لوٹ لی اس کی فریاد بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں ہے کہ آپ اس لیٹرے ڈاکو سے بچائیں سے کیونکہ آپ ہی ہر طرح کی فریادرسی فرماتے ہیں۔

اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں
اپنی نالش کروں تجھی سے

حل لغات

نالش (فارسی،مونث) رونا، فریاد، شکایت، دعویٰ۔

شرح

اے اللہ کریم (جل شانہ) گناہوں کے کنوئیں میں خود گرا و مبتلا ہوا ہوں اپنی شکایت میں تیری بارگاہ میں خود ہی پیش کررہا ہوں تو بڑا کریم ہے اعتراف کرنے کے بغیر ہی بخش دیتا ہے اور جو اعتراف کرلے اس کے لئے کرم کو اور جوش آجاتا ہے۔

ہیں پشت پناہ غوثِ اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

حل لغات

پشت پناہ، سہارا (وسیلہ)

شرح

ہمارے وسیلہ جلیلہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہیں تو پھر اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ڈر کا ہے کا۔ نفس کمینہ ہو یا کوئی اور آپ ہی ہماری مدد فرمائیں گے۔

دستگیر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستگیری چار وانگ عالم ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا پشت پناہ کہنا اسی عقیدہ پر ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے وسیلہ جلیلہ ہیں اور ہر سنی مسلمان کی دستگیری فرماتے ہیں اس کا دعویٰ خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہے چنانچہ سیدنا امام ابوالحسن بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزار قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا اور اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں والحمدللہ رب العالمین۔ تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوثِ اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریادرس۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسماعیل دہلوی نے جابجا غوثِ اعظم یاد کیا ہے فریادرسی دستگیری نہیں تو اور کیا ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں

بعداز رحلت ارشاد پناهی روز عید بزیارت مزار ایشاں رفته بود در اثنائے توجه مزار متبرك التفات تمام از روحانیت مقدسه ایشاں ظاهر گشت وازکمال غریب نوازی نسبت خود راکه بحضرت خواجه احرار منسوب بود مرحمت مودند۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۰،۹)

امام احمد رضا اور غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

امام احمد رضا قدس سرہ نے جو کچھ بھی کہیں بھی لکھا ہے حقیقت پر مبنی ہے آپ کو بارہا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستگیری نصیب ہوئی اور سب کو معلوم ہے کہ بارگاہِ غوثیت میں اعلیٰ حضرت کی نیازمندی کا تو یہ حقیقت ہے کہ آپ مدینہ منورہ اور کعبۃ اللہ کی طرف تادم واپسیں بغدادِ مقدس کی طرف بھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے بہت بہت ممکن ہے کہ بعض لوگ اعلیٰ حضرت کی اس نیازمندی پر شرعی ثبوت مانگیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ بعض امور اہلِ محبت میں از خود رفتہ ہو کر وضع کر لیتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ شریعت میں ان کی کوئی سند بھی ہو مگر سند نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ

وہ بدعت ہوں بلکہ وہ امور تو امت میں نشانِ محبت بن کر جگمگاتے ہیں اور یہ شرف تو صرف دین اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کے پاس ایسے ایسے دیوانے ہیں جو ہزاروں ''فرزانوں'' میں بیٹھ کر بھی اپنا چراغ الگ جلاتے ہیں اور جب دیوانوں کا چراغ جلتا ہے تو فرزانوں کا چراغ خود بخود گل ہو جاتا ہے لہٰذا ان علامتوں کو بدعت سمجھنا بزرگانِ دین سے صریحاً زیادتی کے مترادف ہے مثلاً حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ پاک میں تادم زیست ننگے پاؤں رہنا محبت کی علامت ہے کوئی بدعت نہیں ظاہر ہے کہ امام مالک اپنی نیازی کے جواز پر شریعت سے کوئی سند نہیں لے کر آئے تھے تاہم ان کے اس عمل کو ان کی حد درجہ محبت والفت پر محمول کیا گیا بعینہٖ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اساتذہ کے مکانات کی طرف کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے تو ان کے پاس بھی اس نیازمندی کا شرعی جواز نہ تھا مگر اسے بھی ان کی محبت پر محمول کیا گیا یونہی بارگاہِ غوثیت میں اعلیٰ حضرت کی عقیدت کیشی کے ضمن میں پیش کردہ کسی امر کو بدعت سمجھنا ان کے حق میں صریح زیادتی ہے۔

اعلیٰ حضرت غوثِ پاک کا نامِ نامی اسمِ گرامی جب بھی لیتے عشق و محبت اور احترام و ادب کو ملحوظ رکھتے، نوک زبان ہوتی یا کلکِ قلم بہرصورت غوثِ اعظم کا نام لیتے ہی ارادت و عقیدت کے سوتے اُبل پڑتے، چاہت والفت کے چشمے بہہ نکلتے جس میں وہ خود بھی غوطہ زن ہوتے اور دوسروں کو بھی غرقاب کرتے مثلاً ملاحظہ ہو۔ ایک مقام پر جب غوثِ اعظم کا نام لکھنا آپ کو مقصود ہوا تو نام لکھنے سے پہلے القابات و خطابات کا کیا کیا اہتمام نہ ہوا۔ ارقام فرماتے ہیں

اعاظم اولیاء، سید الاولیاء و امام الاصفیاء و قطب الاقطاب و تاج الافراد و مرجع الابدال و مقرع الافراد اور باعتراف اکابر علماء امام شریعت و سردارِ امت و محی الدین و نظام طریقت و بحر حقیقت و عین ہدایت، زریائے کرامت وہ کون؟ ہاں وہ سید الاسیاد، واہب المراد، سیدنا و مولانا و ملازنا و مائنا و غوثنا و غیثنا، حضرت قطب عالم و غوثِ اعظم سید ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جد الکرام و علیٰ آلہٖ و علیہ و بارک وسلم۔ (برکات الامداد)

مزید کچھ آگے چل کر رقم طراز ہیں

حضور پُرنور، جگر پارۂ شافع یوم النشور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

من استغاث بی فی کربة کشف عنه ومن نادانی باسمی فی شده فرجت عنه ومن توسل بی ابی الی الله فی حاجة قضیت حاجته ومرصلی رکعتین یقراء فی کل رکعة بعد الفاتحه سورة الاخلاص احدی عشرة موه ثثم یصلی ویسلم علیٰ رسول اللهﷺ بعد السلام من التشهد احدی

عشر مرة ومذکرہ ثم نحطوا الیٰ جهة العراق احدی عشرة خطوة ویذکر اسمی وینکر حاجة فالها
تقضیٰ باذن اللہ تعالیٰ

جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو اور اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر رسول اللہ ﷺ پر گیارہ بار درود وسلام بھیجے اور حضور اقدس کو یاد کرے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو بے شک میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہوں۔

غوثِ اعظم کے اس ارشاد پر اعلیٰ حضرت کا یقین ہے بلندی پر دیکھنا ہو تو ''ذریعہ قادریہ'' کا یہ شعر ضرور پڑھیں۔

حسن نیت ہو خطاء پھر کبھی کرتا ہی نہیں　　　آزمایا ہے یگانا ہے دوگانہ تیرا

مطلب یہ کہ اچھی اور سچی نیت سے اگر کوئی آپ کا دوگانہ ''صلوٰۃ الاسرار'' یعنی نمازِ غوثیہ ادا کرے تو حصولِ مقصد میں بالضرور یقیناً کامران ہوگا۔ مصرعہ ثانی

آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمل اعلیٰ حضرت کا مجرب وآزمودہ تھا ایک جگہ یوں فرمایا کہ

نہ دیکھوں مشکل مشکل تیرے آگے　　　کوئی مشکل سی یہ مشکل ہے یا غوث

ایک بار جب کسی نے آپ سے فاتحۂ گیارہویں شریف کی بابت سوال کیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآنِ مجید اور درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا اصول یہ ہے کہ سات بار درودِ غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف وآیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درودِ غوثیہ۔ درودِ غوثیہ یہ ہے

اللھم صلی علیٰ سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ آلہ وبارک وسلم

اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے

وعلیٰ آلہ الکرم وابنہ الکریم وبارک وسلم

اعلیٰ حضرت کے اس طریقۂ فاتحہ کو ''فاتحۂ غوثیہ'' کا عنوان دیا جاتا ہے فاتحہ غوثیہ کی عظمت وبرکت کیا ہے؟ اعلیٰ

حضرت کا ہی ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

مخدومِ ملت، محدثِ اعظم ہند، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اعلیٰ حضرت کے مایہ ناز شاگرد اور خلیفہ تھے۔ ناگپور میں جشن ولادتِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ کو جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں انہوں نے اپنے مفتی بننے کا واقعہ ان لفظوں میں پیش کیا کہ دوسرے دن کارِ افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرنی رکھ کر فاتحۂ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اُٹھ کھڑے ہوئے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرنی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا ہے اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوکِ زبان سے اُٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ غوثیت کی عظمت ومحبت میں ڈوب گئے اور فاتحۂ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی۔

سید محمد محدث کچھوچھوی اعلیٰ حضرت سے اکثر کہا کرتے تھے کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا ہوگا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا تو آپ مسکرا دیا کرتے اور فرماتے کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں یہ تو آپ کے جد امجد سرکار غوث کا فضل وکرم ہے اور کچھ نہیں۔

تیرے بابا کا کرم ہے پھر تیرا کرم ہے　　یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یاغوث
ترا ذرہ مہ کامل ہے یاغوث　　تیرا قطرہ یم سائل ہے یاغوث
بھرن والے تیرا جھالا تو جھالا　　تیرا چھینٹا میرا غاصل ہے یاغوث
بخارا و عراق وچشت و اجمیر　　تری لو شمع ہر محفل ہے یاغوث
یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی　　ہر ایک تیری طرف مائل ہے یا غوث

نیز فرماتے ہیں

ابن زہراء کو مبارک ہو عروسِ قدرت　　قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے　　کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
مزرع چشت وبخارا عراق و اجمیر کون سی کشت پر برسا نہیں جھالا تیرا

تو فاتحۂ غوثیہ کا واقعہ سنانے کے بعد سید محمد محدث کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ اب میں سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا اتنا فرمانے کے بعد آپ نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں جو الفاظ کہے وہ بھی سنیئے فرماتے ہیں

درحقیقت اعلیٰ حضرت غوثِ پاک کے ہاتھ میں چوں قلم درست کاتب تھے جس طرح کہ غوثِ پاک سرکارِ دو عالم ﷺ کے ہاتھ میں چوں در دست کاتب تھے اور کون نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى o (پارہ ۲۷،سورۂ النجم، آیت ۳،۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (انوارِ رضا صفحہ ۲۷)

ایک بار اعلیٰ حضرت کی خدمت میں درجِ ذیل ابیات پیش کی گئیں اور ان کی صحت و عدم کے بارے میں رائے لی گئی۔ ابیات یہ تھیں

روبروئے احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبدالقادر
تم شب معراج آکر دوش برپائے پیمبر
نے چڑھے عرش بریں پر المدد یا عبدالقادر

ان ابیات کے بارے میں آپ نے جو رائے دی وہ آپ کی وسعت مطالعہ کی غماز، فن شعر گوئی کی مہارت کی عکاس اور بارگاہ غوثیت میں آپ کی حد درجہ عقیدت کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دو شعر اچھے ہیں اور پچھلے دو شعروں میں غلطی ہے۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ شب معراج حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اکرم ﷺ کے تشریف لے جاتے وقت ایسا نہ ہوا یہ کہ حضور اکرم ﷺ غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شبِ

معراج خود عرش پر گئے شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا

تھا تمہارا دوشِ اطہر زینۂ پائے پیمبر
جب گئے عرشِ بریں پر المدد یا عبدالقادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا کہ ''المدد یا غوثِ اعظم'' کہ خالی نامِ پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ فریقہ صفحہ ۱۱)

فائدہ

تفریح الخاطر وغیرہ کے حوالے سے اعلیٰ حضرت نے جو کچھ فرمایا وہ بذاتہٖ ایک مستقل اور علیحدہ موضوعِ بحث ہے لہٰذا اس سے صرفِ نظر البتہ اس حقیقت کا اظہار و بیان ضروری اور اشد ضروری ہے کہ مندرجاتِ مضمون کی روشنی میں دیکھا جائے اور پرکھا جائے اور بس........ کیونکہ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ کسی بات سے کوئی بھی شخص اختلاف بلکہ شدید اختلاف کر سکتا ہے مگر اس اختلاف کا مفہوم ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ ہم مداح و ممدوح ہر دو میں سے کسی پر زبان طعن دراز کریں کیونکہ بہت ممکن ہے کہ بعض باتیں ہماری عقل سے ماورا ہوں اور ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہوں اور عدم علم کو علم بالعدم ٹھہراتے ہوں اور جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ عدم علم کو علم بالعدم ٹھہرانا سخت ترین سفاہت ہے۔

ایک بار اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ حضور غوثِ پاک کے نام پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

آپ نے اس کا جو جواب مرحمت فرمایا وہ جہاں ان کے ایک قوتِ استدلال پر بین دلیل ہے وہیں وہ ان کی مکمل انشاپردازی پر دال بھی ہے۔ فرماتے ہیں

حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس و انور سید عالم ﷺ کے وارثِ کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پُرنور ﷺ مع اپنی صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذاتِ احدیت عزت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات و احادیث و ارشاداتِ آئمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی۔ ''کفانا الکافی فی الدارین'' (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۱۶)

حضور اکرم ﷺ کے نامِ نامی پر انگوٹھے چومنے کا مسئلہ چونکہ اب ایک متنازعہ امر بن چکا ہے ایسے میں جب ہم

اعلیٰ حضرت کا غوثِ اعظم کے نام پر انگوٹھے چومنے کا مسئلہ پڑھتے ہیں تو یقیناً حیرت ہوتی ہے لیکن اگر قدرے تفکر سے کام لیا جائے تو بہت جلد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ محبّ کا اپنے محبوب کے نام پر انگوٹھے چومنا دراصل اس کے دل میں دبی ہوئی بے پایاں محبت وعقیدت کا اظہار ہے اور بس .... لہٰذا اس اظہار و بیان کو محض علامت محبت سمجھا ئے نہ کہ نشانِ محبت۔

فتاویٰ افریقہ میں مسئلہ نمبر ۸۳ کا بالتفصیل جواب دیتے ہوئے ایک مقام پر رقم طراز ہیں کہ حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے حضور کے دست مبارک پر بیعت ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا۔ فرمایا

انتمی الیٰ وتسمی لی قبله الله تعالیٰ وتاب علیه ان کان علی سیلی مکروه و هو من جملة اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی و اهل مذهبی وکل محب لی الجنة

یعنی جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دیگا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

مندرجہ بالا تحریر غوثِ اعظم کی ہے اس پر اعلیٰ حضرت کو کس درجہ اعتماد اور یقین تھا اس کا اندازہ ذیل کے اشعار سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

نزع میں گور میں میزان پہ پل پہ کہیں ۔۔۔ نہ چھٹے ہاتھ سے دامنِ معلّٰی تیرا
دھوپ محشر کی وہ جان سوز قیامت ہے مگر ۔۔۔ مطمئن ہوں کہ میرے سر پر ہے پلا تیرا
بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے ۔۔۔ کہ فلک دار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

نیز فرماتے ہیں

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا ۔۔۔ قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

اعلیٰ حضرت کا عقیدہ تھا کہ حضور غوثِ پاک معدنِ فیض اور منبع انوار ہیں چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا کہ بیعت کے کیا معنی ہیں تو ارشاد فرمایا کہ بیعت کے معنی ہیں بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے کہ ایک صاحب کو سزائے موت کا

حکم دیا گیا جلاد نے تلوار کھینچی وہ صاحب اپنے شیخ کے مزار کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو گئے۔جلاد نے کہا کہ اس وقت تو قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کرلیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدنِ فیض و منبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیے۔(ملفوظات)

آپ نے اپنے اس اعتقاد کو اپنے ایک شعر میں یوں نظم کیا

منبع فیض بھی ہے مجمع افضال بھی ہیں　　　مہرِ عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

اعلیٰ حضرت نے فرمایا ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ پاک کے دفتر میں قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا ''وھبتم لک'' میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔(ملفوظات صفحہ۱۹۰)

یہی وہ اعتقاد تھا کہ جس نے اعلیٰ حضرت کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا تھا کہ

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو　　　میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے　　　حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا
موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول　　　آبرس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

ایک بار اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہتے اور نہ رہ سکتے ہیں پھر عرض کیا گیا غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں؟ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ انہیں ہر حال میں یوں ہی آئینہ پیش نظر ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلافِ سلطنت دنیا کے اس لئے یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور اکرم ﷺ ہیں،صدیق اکبر حضور ﷺ کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر راست۔پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروقِ اعظم و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم و امام حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولا علی کو اور امامین محرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے حضور غوثِ اعظم بھی ہیں اور سید الامراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث الاعظم ہوں گے پھر امام مہدی کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظات جلد ۱)

اعلیٰ حضرت کی اس تحقیق کا مآخذ کیا ہے وہ ہمیں نہیں معلوم البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ نے اپنی بات جس قرینے اور سلیقے سے پیش فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس میں لفظ ''غوث'' کی جو تشریح کی گئی ہے شاید کسی کو اس سے اختلاف ہو۔ تاہم یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ آپ کی تشریح قریب از فہم ہے بعید از فہم نہیں بقولِ اعلیٰ حضرت چونکہ ابھی تک ظہورِ امامِ مہدی نہ ہوسکا اس لئے تا حال شیخ عبدالقادر جیلانی ہی غوثِ اعظم ہیں۔ اسی اعتقاد کے سبب اعلیٰ حضرت نے ان کے بارے میں جو منظوم تاثرات پیش کئے ہیں وہ یہ ہیں

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا　　　اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ان تمام اشعار کو فقیر اُویسی غفرلہ مشرح و مفصل اسی شرح حدائق کی جلد اول میں لکھ چکا ہے اس کا مطالعہ فرمائیے۔

سیدنا مجدد اعظم و سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوثِ پاک پر اپنی تفصیل لکھی ہے تو آپ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا آپ کے وسعتِ مطالعہ اور قوتِ حافظہ دونوں پر دال ہے فرمایا کہ مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے تیسری جلد میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکارِ غوثیت سے ملے ہیں۔

نور القمر مستفاد من نور الشمس

اسی میں لکھا ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا .... سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

شاید یہی وہ مضمون ہے کہ جسے آپ نے اپنی نظم میں یوں قلمبند کیا ہے

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں　　　خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس ۔۔۔ نشے والوں نے بھلاشکر نکلا تیرا
وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض ۔۔۔ اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

اوراک دوسری نظم میں یوں فرمایا ہے کہ

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفصیل ۔۔۔ بحکم اولیاء باطل ہے یاغوث
جہاں دشوار ہو وہم مساوات ۔۔۔ یہ حرارت کس قدر حائل ہے یا غوث

ایک بار کسی نے اعلیٰ حضرت کے سامنے یہ شعر پڑھا

ارے یہ وہ عبدالقادر محبوب سبحانی ۔۔۔ کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

تو آپ نے معاً ارشاد فرمایا کہ حضور غوثِ اعظم نے تو کافروں کو اوتاد و ابدال بنایا ہے۔(ملفوظات جلد۳ صفحہ ۳۶۶)

فائدہ

بارگاہِ غوثیت میں اعلیٰ حضرت کا اندازِ عقیدت ذرا اس شعر میں دیکھئے جس میں آپ اپنے آپ کو بارگاہِ غوثیت میں ایک ادنیٰ سگ کی حیثیت سے پکارے جانے کو اپنی بخت آوری کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں ملاحظہ کیجئے

رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے ۔۔۔ کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے

اور ذیل کے شعر میں تو آپ کی عقیدت کیشی اپنے معراجِ کمال پر ہے۔ ملاحظہ ہو

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد ۔۔۔ ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

اس شعر کی مفصل شرح اسی شرح حدائق کی جلد اول میں دیکھئے۔

نائب غوثِ اعظم

اعلیٰ حضرت کو حضور غوثِ اعظم سے جس قدر محبت وعقیدت تھی یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ عرب وعجم کے علماء وفضلا اور عوامِ اہل سنت ہر دو نے جہاں آپ کو امامِ اہل سنت اور مجدد الامۃ ایسے القابات سے یاد کیا وہیں ''نائبِ غوثِ اعظم'' جیسے عظیم وجلیل لقب سے بھی ملقب کیا ملاحظہ مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ شعر جس میں انہوں نے آپ کو نائب غوث الوریٰ کہا

تمہی پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں ۔۔۔ امامِ اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

اعلیٰ حضرت نے حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی ارادت وعقیدت سے مرصع گلدستے نظم ونثر دونوں میں بار بار پیش کئے مثلاً ۱۳۰۲ھ میں ''اکسیر اعظم'' نامی ایک قصیدہ بزبانِ فارسی رقم فرمایا (جس کا حوالہ پیچھے بھی گزرا) ۱۳۰۴ھ میں سلسلۃ الذہب نافیۃ الادب نامی شجرۂ عالیہ قادریہ منظومہ بزبانِ فارسی رقم فرمایا۔ ۱۳۰۵ھ میں ذریعہ قادریہ نامی چوہتر اشعار پر مشتمل ایک طویل منقبت بزبان اردو تحریر فرمائی۔ ۱۳۰۹ھ میں سر اسٹھ رباعیوں پر مشتمل نظم معطر نامی ایک طویل نظم زبان فارسی تحریر فرمائی۔ ۱۳۱۰ھ میں فتاویٰ کرامات غوثیہ نامی رسالہ بزبان عربی اور فارسی تصنیف فرمایا۔ ۱۳۲۱ھ میں بزبانِ عربی اور فارسی ایک نظم مع مدعا رقم فرمائی جس کا نام ''وظیفہ قادریہ'' رکھا یہ نظم ایک سو اکیس اشعار پر مشتمل ہے آپ کے قصیدۂ غوثیہ پر کچھ اعتراضات کئے گئے تھے جس کے جواب میں آپ نے بزبانِ اردو ایک رسالہ رقم فرمایا جس کا نام ہے ''الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ'' ۱۳۰۵ھ علاوہ ازیں آپ نے ۱۳۰۵ھ میں ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار نامی بزبانِ عربی ایک مختصر سا رسالہ بھی تحریر فرمایا جس میں طریقہ ونکاتِ نمازِ غوثیہ شریفہ مذکور ہے۔

اعلیٰ حضرت نے غوثِ پاک کی شان میں پورے سو اشعار پر مشتمل ایک طویل منقبت لکھی جو حدائق بخشش حصہ دوم میں شامل اشاعت ہے جس کی شرح فقیر اُویسی غفرلہ عرض کریگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

عقیدت کا ایک نمونہ

ایک صاحب نے کسی مراد کے لئے حضور اعلیٰ حضرت کے فرمانے پر حضور سیدنا غوث پاک حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ شریف مانا تھا جب ان کی مراد حاصل ہوئی تو وہ توشہ تیار کرکے آستانہ عالیہ ہی پر حضور سے فاتحہ دلانے کے لئے آئے لہٰذا ایک کمرہ میں فرش بچھایا گیا حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا سب حضرات وضو فرمالیں اور خود بھی تجدید وضو فرمایا۔ حلوہ کا دیگچہ سامنے رکھا گیا حضور اعلیٰ حضرت بغدادِ مقدس کی جانب جو سمت قبلہ سے ۱۸ درجہ شمال کو ہے رُخ کرکے کھاتے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا سب صاحب بسم اللہ شریف کے بعد سات بار درودِ غوثیہ ''اللھم صل علیٰ سیدنا محمد معدن الجود والکرم وبارک وسلم'' بار الحمد شریف، ایک بار آیۃ الکرسی شریف اور سات بار سورۂ اخلاص، پھر تین بار درودِ غوثیہ شریف پڑھ کر سرکارِ بغداد کی نذر کریں الغرض بعد فاتحہ جنہوں نے کیا تھا دسترخوان بچھایا اس پر کچھ اشعار جابجا لکھے تھے جسے حضور اعلیٰ حضرت نے اُٹھوا دیا اور دوسرا دسترخوان منگوا کر بچھایا اور فرمایا کہ تحریر پر کوئی چیز نہیں رکھنی چاہیے۔ دسترخوان پر ظروف طعام کے علاوہ کھانے اتارنے والے بے تکلف چلتے

پھرتے ہیں انہیں مطلق احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا قدم کہاں پڑتا ہے اس کے بعد ہر ایک کے سامنے تشتریوں میں حلوہ رکھا گیا اور سب نے بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا شروع کیا جب سب لوگ کھا چکے فرمایا ابھی ہاتھ نہ دھوئے جائیں بلکہ بستہ روبہ عراق ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایئے حاضرین صفیں درست کرنے لگے فرمایا جس قدر ساداتِ کرام ہیں وہ صف اول میں سب سے آگے رہیں گے یہاں تک کہ خود بھی پیچھے کھڑے ہوئے بعدہ فرمایا سلفچی میں سب لوگ باحتیاط ہاتھ دھوئیں اور پانی محفوظ جگہ پر ڈال دیا جائے اور کلی کرنے کی جگہ تھوڑا پانی سب لوگ پی لیں اس کے بعد دعا کی گئی۔

انتباہ

عقیدت میں جتنی پختگی ہوگی اتنا ہی قربِ غوثیت مآب نصیب ہوگا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عقیدت کے واقعات کے لئے ایک مستقل تصنیف چاہیے یہاں صرف ایک اور واقعہ حاضر ہے۔

اعلیٰ حضرت اپنے دوسرے سفرِ حج کی روئیداد میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے۔ کوئی تیس چالیس آدمی ہونگے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا ہوا کے لئے پردے حسبِ حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے۔ حبشی ملاح اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیائے کرام کو عجب اچھے لہجے میں ندا کرتے تھے ایک حضور سیدنا غوثِ اعظم کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر کو تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی اہدل کو علیٰ ہذا القیاس۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے میں ہوتیں اور بہت خوش آتیں۔ ایک حبشی نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں اُن سے کہا یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبدالقادر جیلانی یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان صاحب نے جب غوث کا نام لیا تو) ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے۔ (جلد۲صفحہ۱۵)

فائدہ عقیدت

فقیر اُویسی غفرلہ کا تجربہ ہے کہ جسے کسی محبوبِ خدا بالخصوص سیدنا غوث الوریٰ سے جتنی عقیدت ہوگی اتنا ہی ان سے قرب ہوگا اس کی نشانی یہی ہے کہ ادھر عقیدت سے پکار نکلے ادھر سے فوراً مشکل حل ہو یہ کمال فقیر اُویسی غفرلہ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ میں بطریقِ اکمل واتم دیکھا۔ نمونے ملاحظہ ہوں

مرگی کا علاج

یونہی ایک موقع پر آپ نے مرگی کے تذکرہ میں فرمایا کہ حضور غوثِ اعظم کے زمانے میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی۔ حضور نے فرمایا اس کے کان میں کہہ دو کہ غوثِ اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہوگیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۲۰)

ایک بار کسی نے عرض کیا سیدی احمد زروق نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا تو ارشاد فرمایا میں نے کبھی کسی قسم کی مدد نہ طلب کی جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا۔ ''یك گیر محکم گیر'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۳۰)

فائدہ

آپ کے اس قول کی صداقت آپ کے اس واقعہ سے بخوبی ملتی ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا کہ

زندگی کا ایک واقعہ

میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوبِ الٰہی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وشغف سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہوگئے میں سمجھا کہ واقعی لوگ خاموش ہوگئے قدم درگاہ سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرات کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوبِ الٰہی کے نام مبارک کے ''یا غوث'' زبان سے نکلا وہیں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا۔ (ایضاً)

معلوم ہوا کہ یہ قصیدہ اس سو دس اشعار پر مشتمل ہے اور اس کی زبان فارسی ہے۔ حدائق بخشش کے دوسرے حصہ میں مطبوع ہوا ان شاءاللہ شرح سمیت فقیر کی اسی شرح حدائق میں آئندہ مجلدات میں ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

نعت شریف ۵۸

عرشِ حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

حل لغات

مسند بالفتح تکیہ گاہ اور گاؤ تکیہ (بڑا تکیہ جس سے کمر لگا کر فرش پر بیٹھتے ہیں) رفعت، بالکسر بلندی۔

شرح

حق تعالیٰ کا عرش رسول اللہ ﷺ کا گاؤ تکیہ ہے آپ کی عزت وعظمت میدانِ حشر میں قابلِ دید ہے۔ عرش حضور ﷺ کی مسند ہے۔ روح البیان پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آخری آیت میں ہے کہ عرشِ معلیٰ کے ایک ہزار بروایۃ دیگر تین ہزار ستون ہیں۔ ایک پایۂ سے دوسرے پایۂ تک تین ہزار سال کی مسافت ہے ہر ایک ستون کو بے شمار ملائکہ صف بستہ گھیرا ڈالے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

عناصر وافلاک کی ترتیب یوں ہے زمین اس کے اوپر پانی پھر ہوا پھر آگ اس کے بعد فلک القمر پھر فلک زہرہ پھر فلک شمس پھر فلک مشتری پھر فلک زحل پھر فلک ثوابت پھر فلک الافلاک ہے جسے فلکِ اعظم کہتے ہیں۔ فلکیات وعناصر کو محیط ہے اس کے بعد خلا و ملا کے سوا اور کچھ نہیں ہر محیط اپنے محاط کو مس کرتا ہے یعنی جو محاط جس محیط کو قریب ہوگا وہ اسے مس کرے گا جس طرح ترتیب مذکور ہوئی۔

تخلیق عرش کی علت غائیہ

بعض محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرشِ معلیٰ کو صرف اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شرافت کے اظہار کے لئے پیدا فرمایا ہے اس لئے کہ اپنے محبوب کی شان میں فرمایا

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (روح البیان پارہ ۱۱)

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ نے فرمایا

عرش است کمیں پایۂ زایوانِ محمد ﷺ

عرش حضور اکرم ﷺ کے محل (بنگلہ) کا ایک چھوٹا سا پایہ ہے۔

شرح مصرعۂ ثانی

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی (ﷺ)

غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن بھوپالی اپنے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں

پس فردا ظاہر شود کہ اور ادر درگاہ خدا وندی چہ قدر عزت و جاہ بودہ است

روز روز اوست وجاہ جاہ او　　　　اللھم بحق جاہ محمد اغفرلنا

گرز نہ رفتم طریق سنت او　　　　ھستم از عاصیان امت تو

غرض کہ مقام مقام اوست و سخن سخن او　　　　او مہمان اوست ودیگران طفیلی

پس کل یہ آشکار ہو جائے گا کہ بارگاہِ ایزدی میں آنحضرت ﷺ کو کیا عزت وجاہ اور قدر ومنزلت حاصل ہے۔ قیامت کا دن (درحقیقت) حضور اکرم ﷺ کا دن ہوگا اور اس دن عزت حضور اکرم ﷺ ہی کی ہوگی۔ اے اللہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے بخش دے یارسول اللہ ﷺ بے شک ہم آپ کی سنت کی راہ پر نہیں چلتے لیکن ہم آپ کی امت کے گنہگاروں میں سے تو ہیں الغرض روزِ قیامت صاحب مقام ومنصب حضور اکرم ﷺ ہی کی ذات ہوئی اور عرش کے مسند نشین بھی آپ ہی ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ تمام بشر جس کی قدر وعظمت کے لائق نہ ہوں گے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ

یرقی ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامتہ علیٰ کرم فوق الناس

حضور اکرم ﷺ اور حضور کی امت روزِ قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے (رواہ احمد وتفسیر ابن جریر)

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

انا وامتی یوم القیامۃ علیٰ کوم مشرقین ما من الناس احد الا وذانہ منا . الحدیث

میں اور میری امت روزِ قیامت بلندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

(۴) صحیح مسلم شریف میں ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تین

سوال دیئے میں نے دوبارہ عرض کی

اللھم اغفرلامتی اللھم اغفرلامتی و اخرت الثالث یوم یرغب التی فیه الخلق حتی ابراھیم

الٰہی میری امت بخش دے الٰہی میری امت بخش دے اور تیسرا اس دن کے لئے اُٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

ان محمداً صلی اللہ علیه وسلم یوم القیمة یجلس علی کرسی الرب بین یدی الرب

بیشک محمد ﷺ روزِ قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

بقعده علی الکرسی اللہ تعالیٰ انہیں کرسی پر بٹھائے گا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وعلیٰ آلہٖ و اصحابه اجمعین و الحمد للہ رب العالمین. (تجلی الیقین)

عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ان اللہ عزوجل اتخذ ابراھیم خلیلاً و ان صاحبکم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خلیل اللہ و اکرم الخلق علی اللہ ثم قرا عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا قال یقعده علی العرش. (معالم التنزیل ومواہب لدنیہ)

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور بیشک تمہارے آقا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز وجلیل ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

حل لغات

لہرائیں گے از لہرانا، موج مارنا، لہلہانا، شعلہ مارنا، ہلنا۔ چشمے، چشمہ کی جمع، تالاب وغیرہ۔ طلعت، رُخ، چہرہ۔

شرح

جب رسول اللہ ﷺ کے رُخ اطہر کے جلوے فرما ہوں گے تو قبر سے تاحشر نور کے ہی چشمے شعلہ زن ہوں گے

لیکن اہلِ ایمان کے لئے بے ایمان تو مرتے ہی قبر سے لے کر تا حشر ذلیل وخوار ہوگا۔

ہر قبر میں جلوہ نمائی

قبر میں حضور اکرم ﷺ کی جلوہ نمائی ہوتی ہے اہلِ ایمان زیارت سے مشرف ہوتے ہی کہہ اُٹھیں گے

مر کے پہنچا ہوں اس دلربا کے واسطے

اور بے ایمان ومنافق دنیا میں منکر رہے قبر میں بھی ''ھاھا لاادری'' کہہ کر انکار کریں گے۔فقیر اہلِ ایمان کے دلائل بارہا اس شرح حدائق میں عرض کر چکا ہے اور مستقل رسالہ بھی اس موضوع پر ''القول المؤید فیما تقول لھذا الرجل محمد'' بھی لکھا ہے استدلال اسی مشہور حدیث سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں

ماکنت تقول فی حق ھذا الرجل لمحمد

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟

طریقۂ استدلال

''ھذا'' اسم اشارہ ہے اور اسمِ اشارہ کا حقیقی استعمال محسوسِ اشارہ کے لئے ہوتا ہے۔مولانا جامی کافیہ کی شرح میں فرماتے ہیں اسماء اشارہ وہ اسماء ہیں جن کی وضع اس چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوتی ہے جس کی طرح اعضاء اور جوارح کے ساتھ محسوس اشارہ کیا جائے۔''ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُم'' محسوس اشارہ نہیں ہے اس جگہ ہم اشارہ کا استعمال مجازاً ہے۔

فائدہ

ابن حاجب فرماتے ہیں ''ذاللقریب'' ذا کے ساتھ قریب کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

فائدہ اصولِ فقہ

جب تک حقیقت پر عمل ہو سکے مجاز ساقط اور نا قابل اعتبار ہوگا۔حدیث میں واردِ کلمہ ''ھذا الرجل'' سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر قبر والے کے سامنے قریب اور محسوس ہوتے ہیں کیونکہ ''ھـــــذا'' اشارہ کا حقیقی معنی یہی ہے جو

حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ معلوم ذہنی کی طرف اشارہ ہے انہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ اس جگہ ایسا قرینہ پایا گیا ہے جو حقیقت کے مراد لینے سے مانع ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ وہ قرینہ کون سا ہے؟ جب کہ حقیقت کے مراد لینے کے لئے تو کسی قرینے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلاصہ

مقصد یہ ہے کہ دنیا میں بیک وقت ہزاروں افراد مرتے ہیں اور زیر زمین دفن ہوتے ہیں سب کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اور سب سے یہی سوال ہوتا ہے کہ تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

سوال

ممکن ہے کہ میت کے سامنے سے پردے اُٹھا دیئے جاتے ہوں اس لئے اسے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ راقم نے ان سے گزارش کی

جواب

امتی کے سامنے سے تو عملاً پردے اُٹھا دیئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کے لئے کون سا مانع ہے کہ آپ کے سامنے سے پردے نہیں اُٹھائے جا سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امتی کے سامنے سے پردے اُٹھ سکتے ہیں نبی کے سامنے سے نہیں اُٹھ سکتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امام علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دو فرشتے قبر والے کو کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ صرف حاضر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، بعض علماء کا یہ کہنا کہ ممکن ہے نبی کریم ﷺ ذہناً حاضر ہوں تو اس بات کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم شریف کے ساتھ حاضر ہوں۔ (سیرتِ حلبیہ)

مزید دلائل اور سوالات و جوابات فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ملاحظہ ہوں۔

کافروں پہ تیغ والا سے گری برقِ غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

حل لغات

تیغ، تلوار۔ والا، بلند، اونچا۔ برق، بجلی۔ ابر، بادل۔ آسا، مانند۔ چھا گئی، غالب ہو گئی۔ ہیبت، خوف، دہشت، رعب، ڈر۔

شرح

کفار پر بلند قدر تلوار سے غضب کی بجلی گری اور بادل کی طرح ان پر رسول اللہ ﷺ کی ہیبت چھا گئی۔

قرآن مجید

سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ○

(پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۲)

عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا ا

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۱)

کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اُتاری۔

احادیث

جب ابو سفیان غزوۂ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال کیا کہ کیوں لوٹ آئے سب مسلمانوں کو ختم کیوں نہ کیا یہ اچھا موقعہ تھا واپس ہونے پر آمادہ ہوئے کہ قدرتی طور پر ان کے تمام کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ مکہ چلے گئے اور قرآنی وعدہ تا قیامت ہے کہ اہلِ ایمان اگر قوتِ ایمانی پر مستحکم ہوں تو اہلِ کفر ہمیشہ ان سے مرعوب ہیں۔

نصرت بالرعب کی مثالیں اس زمانہ کی بڑی بڑی سلطنتوں کے حالات سے بھی ہویدا ہیں یمن سلطنت ایران کے قبضہ سے نکل جاتا ہے اور کسی جنگ کے بغیر مطیع اسلام ہو جاتا ہے مگر سلطنت ایران یمن کی طرف منہ بھی نہیں کرتی اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا رعب ان کے دل و دماغ پر مستولی تھا۔

شمالی عرب سلطنت روما کے اقتدار سے نکل جاتا ہے اور روما کا شہنشاہ فراہمی افواج اور حملہ آوری کا حکم بھی جاری کر دیتا ہے اور اسی کی مدافعت کے لئے حضور عرب کی سرحد تبوک تک تشریف بھی لے جاتے ہیں مگر ایک مہینہ کی راہ پر (یروشلم) میں بیٹھے ہوئے ایمپرر کا دل خوف سے بھر جاتا ہے اور سابقہ احکامِ جنگ کو منسوخ کر کے دم بخود ہو کر بیٹھ

جاتا ہے۔

عرب کی قدیم ترین سلطنتیں حیرہ وغستان قائم ہیں انہی کے دربار کے شعرائے خاص حسان بن ثابت اور کعب انصاری تاج پوش بادشاہوں کوچھوڑ کر بوریا نشین رسول کے آستان پر حاضر ہوگئے ہیں مگران سلطنتوں میں سے کسی کو یہ حوصلہ نہیں پڑتا کہ اپنے شعرائے خاص کوواپس لینے کے لئے ہی اظہار طاقت کریں اور دربارِعالی کے خدام تک کوئی دھمکی سے ملا ہوافقرہ بھی پہنچاسکیں۔

ذی ظلیم ذی ایران کی حکومتیں یمن کی جانب اور مکہ سے متصل قائم ہیں ان میں سے ہر ایک حکومت کے پاس باقاعدہ فوج بھی موجود ہےاورخزانے بھی معمور ہیں وہ گھر بیٹھے حضوراکرمﷺ کا کلمہ پڑھنے لگے ہیں۔عدوان وسرکشی کا خیال تک بھی ان کے دماغ میں نہیں آتا۔

ذوالکلاح حمیری اپنے گھر میں بیٹھاہواپندرہ ہزار غلاموں سے سجدہ کراتااورخدا کہلاتا ہے لیکن ایسے رسول سے وہ بھی دل ہی دل میں ڈررہا ہے جس نے کئی ایسے دعاوی فرعونیت کوغرقاب کردیا ہے اس ''عبدہ ورسولہ'' کہلانے والے کا رعب مسجودومعبود بننے والے کومغلوب کئے ہوئے ہے۔

نبی کریمﷺ کی یہ صفت خاص نزدیک ودور ہرجگہ جلوہ گسترتھی۔امیرالمومنین علی المرتضیٰ کافقرہ ہے

من راہ بدیھة ھابہ　　جوکوئی حضورﷺ کے سامنے یکا یک آجاتاوہ دہشت زدہ ہوجاتا

یہ نصرتِ الٰہیہ تھی جورعب بن کرحضوراکرمﷺ کی حشمت وعظمت کودوبالا کررہی تھی۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وبارک وسلم

لاورب العرش جس کو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حل لغات

لاقسم میں محض تاکید کے لئے آتا ہے۔کشف الاسرار میں ہے کہ لاقسم کی تاکید کے لئے ہے(روح البیان)واو، قسمیہ۔رب العرش،عرش کا مالک (اللہ تعالیٰ) بٹتی ہے،تقسیم ہوتی ہے۔

شرح

مالک عرش یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم جسے جوکچھ ملاحضوراکرمﷺ سے عطاہوادونوں عالم میں رسول اللہﷺ کی نعمت

تقسیم ہورہی ہے۔ شیخ المحدثین، حجۃ اللہ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۴۸،۱۴۹ میں فرماتے ہیں

وازاں جملہ آنست کہ دادہ شد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مفاتیح خزائن وسپردہ شد بہ دے وظاہر ش آنست کہ خزائن ملوك فار س وروم ہمہ بدست صحابہ افتادہ وباطنش آنکہ مراد خزائن اجناس عالم ست کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وسپردوقوت تربیت ظاہر وباطن ہمہ وے داد چنانچہ مفاتیح غیب دردست علم الٰہی مگر دے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں دردست این سید کریم نبادند قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "انما انا قاسم والمعطی ھو اللہ"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کوخزانوں کی کنجیاں عنایت فرمادی گئیں اور سپرد کردی گئیں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے قبضہ میں آگئے اور اس کا باطن یہ کہ دنیا میں زہد جس کی پیداوار کے خزانے مراد ہیں کہ ہرکسی جاندار کا رزق حضور اکرم ﷺ کے قبضہ واختیار میں دے دیا گیا ہے اور تمام مخلوق کی ظاہری اور باطنی تربیت مکمل طور پر آپ کے سپرد کردی گئی ہے جس طرح کہ غیب کی کنجیاں دست علم الٰہی میں ہیں کہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی طرح رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور رزق کی تقسیم اُس سخی سرور اور سخی سردار کے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا ہوں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

حل لغات

جہنم، گہرا کنواں، دوزخ۔ مستغنی، آزاد، بے پرواہ۔

شرح

جو حضور سرورِ عالم ﷺ سے بے پرواہوا اور عقیدہ رکھا کہ آپ کی کوئی ضرورت نہیں صرف اللہ تعالیٰ کافی ہے تو یقین کرو وہ سیدھا جہنم کے گہرے کنوئیں میں گیا اس لئے کہ جب جدالانبیاء سیدنا خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو بھی حضور اکرم ﷺ کی حاجت ہے تو یہ منکر کس باغ کی مولی ہے اس لئے نہیں مانتا تو جائے جہنم۔

خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیئے میں نے دوبار عرض کی

اللھم اغفر لامتی اللھم اغفر لامتی واخرت الثالثۃ یوم یرغب الی فیه الخلق حتی ابراھیم

(رواہ مسلم)

الٰہی میری امت بخش دے الٰہی میری امت بخش دے اور تیسرا اس دن کے لئے اُٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیازمند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام۔

امام حکیم ترمذی نے فرمایا یعنی حدیث کا یہ جملہ روایت فرمایا

وان ابراھیم یرغب فی دعائی ذالک الیوم (تجلی الیقین)

قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام بھی میری دعا کے خواہش مند ہونگے۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حل لغات

الٹے از الٹنا، اوندھا کرنا، لوٹنا، انڈیلنا۔ پلٹے از پلٹنا، الٹنا، پھرنا۔ چاک، کٹا ہوا، پھٹا ہوا۔

شرح

نبی پاک ﷺ کے کمالات میں سے ہے کہ سورج الٹے پاؤں واپس آگیا، چاند آپ کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوگیا اے اندھا نجدی کمالاتِ رسالت مآب ﷺ کا منکر رسول اللہ ﷺ کی قدرت واختیار اور تصرف کو تو دیکھ پھر بھی تیری بدقسمتی ہے کہ اتنے بڑے معجزات وتصرفات بھی کتابوں پڑھ سن رہا ہے تب بھی تیرا انکار تعجب ہے۔

دو معجزے

سورج کا الٹنا، چاند کا پھٹنا ایسے مشہور معجزات ہیں کہ آج کا نجدی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے دور کا نجدی بھی منکر نہیں ہوگا تبھی تو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اسے اختیار و تصرفِ مصطفیٰ ﷺ کے اثبات میں یہی دو معجزے بیان فرمائے کہ اے اندھے نجدی تو رسول اللہ ﷺ کے تصرفات کا منکر ہو کیسے سکتا ہے جب کہ مسلمات سے ہے کہ سورج الٹا دیا اور چاند چیر دیا یہ تصرفات نہیں تو اور کیا ہے۔

افسوس صد افسوس

خطۂ ہندو پاک کی بدقسمتی کہ اس میں دورِ حاضرہ میں ایسے ننگ اسلاف پیدا ہو گئے ہیں جو ان دونوں معجزات کا انکار کر بیٹھے ۔فقیر نے ان دونوں معجزات کے اثبات میں دورِ حاضرہ و سابقہ کے منکرین کا بھرپور رد لکھا ہے ۔ رسالہ ''تحقیق شق القمر'' رسالہ ''معجزہ ردالشّمس''

منکر کون

مودودی اور اس کے چیلوں نے اس انکار پر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا۔ ملاحظہ ہو

(۱) سیارہ ڈائجسٹ والوں نے ایک شمارہ ''رسول نمبر'' نکالا اس میں کسی عبدالکریم عابد نے دیگر مشہور معجزات کو بے ثبوت کہنے کے ساتھ ساتھ عظیم الشان معجزہ ''ردالشّمس'' کو بھی غلط قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

(۲) مودودی نے تفسیر تفہیم القرآن سورۂ انشقاق و سورۂ ص میں اور سیرت سرورِ عالم اور ماہنامہ ترجمان القرآن میں نہ صرف انکار بلکہ بزعم خویش بھرپور دلائل لکھے۔

نوزائیدہ انجمن خوب خرابہ یعنی انجمن سپاہ صحابہ

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ گذشتہ دنوں ایک برادرِ طریقت نے ''سپاہ صحابہ'' کے ترجمان ماہنامہ خلافت راشدہ کا شمارہ بابت ماہ اکتوبر ارسال کیا اس میں ایک مضمون کا عنوان ہے

کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سورج لوٹا تھا

اور رسالہ بھیجنے والے بھائی کی مراد یہ تھی کہ اس تحریر سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اُن کا ازالہ کیا جائے ۔اس ساڑھے تین صفحے کے مضمون میں لکھاری نے پہلے تو غنیۃ الطالبین کے حوالے سے شیعہ حضرات کے کچھ فرقے بتائے ہیں پھر ڈوبے سورج کو واپس لانے کی روایات پر تیس سوال کئے ہیں پھر ایک شیعہ شاعر معین کاشانی کی منقبت درج کی ہے جس میں اس نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی مشہور رباعی جو تاجدارِ کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھی گئی ہے کی مختصر تشریح کر کے اسے خلافِ حقیقت کہا ہے اُسے اسی شاعر کی منسوب کیا ہے۔ آخر میں روایات کی سند پر جرح کر کے بہت سے راویوں کو نا قابلِ اعتبار ٹھہرایا ہے پروفیسر صاحب موصوف نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہے بنام ''سورج الٹے پاؤں پلٹے''

رد الشمس

باطل سوز وایمان افروز اور عظیم الشان معجزہ صحیح حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو

وعن اسماء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللھصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصلیت یا علی قالا لافقال اللھم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرایتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والارض وذالک بالصھباء فی خیبر(شفاء قاضی عیاض جلدا،صفحہ۲۸۴)

یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہباء کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرت امیر المومنین مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمارہے تھے۔رسول خدا،سید الانبیا ﷺ پر وحی نازل ہورہی تھی سورج غروب ہوگیا اور حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی ابھی نماز نہیں پڑھی عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ یہ پیارے علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج واپس لوٹا دے۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکی۔

فائدہ

اس حدیث پاک کی سندات اور مخالفین کے اعتراضات وجوابات کی تحقیق فقیر کے رسالہ ''معجزہ رد الشمس'' کا مطالعہ فرمائیے۔

رد الشمس معجزہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب روح البیان پارہ ۲۳ سورۂ ص میں لکھتے ہیں جیسے سلیمان علیہ السلام کے لئے سورج لوٹنا ان کا معجزہ ہے ایسے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اسی امت میں ان کی کرامت اور رسول اللہ ﷺ کے لئے معجزہ کی حیثیت سے لوٹا۔مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آرام واستراحت کے لئے سر مبارک سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز پڑھنی تھی اور یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو چونکہ آپ بہت بڑے علم والے تھے سمجھا کہ نماز بھی اطاعت الٰہی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی بعینہٖ اطاعت حق ہے اسی لئے نماز جاتی ہے تو جانے دو۔اس پر سورج غروب ہوگیا۔حضور اکرم ﷺ خواب

سے بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیوں؟ عرض کی حضور میں نہیں چاہتا کہ آپ کی لذتِ نوم میں خلل ڈالوں۔ اس پر جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی حضور مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں سورج کو عصر کی جگہ پر لاؤں تا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز وقت پر ادا کر سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ سورج کو ایسے واپس لوٹایا گیا کہ ہم نے سورج کی روشنی کے آثار مدینہ منورہ کی دیواروں پر دیکھے۔

معجزہ شق القمر

معجزۂ شق القمر قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (پارہ ۲۷، سورۂ القمر، آیت ۱)

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند

وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (پارہ ۲۷، سورۂ القمر، آیت ۲)

اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ سے چاند کے ٹکڑے ہونے کی خبر دی اور اس پر کفار کے اعراض اور انکارِ آیت کی خبر دی مفسرین اہل سنت کا اس کے وقوع پر اجماع ہے۔

حدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا سناد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا پہاڑ کے پیچھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو یعنی دیکھ لو۔

مجاہد کی روایت میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور اعمش کی بعض روایتوں میں ہے کہ منیٰ میں یہ واقعہ ہوا اور یہ حدیث ابن مسعود سے بھی مروی ہے اور کہا یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کو اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ اس بارے میں مسروق کی روایت ہے کہ یہ واقعہ مکہ میں ہوا اور زیادہ صحیح ہے کہ تب کفارِ قریش نے کہا تم پر ابن ابو کبشہ نے جادو کیا۔ (شفاء شریف جلد اول)

مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''تحقیق شق القمر'' میں ملاحظہ ہو۔

اندھا نجدی

شعر ہذا پڑھ کر ہم سمجھتے رہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محض غصے سے نجدی کو اندھا کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے کلام کا کوئی مضمون بھی مبالغہ یا خلافِ واقعہ نہیں مثلاً اندھا نجدی کا جملہ پڑھ کر نجدیوں عبدالعزیز تا حال (فہد) تک دیکھ آنکھوں میں صرف ہیر پھیر نہیں بلکہ ان کی بینائیوں میں بھی کمی ہے اور آج کل تو ان کا مذہبی پیشوا اور ہنما عبدالعزیز بن باز تو نہ صرف آنکھوں کا اندھا ہے بفضلہٖ تعالیٰ دل کا بھی اندھا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا کمال

ان دونوں معجزوں کو حدائق بخشش میں متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے منجملہ ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور (سورج) کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لئے
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم تیری انگلی اُٹھ گئی ماہ کلیجہ چر گیا

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ سے اور جنت سے وہابی کو کیا تعلق فلہٰذا ہم کہتے ہیں اے وہابی نجدی، دیوبندی اور دیگر گمراہ فرقے جو وہابی کے ہمنوا ہیں جیسے مودودی، نیچری، مرزائی اور روافض دور ہٹ جاؤ ہم اہل سنت رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں اور اس غلامی پر ہمیں فخر اور ناز ہے اور جنت میں بھی ہم جائیں گے اس لئے کہ جنت رسول اللہ ﷺ کی جاگیر ہے اور اس میں بھی وہی جائیں گے جو آپ کے مخلص اور وفادار غلام ہیں۔ آپ کے باغیوں اور آپ کے منکروں کو جنت کی خوشبو تک نصیب نہ ہوگی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ وفادار امتی کی شفاعت فرمائیں گے اور وہابی شفاعت کا منکر ہے اور منکر شفاعت جنت میں ہرگز نہ جائے گا۔

منکر شفاعت

وہابی (محمد بن عبدالوہاب) کے پیروکاروں کو وہابی کہا جاتا ہے اور وہابیوں کا انکار شفاعت مشہور ہے۔ حضرت مولانا

عبدالحلیم والد مولوی عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار میں لکھا کہ شفاعت کا انکار وہابیہ فرقہ کو ہے نیز ان سے پہلے انکارِ شفاعت خوارج ومعتزلہ کو تھا اور دورِ حاضرہ میں وہابیوں، غیر مقلدوں اور بعض دیوبندیوں کو ہے۔

خطۂ ہند میں وہابیت پھیلانے والا مولوی اسماعیل دہلوی جیسے غیر مقلدین اور فرقۂ دیوبند کے لوگ اپنا امام پیشوا مانتے ہیں وہ تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے اللہ کے جناب میں بتوں کو شفیع سمجھنا کفارِ عرب کا شرک تھا پس جو کوئی کسی کو اللہ کی جناب میں شفیع سمجھے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر پس اولیاء وانبیاء کو شفیع سمجھنے والے اہلِ اسلام اور ابوجہل شرک میں برابر۔ (معاذ اللہ)

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حل لغات

روکے، منع کرے۔ کاٹے از کاٹنا، تراشنا، چھانٹنا۔ نقص (عربی) بفتح النون (بالضم پڑھنا غلط ہے) کمی، خامی، عیب، داغ، برائی۔ جویاں (فارسی) اسم فاعل یعنی تلاش کرنے والا، کھوجی۔ مردک (فارسی) ٹھگنا، بونا، ادنیٰ آدمی، حقیر۔

شرح

ذکر رسول ﷺ کے روکنے کے درپے رہتا ہے اور آپ کے فضائل وکمالات میں چھانٹ تراش کرتا رہتا ہے اور آپ کے عیوب ونقائص کے کھوج لگاتا رہتا ہے بڑا بے حیا ہے کہ کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا امتی ہوں اس شعر کے مصرعہ اول میں وہابی نجدی کی تین علامتیں بتائی ہیں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ کے ذکر مبارک کو روکتا ہے اس کے روکنے کی مثالیں سورج سے زیادہ روشن ہیں فقیر کس کس کو بیان کرے مثال کے طور پر محافل میلاد کا روکنا وہابی نجدی بہت مشہور ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ ربیع الاول شریف میں خصوصاً دیگر مہینوں میں عموماً ان کی رگ بغض وعداوت جوش میں آجاتی ہے۔

زندہ ثبوت

حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلوی اپنے سفر نامہ حجاز میں لکھتے ہیں کہ ترکیوں نے روضۂ اقدس (قبہ خضراء) کی سنہری

جالیوں کے اوپر حجرۂ مقدسہ کی پیشانی پر یہ آیت لکھی تھی

وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ (پارہ ۵،سورۃ النساء،آیت ٦٤)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

اس آیت مبارکہ میں چونکہ گنہگاروں کو حضور کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہونے کا حکم الٰہی ہے اس سے نہ صرف اہل مدینہ مراد ہیں بلکہ دور دور ملکوں سے آنے والوں بلکہ دور رہ کر بھی حضور ﷺ کو وسیلہ بنانے کا حکم ہے اور اس سے چار مسائل واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حیاۃ النبی ﷺ (۲) حاضر و ناظر (۳) دور سے سفر کر کے حضور ﷺ کے حضور حاضری (۴) وسیلہ

اور یہ چاروں مسائل نجدیوں وہابیوں کے لئے زہر قاتل ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا اظہار۔

اُویسی غفرلہ

اسی لئے نجدیوں نے اس آیت کو مٹا کر "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ا" لکھ دیا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں جب ۱۹۵۴ء میں حج کے لئے گیا تو ترکیوں کی لکھی ہوئی یہ آیت موجود تھی پھر ۱۹۶۰ء گیا تو یہ آیت موجود نہ تھی اس کے بجائے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ا لکھ دی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں گیا تو بھی یہی آیت دیکھی ہے۔ اب بھی یہی آیت لکھی ہوئی ہے قرآن مجید میں چونکہ تحریف ممکن نہیں اسی لئے آیت کو تبدیل نہ کیا لیکن اس کے بدلے ایک اور آیت لکھ دی اس میں اگرچہ کمالِ نبوی کا ذکر ہے لیکن مذکورہ بالا آیت کی طرح نہیں ہمارا تجربہ ہے کہ تحریف ممکن ہوتی تو نجدی آیات مبنی بر اظہارِ کمالات کو قرآن شریف سے نکال دیتے۔ مثلاً چند آیات ملاحظہ ہوں

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۝ (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاo وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًاo

(پارہ۲۲،سورۂ احزاب،آیت ۴۵،۴۶)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ا (پارہ ۲۶،سورۂ الفتح،آیت ۱۰)

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

وغیرہ وغیرہ انہی اس روش کو دیکھ کر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر کے علاوہ متعدد مقامات پر نجدیوں، وہابیوں کی مذمت فرمائی ہے

ظالموں محبوب کا حق تھا یہی　　　عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اور فرمایا

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ　　　اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

ذکر روکے فضل کاٹے کے چند دیگر نمونے

حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلوی نے ایک عجیب انکشاف فرمایا ہے وہ اپنی تصنیف جبریل کی حکایات میں لکھتے ہیں

نجدیوں کی یہودیانہ حرکت

تفسیر روح البیان عربی زبان میں ایک مشہور اور مستند اور معتبر تفسیر ہے۔ اہل علم حضرات کی لائبریریوں کی زینت ہے بڑے بڑے جید علماء اس سے مستفید ہوتے ہیں ۔حضرت شیخ علامہ اسماعیل حقی بردسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے اس ایمان افروز تفسیر میں جابجا حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات، مسلک حق کی تائید اور نجدیت کی تردید میں ٹھوس مواد ملتا ہے۔ نجدیوں کے اشارے پر مکہ مکرمہ کے مدرسہ کے ایک استاد شیخ محمد علی صابونی نجدی نے روح البیان کی ہروہ عبارت جس سے ان کے مسلک پر زد پڑتی تھی نکال ڈالی۔ اس قسم کی ساری عبارتیں نکال کر ایک مصنوعی روح البیان شائع کردی ہے عزیزم محمد افضل بھٹی نے اس سال مجھے وہ مصنوعی روح البیان مکہ معظّمہ سے بھیجی ہے اس کا مطالعہ کرنے سے ان نجدیوں کی یہودیانہ حرکت کا علم ہوا۔ جبریل امین کی یہ حکایت بھی روح البیان سے نکال دی گئی ہے اس لئے کہ اس سے حضور اکرم ﷺ کے نور کا ساری مخلوق سے پہلے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے اور ''يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ا'' کی

تفسیر میں حضرت امام واسطی کا ارشاد بھی نکال دیا گیا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی بشریت عارضی ہے حقیقی نہیں ۔اصل عبارت آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں اس ارشاد سے بھی چونکہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقت کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے ان دشمنانِ نور ومحبانِ ظلمت نے اسے بھی اصل کتاب سے اُڑا دیا ہے۔

ے فقیر اُویسی غفرلہ نے عوام کی سہولت کے لئے اس کا اردو ترجمہ لکھا ہے ایک عرصہ سے مکمل اُردو تفسیر فیوض الرحمٰن کے نام سے چھپی ہے جس سے عوام خوب استفادہ فرمارہے ہیں

حضور اکرم ﷺ نے ایک صاحب کو تین نمازیں معاف فرما کر دو نمازوں پر مسلمان کرلیا

مسند امام احمد میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ نمازیں صرف دو پڑھوں گا۔حضور اکرم ﷺ نے منظور فرمایا

فاسلم علیٰ انه لا یصلی الا صلاتین فقبل ذلک منه (مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵)

پس وہ اس شرط پر مسلمان ہوگیا کہ وہ دو نمازیں ہی پڑھے گا حضور نے اس کی یہ شرط قبول فرمالی۔

اس حدیث سے حضور کا اختیار ثابت ہوتا ہے کہ نمازیں جو پانچ فرض تھیں حضور نے اپنے اختیار سے ان میں سے اس شخص کو تین نمازیں معاف فرمادیں اور دو نمازیں اس کی قبول فرمالیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب محدثِ اعظم پاکستان نے فیصل آباد سے مجھے ایک خط بھیجا جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے حیدر آباد دکن کی مطبوعہ مسند امام احمد خریدی ہے اور ساری چھان ماری ہے مگر دو نمازوں والی حدیث اس میں مجھے نہیں ملی مجھے ارشاد ہوا کہ میں اپنے کتب خانہ کی مسند امام احمد کو دیکھوں۔حضرت والد ماجد فقیہ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی بابت ضرور نشاندہی کی ہوگی اگر یہ نشاندہی مل جائے تو میں انہیں لکھوں کہ کون سی جلد اور کون سے صفحہ پر حدیث ہے چنانچہ میں نے مسند امام احمد دیکھا تو پانچویں جلد کے بیرونی صفحہ پر حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی نشاندہی مل گئی لکھا تھا کہ یہ حدیث اس جلد کے صفحہ ۲۵ پر ہے۔میں نے حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کو پورا حوالہ لکھ دیا حضرت نے جواب دیا ظالموں نے اس حدیث کو اصل کتاب سے نکال دیا ہے نجدیوں نے اتنی بڑی ضخیم کتاب چھاپنے پر صرف یہ حدیث نکال دینے کے لئے اتنا خرچ کر ڈالا۔

روز مرہ کا مشاهده

نجدی وہابی اور ان کے ہمنوا فرقے اسی دھن میں ہیں کہ کمالات مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے اسباب مٹا دیئے

جائیں مسلمانوں میں سب سے بڑا اور بہتر سلسلہ میلا د شریف ہی ہے اور وہ عموماً ربیع الاول شریف میں زیادہ ہوتا ہے چنانچہ جونہی ماہِ ربیع الاول شریف ہر سال آتا ہے اور غلامانِ مصطفیٰ (ﷺ) مختلف انداز سے جشن میلا د النبی کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ عمل خیر صرف ہندو پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ہی ممالک میں ذوق وشوق کے ساتھ مسلمان انجام دیتے ہیں اور صدیوں سے یہ جاری ہے اور دیگر دلائل سے قطع نظر چونکہ ہمیشہ سے علمائے ربانیین وصالحین اس پر عمل پیرا رہے ہیں اس لئے اس کے استحسان اور متفق علیہ ہونے میں تو قطعاً کلام نہیں مگر چونکہ شیخ نجدی حضور کے یومِ ولادت ہی سے کڑھتا جلتا چلا آرہا ہے اس لئے اس نے بہت سے بندگانِ خدا کو بھی اپنا ہمنوا بنا کر ان کے دلوں میں اس کے خلاف دشمنی کا بیج بو دیا ہے چنانچہ نتیجہ کے طور پر شیخ نجدی کے چیلے سعودی ذکر میلا د ہی سے چڑنے لگے ہیں کچھ دنوں سے جب سے ان معاندین بزمِ میلا دِ مصطفیٰ کو فرعونی حکومت اور قارونی خزانہ مل گیا ہے بالکل تیل پانی کی طرح اپنی دولت کو ہر اس عمل خیر کے خلاف صَرف کر رہے ہیں جو دنیائے سنیت میں مروج و معمول ہے اور اس مخالفت میں وہ ایسے اندھے ہوگئے کہ دیانت وصداقت کو بالکل بالائے طاق رکھ کر جھوٹے الزامات پر اتر آئے ہیں اور بے بنیاد باتیں مسلمانوں کی طرف منسوب کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ تفصیل کے لئے ذیل کی سطریں ملاحظہ کریں

نجدی سعودی حکومت ادھر چند سالوں سے مسلسل اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد و معمولات کے خلاف زہر اگلنے کا کام کر رہی ہے۔ ہر سال حکومت کی طرف سے عربی، اردو، فارسی میں حجاج کرام کو ایسے رسائل و پمفلٹ تقسیم ہوتے ہیں جس میں میٹھا زہر کے طور پر نجدی عقائد مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حتیٰ کہ نہایت بیباکی کے ساتھ یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ مزارِ پاک سرکارِ اقدس کی حاضری کے لئے قصد سفر نہ کیا جائے جیسا کہ نجدی حکومت کے مفتی اعظم ابن باز نے لکھا کہ

"زیارتِ قبر رسول اور دوسری قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے نہیں اس شرط کے ساتھ کہ سفر قبر کی زیارت کی نیت سے نہ ہو" (دلیل الحاج مترجم اردو صفحہ ۴۵ شائع حکومت سعودیہ ۱۴۰۲ھ)

قابل غور بات یہ ہے کہ صرف مردوں کو روضۂ رسول کی زیارت جائز ہے جبکہ فقہائے کرام نے عورتوں کو دیگر قبروں سے تو منع فرمایا ہے لیکن سرکار کے روضۂ مطہرہ کی اجازت دی ہے اور دوسری بات یہ قابلِ توجہ ہے کہ مردوں کے لئے بھی جواز کی یہ شرط ہے کہ قبر رسول کی زیارت کی نیت سے سفر نہ کریں مسجد نبوی کی زیارت یا کسی اور کام سے مدینہ پاک حاضر ہوں تو ضمناً قبر رسول کی زیارت کر سکتے ہیں۔ اب بھلا بتایئے جس قوم کے خبث باطنی اور غلاظت فکری کا یہ

عالم ہو وہ محفلِ میلاد کے انعقاد کو کیسے جائز سمجھ سکتی ہے اب حجاج کرام جو اکنافِ عالم سے حاضر ہوتے ہیں محفلِ میلاد کی مخالفت میں ایک کتابچہ عربی اردو میں تقسیم کیا جاتا ہے جس میں بے بنیاد باتوں کو سنیوں کی طرف منسوب کر کے اس مبارک محفل رسول کو نا جائز وحرام، بدعت ضلالت اور بعض صورتوں میں کفر وشرک تک قرار دیا گیا ہے۔ کتاب کی دروغ بیانی کے لئے ایک پیراگراف دیکھیں اور فیصلہ کریں

جو جو اعمال میلاد میں کئے جاتے ہیں وہ کماً وکیفاً ہر ملک والوں کی عقل وفہم، عناد وفقر کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لیکن میں مشترک یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) جس ولی یا سید کے نام پر موسم یازردہ یا میلاد یا حضرہ ہو رہا ہے اس کے نام پر نذریں چڑھانا اور ذبح کرنا۔

(۲) اجنبی عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط۔

(۳) رقص وسرود، ناچ ورنگ، گانا اور بجانا، طبلہ اور تاشا اور سارنگیاں۔

(۴) کہیں کہیں فحاشی وشراب نوشی بھی ہوتی ہے لیکن یہ ملک اور ہر میلاد میں عام طور سے نہیں ہوتی۔ (قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد، تالیف عربی از ابوبکر جابر جزائری، ترجمہ اردو از مشتاق علی ندوی، رباط بھوپال، مدینہ منورہ صفحہ ۱۷)

واضح رہے کہ یہ کتاب نجدی حکومت کے سب سے بڑے مفتی ابن باز کی خصوصی تائید وتاکید کے بعد شائع کی گئی ہے اور حکومت سعودیہ کی طرف سے مفت تقسیم ہوئی ہے۔ قارئین اور انصاف پسند حضرات غور کریں کیا دنیا کے ہر ملک میں مذکورہ بالا امور حسب مسطور محافل میلاد میں انجام دیئے جاتے ہیں نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر یہ کتنا بڑا اتہام اور جھوٹ ہے جو ہم سنیوں پر باندھا جارہا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب یہ لوگ شرعی دلائل کی روشنی میں معمولاتِ اہل سنت کو ناجائز قرار دینے میں ناکام ہوتے ہیں تو اسی قسم کی من گھڑت باتوں کو جھوٹ موٹ فرض کر کے اپنے عناد کی آگ بجھاتے ہیں۔ یہ ایک مثال میں نے پیش کردی ہے اسی سے پوری کتاب کا اندازہ لگالیں یہی حال کتاب ''البریلویت'' کا ہے اور ایسے ہی ہر ملک بالخصوص ہندوپاک کے نجدی کے چیلوں کا ہے کہ مختلف حربوں سے فضائل وکمالات کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی ان کے تمام حربے اپنی قدرت سے ان کے منہ پہ مارتا ہے مثلاً دورِ سابق میں میلاد شریف کو........ جنم کے مشابہ لکھ دیا (براہین قاطعہ) ایک عرصہ کے بعد یہ لوگ خود میلاد کرنے لگ گئے اگرچہ کبھی نام بدلے لیکن کام وہی میلاد والا پھر جلوس ۱۲ ربیع الاول کو بدعت کے فتوے لگائے اللہ تعالیٰ نے ان سے جلوس بھی نکلوائے اور ان کے منہ پر جوتے بھی مروائے۔ اب تاریخ ولادت ووفات کے چکر میں ہیں۔

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

شرح

اے نجدی وہابی اور اس کے ہمنوا تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیائے جہان میں عذاب نہ کرنے کی مہلت دی کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی رحمت ہے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کافروں، مرتدوں کو دنیا میں عذاب نہ دیگا اور تم بھی انہی میں شامل ہو اسی لئے تمہیں مہلت دی گئی ہے اب بھی وقت ہے توبہ کر کے نبی کریم ﷺ کے سچے پکے نیاز مند اور غلام بن جاؤ۔

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

کافر و مرتد کو رحمت رسول ﷺ

پہلی امتوں میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے انکار پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا لیکن اس امت پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں کرتا یہ بھی حضور اکرم ﷺ کی امت پر رحمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ا (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

حضور اکرم ﷺ کی تو بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عذاب سے امان کا سبب بنایا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بلکہ آپ کا ایک امتی جو اللہ اللہ کر رہا ہے اس کی موجودگی میں بھی کفار پر عذاب نہ آئے گا۔ بخاری شریف میں ہے

لاتاتی الساعة حتی لا یقال اللہ اللہ — قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ اللہ اللہ نہ کہا جائے۔

فائدہ

قیامِ قیامت کفار کے لئے عذاب ہوگا اور اس کا وقوع ذکر الٰہی کرنے والے کی وجہ سے نہیں ہوگا اسی لئے آپ (ﷺ) امتی بھی کفار کے لئے امان ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا اُن سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

حل لغات

بھکاری،فقیر،منگتا۔فزوں (بضمتین) زیادہ کرنا،زیادہ ہونا،بڑھا ہوا۔کمالانفی کا ترجمہ۔

شرح

الحمدللہ ہم مانگتے ہیں اور ہمارے نبی پاک ﷺ رؤف رحیم ہیں اور ان کا خدا رحم وکرم اور عطا میں ان سے بڑھ کر ہے اور نبی پاک ﷺ ایسے کریم ہیں کہ نہ کہنا آپ کی عادت میں نہیں ہے۔کسی شاعر نے اسے یوں ادا فرمایا

نرفت لا بزبان مبارکش ھرگز　　　مگر در اشھد ان لا الٰہ لا اللہ

یعنی کلمہ شہادت کے سوا کبھی لا آپ کی زبان مبارک سے نہ نکلتا جو شخص جس شے کو حضور اکرم ﷺ سے طلب کرتا فوراً عطا فرماتے کبھی نہیں نہ فرماتے منع نہ کرتے۔

فائدہ

اگر کوئی شے موجود نہ ہوتی اور کوئی سائل آکر مانگتا سکوت فرماتے کلامِ شیریں سے اس کی دلجوئی کرتے،عذر فرماتے مگر صراحۃً انکار نہ کرتے بلکہ بسا اوقات سائل سے فرمادیتے کہ میرے واسطے سے قرض لے لے جب میرے پاس یہ شے آجائے گی ادا کردوں گا۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی سخاوت کا صراحۃً اور اختیارِ کُل کا کنایۃً بیان ہے۔آپ کی سخاوت تو ظاہر ہے آپ کے پاس جو کچھ آتا سب راہِ خدا میں دے دیتے پاس نہ ہوتا تو قرضہ لے کر سائل کی حاجت روائی فرماتے۔اپنی ذات شریف کے لئے دوسرے دن کا نفقہ بھی جمع نہ کرتے البتہ بعض وقت اپنے حرم کے لئے ایک سال کا نفقہ ذخیرہ کرلیتے جب آپ کسی محتاج کو دیکھتے تو باوجود احتیاج کے اپنا کھانا اسے دے دیتے آپ کے دولت خانہ میں بعض دفعہ دو دو مہینے آگ نہ جلتی تھی۔

اختیارِ کُل کنایۃً

جب آپ (ﷺ) نہ نہ کہنا آپ کی عادت نہ تھی تو سائل کا ہر سوال پورا کرنا ضروری ہوا اور سائل کے سوالات

مخصوص نہیں ہوتے جو چاہیں مانگیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو حکم فرمایا

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰)

اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

اور ہر سوالی کے سوال پورا کرنے کے لئے آپ کو وسعت کی نوید سنائی کہ

وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ، آیت ۸)

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

اس طرح غنی کر دیا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں بلکہ عرش و فرش کا آپ کو مالک بنا دیا۔ رب فرماتا ہے

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (پارہ ۳۰،سورۃ الکوثر، آیت ۱)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

اور فرماتا ہے

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پارہ ۱۰،سورۃ التوبہ، آیت ۷۴)

اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں غرضیکہ حضور جیسا غنی نہ ہوا ہے نہ ہو جسے رب غنی کرے اس کے غنی کا کیا کہنا۔

ہم بھکاری

حضور اکرم ﷺ کا ماننے والا تو خود کو آپ کے بھکاری ہونے کو فخر سمجھتا ہے وہ بہت بڑا ہی بد بخت ہے جو حضور اکرم ﷺ کا خود کو بھکاری نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تو کُل کائنات کے بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھی بھکاری فرمایا ہے "کما قال اللہ تعالیٰ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ الیہ" دیکھا جائے تو کون کس کا منگتا نہیں مثلاً مال کا منگتا غنی کے دروازہ پر جاتا ہے اور کمال کا منگتا کامل کے کمال کا منگتا شیخ کی نگاہ کی منگتا حکیم کے دروازہ پر اور داد کا منگتا حاکم کے دروازہ پر حضور کا دروازہ وہ دروازہ ہے کہ جہاں سارے منگتوں کا بھلا ہے کیونکہ یہاں سائل میں کوئی قید نہیں پھر یہ تمام دروازے داناؤں کے مرنے پر بند ہو جاتے ہیں مگر حضور کا دروازہ ہر منگتے کے لئے ہمیشہ کھلا رہے گا کہ حشر میں بھی حضور سے سارا عالم شفاعت کی بھیک مانگے گا کیونکہ یہاں زمانہ کی بھی قید نہیں۔ مہربان باپ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اس کے

بیٹے کے دروازے فقراء کے لئے کھلے ہوں بلاتمثیل اللہ تعالیٰ بھی منگتوں کو حضوراکرم ﷺ کے در پر دیکھ کر خوش ہوتا ہے اسی لئے ادھر سائلوں کو فرمایا ان کے دروازے پر جاؤ "وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" ادھر محبوب کو فرمایا "وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ" بلکہ اپنی عطا کردہ نعمت کا زیادہ سے زیادہ ظاہر کرنے کا حکم فرمایا کہ

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰،سورۃالضحیٰ،آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

حل لغات

اہل سنت (سنی) چاروں خلفاء کو ماننے والے، سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والا، دورِ حاضرہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی تحقیق علمی کو تسلیم کرنے والا۔ نجم، ستارہ۔ ناؤ، لمبی اور بیچ سے خالی چیز، ڈونگی، کشتی یہاں یہی مراد ہے۔ عترت، بالکسر خویشاں ونزدیکاں وفرزنداں۔

شرح

اہل سنت کا بیڑا پار ہے اس لئے یہ اہل سنت کی کشتی پر سوار ہیں جس کے حضوراکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لئے ہدایت کے ستارے (رہبر) ہیں۔

عزتِ رسول ﷺ اور سفینۂ نوح یعنی کشتیٔ امت

جیسے ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق فضائل عرض کئے ضروری ہے کہ عزتِ رسول ﷺ کے فضائل بھی ضروری ہیں لیکن عزت سے صرف اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھنا غلط فہمی ہے بلکہ یہ عام ہے جس میں آپ کے اقرباء سب کو شامل ہے لیکن یہ تو ظلم عظیم ہے کہ سرے سے تین صاحبزادیوں کا انکار اور ہر ذی عقل کے لئے یہ امر قابلِ غور ہے حضوراکرم ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلیم کرنا اور دیگر صاحبزادیوں کا انکار کرنا ظلمِ عظیم ہے وہ اس طرح کہ امت کی بیٹیوں کو آپ ﷺ کی بیٹیاں کہہ دینے میں کوئی خاص حرج نہیں ہے کیونکہ وہ روحانی اولاد تو ہیں ہی مگر آپ کی اولاد کو غیر کی اولاد قرار دینا نعوذ باللہ اس اولاد کی بھی بے حرمتی و تنقیص ہے اور سرکار (ﷺ) کی ..... محترم کی بھی اور خود نبی کریم ﷺ کے لئے بھی اذیت رسانی کا باعث ہے اور قرآن وحدیث کے ساتھ

بھی مذاق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ا (پارہ۲۱،سورۂ احزاب،آیت ۵)

انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

اس آیت مبارکہ میں دورِ جاہلیت کے ان قبیح رسم ورواج کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا متبنّٰی بنالیتا یا کسی یتیم کی پرورش کیا کرتا تو اسے ان کا باپ کہا جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس عادت سے منع کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ تم انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہی بات اللہ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ احکم الحاکمین ایسی لڑکیوں کو حضور اکرم ﷺ کی بیٹیاں فرمائے جو دراصل حضور اکرم ﷺ کے خون سے نہ تھیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے "بناتک" اپنی بیٹیوں کو فرما وصاف فرمایا ہے۔

معمولی سے معمولی شعور رکھنے والا غیرت مند انسان اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ کسی کی اولاد کو کسی غیر کی طرف منسوب کیا جائے تو اسے نہایت شدید دکھ پہنچتا ہے اور وہ اس بات کو اپنے لئے غیر معمولی ہتک وتوہین تصور کرتا ہے وہ لوگ جو حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے اس بیہودہ نظریہ پر نظر ثانی کریں اور ایسی باتیں نہ خدا تعالیٰ کو پسند اور نہ رسول اللہ ﷺ کو گوارا بلکہ خود اہل سنت بھی ایسے منکرین سے بیزار ہیں۔

ذیل میں فقیر اہل بیت عظام وعترت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ومناقب درج کرتا ہے لیکن میں اہل بیت وعترت کا مفہوم ضرور ہے تاکہ فضائل ومناقب میں ان حضرات کو خارج نہ کر بیٹھیں جو ان فضائل ومناقب کے اہل ہیں۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن حضور اکرم ﷺ کو ناقۂ قصواء پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا تو میں نے سنا آپ فرمارہے تھے

یایھا الناس انی ترکت فیکم ماان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی.

(ترمذی،باب المناقب)

اے لوگو بیشک میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہیں ہوگے وہ کتاب اللہ اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔

(۲)حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الاخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولم یتفرقا حتی یرد علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما. (ترمذی شریف صفحہ ۵۶۹)

بیشک میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے ۔ پہلا دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور میری عترت میرے اہل بیت اور یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک یہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں سے کیسے متمسک ہوتے ہیں۔

انتباہ

ابھی سے سوچ لیں کہ قیامت میں حوضِ کوثر کے سوا چارہ کار نہ ہوگا وہاں سے ہٹائے گئے تو پھر کہیں ٹھکانہ نصیب نہ ہوگا۔

(۳)حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

ومن یقترف حسنة قال المودة لال محمد ﷺ

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۸،رشفۃ الصاوی صفحہ ۲۳،المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۲)

اور جو نیکی کمائے گا یعنی آلِ محمد ﷺ سے محبت کرے گا۔

(۴)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ سے محبت رکو کیونکہ وہ تمہارا رب ہے اور تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے

واحبونی لحب الله واحبو اهل بیتی لحبی. (ترمذی ومشکوۃ صفحہ ۵۷۳)

اور مجھے محبوب رکھو میری محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو محبوب رکھو میری محبت کی وجہ سے

(۵)حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

من احبنی واحب هذین وابا هما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیمة

(ترمذی شریف باب المناقب)

جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسن و حسین) اور ان کے باپ (علی) اور ان کی ماں (فاطمہ) کو محبوب رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

فائدہ

یہ وہ بشارت ہے جو دنیا و مافیہا سے اعظم وانفع ہے ''اللھم وفقنا لھذہ''

(٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی

(ابن ماجہ جلد ا صفحہ ٦٤، المستدرک حاکم جلد ٣ صفحہ ١٦٦، البدایہ والنہایہ جلد ٨ صفحہ ٣٥)

جس نے حسن و حسین کو محبوب رکھا اس نے درحقیقت مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

(٧) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں

من احبھما احبنی ومن احبنی احبہ اللہ ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنۃ ومن ابغضھما ابغضنی و من ابغضنی ومن ابغضنی ابغضہ اللہ ومن ابغضہ اللہ ادخلہ النار. (المستدرک حاکم جلد ٣ صفحہ ١٦٦)

جس نے دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ نے اس کو دوزخ میں داخل کیا۔

(٨) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت احدا لا ادخلہ النار

(المستدرک جلد ٣ صفحہ ١٥٠، زرقانی علی المواہب جلد ٧ صفحہ ٢٠، الصواعق المحرقہ صفحہ ١٧٢)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت سے بغض رکھا اللہ نے اس کو جہنم میں داخل کیا۔

(٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ ایک کندھے پر

حسن اور ایک کندھے پر حسین تھے۔ آپ کبھی حسن کو چومتے کبھی حسن کو ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ

انک لتحبھما ؟فقال من احبھما فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۵)

آپ ان دونوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔

سوارِ دوشِ رسولِ خدا سلام علیک

(۱۰) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان رسول اللہ ﷺ ابصر حسنا و حسینا فقال اللھم انی احبھما فاحبھما

(ترمذی شریف باب المناقب)

حضور اکرم نے حسن اور حسین کو دیکھا تو کہا اے اللہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو محبوب رکھ۔

(۱۱) حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حسن و حسین آپ کی پشت مبارک پر کھیل رہے تھے

فقلت یارسول اتحبھما ؟فقال وما لی لا احبھما وانھما ریحا نتای من الدنیا

(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۰)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان دونوں سے بہت محبت رکھتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جب کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(۱۲) اہلِ عراق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حالت احرام میں مکھی یا مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا

اھل العراق یسالون عن قتل الذباب وقد قتلوا ابن بنت رسول اللہ ﷺ وقال النبی ﷺ ھما ریحانتا ی من الدنیا. (بخاری شریف صفحہ ۵۳۰)

ان اہل عراق کو دیکھو مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے فرزند رسول ﷺ کو قتل کیا یہ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ (حسن وحسین) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(۱۳) حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسین کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا بیٹی اس کو رونے نہ دیا کرو

الم تعلمی ان بکاء یوذینی . (تشریف البشر صفحہ ۲۵، نورالابصار صفحہ ۱۳۹)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رایت رسول اللہ ﷺ یمتص لعاب الحسین کما یمتص الرجل التمر. (نورالابصار صفحہ ۱۳۹)

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حسین کے منہ کے لعاب کو اس طرح چوستے تھے جس طرح کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

(۱۵) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس حالت میں نکلے کہ آپ کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھی میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟

فکشفه فاذا هو حسن وحسین علیٰ ورکیه فقال هذا ن ابنایے وابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما. (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۰)

پس آپ نے کپڑا اُٹھایا تو وہ حسن وحسین تھے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جوان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

(۱۶) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے

فجاء الحسن والحسین فجعلا یتو ثبان علیٰ ظهره اذا سجد فا راد الناس زجر هما فلما سلم قال للناس هذان ابنای من احبهما فقد احبنی. (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۵)

تو حسن وحسین آئے اور جب آپ سجدہ میں گئے تو وہ دونوں آپ کی پشت پر سوار ہو گئے لوگوں نے چاہا کہ ان کو منع کریں جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

(۱۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

دخلت علیٰ رسول اللہ ﷺ وهو حامل الحسن والحسین علیٰ ظهره وهو یمشی بهما علی اربع فقلت نعم الجمل جملکما ؟ فقال ونعم الراکبان هما.

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۸، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۶)

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حسن وحسین کو اپنی پشت پر بٹھایا ہوا تھا اور آپ دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں پر چل رہے تھے تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا سوار بھی تو بہت اچھے ہیں۔

بھر آں شہزادۂ خیر المسلل — دوشِ ختم المرسلین نعم الجمل

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا

ای اھل بیتک احب الیک؟ قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمة ادعی ابنی فیشمھما ویضمھما الیہ. (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۱)

آپ کے اہل بیت میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا حسن وحسین آپ حضرت فاطمہ سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ تو آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے سینے سے چمٹا لیتے۔

پھول کی طرح سے اُن کو سونگھتے تھے مصطفیٰ — جب کبھی ہوتے تھے نانا سے بہم حضرت حسین

(۱۹) حضرت زید ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے

لعلی و فاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم

(ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۹، البدایہ صفحہ ۳۶)

حضرت علی وفاطمہ وحسن وحسین کے متعلق فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے میں ان سے صلح رکھنے والا ہوں۔

فائدہ

ان تمام احادیث صحیحہ سے وجوبِ محبت اہل بیت اور تحریم بغض وعداوت صراحۃً ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت نبوت کی بہت زیادہ تعظیم وتوقیر کرتے اور ان سے الفت ومحبت رکھتے۔

(۲۰) افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

والذی نفسی بیدہ لقرابة رسول اللہ ﷺ احب الی ان اصل من قرابتی

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۲۶)

خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اپنے اقرباء سے رسول اللہ ﷺ کے اقربا محبوب ہیں۔

(۲۱) انہی کا ارشاد ہے کہ

ارقبوا محمداً في اهل بيته . (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶)

محافظت کرو محمد ﷺ کی ان کے اہل بیت میں یعنی عزت و حرمت محمدی اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت کی عزت و تعظیم کرو۔

(۲۲) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

الحسن والحسين سيد الشباب اهل الجنة. (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۳۵)

حسن و حسین دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(۲۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة وفي لفظ الى سيد شباب اهل الجنة فلينظر الى الحسين بن علي. (ابن حبان، ابو یعلی، ابن عساکر، نور الابصار صفحہ ۱۳۹)

جس کے لئے باعث مسرت ہو کہ وہ کسی جنتی مرد کو دیکھے اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ حسین ابن علی کو دیکھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فائدہ

ان ارشاداتِ مبارکہ کے مطابق ہی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کی محبت سرمایۂ ایمان، ذریعہ قربِ خدا تعالیٰ و رسول مقبول ﷺ اور وسیلۂ نجات ہے چنانچہ اکابر اہل سنت نے بلحاظ مدارج ان کے اسماء مبارکہ خطبۂ جمعہ میں داخل فرمائے تاکہ ہر جمعہ کو برسرِ منبر اس عقیدہ کا اظہار و بیان ہوتا رہے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت مستحکم رہے۔

خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

شرح

فنا فی الرسول ہوکر عشق آرام سے سونا نصیب ہوا اس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی الفت جاں کے

لئے اکسیر اعظم ہے یہی وجہ ہے کہ جسے الفت ومحبت رسول اللہ ﷺ نصیب ہوئی وہ حیاتِ جاودانی پا گیا۔

عشق عتق یا فسق

وہابیت زدہ لوگ عشق کو فسق سمجھ کر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا عاشق کہلوانا ناجائز اور حرام کہہ دیتے ہیں یہ ان کی زیادتی ہے اس لئے کہ ایسا عشق تو عتق ہے نہ کہ فسق کیونکہ عشق دراصل محبت کا دوسرا نام ہے اور محبت کا اطلاق وہ بھی روا سمجھتے ہیں اگر چہ ان کا معنی اور ہمارا محبت کا معنی اور۔

محبت کی تعریف

محبت نام ہے پسندیدہ چیز کی طرف میلان شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عاشق محبوب کا بندۂ بے دام بن جاتا ہے اور مال ودولت اس پر قربان کر دیتا ہے۔ زلیخا کی مثال لے لیجئے جس نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال ودولت قربان کر دیا۔ زلیخا کے پاس ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے جو عشقِ یوسف میں نثار کر دیئے جب بھی کوئی یہ کہہ دیتا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ چھوڑا تھا اور فرطِ محبت میں یوسف علیہ السلام کے سوا سب کچھ بھول گئی تھی جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں یوسف میں نام نظر آتا تھا۔

عشق زلیخا

تفاسیر میں ہے کہ جب زلیخا ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی تو سوائے عبادت وریاضت اور توجہ الی اللہ کے اسے کوئی کام نہ تھا اب یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے محبت ہوگئی۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا زلیخا تُو تو میری محبت میں دیوانی تھی جواب دیا یہ اُس وقت کی بات ہے کہ جب میں آپ کی محبت کی ماہیت سے واقف نہ تھی اب میں آپ کی حقیقت پہچان چکی ہوں اس لئے اب میری محبت میں تمہاری شرکت بھی گوارا نہیں۔

محبت و عشق میں فرق

گو عشق محبت کا دوسرا نام ہے لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ محبت آغاز کا نام عشق انجام کا یعنی محویت کلی جیسا کہ حضرت مجنوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی داستانیں عام زبانِ زد اور مشہور ہیں۔

مجنوں نے اپنا نام لیلیٰ بتلایا

مجنوں سے کسی نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ بولا لیلیٰ ایک دن اس سے کسی نے کہا کیا لیلیٰ مرگئی ؟ مجنوں نے جواب دیا لیلیٰ نہیں مری وہ تو میرے دل میں ہے اور میں ہی لیلیٰ ہوں ۔ ایک دن جب مجنوں کا لیلیٰ کے گھر سے گزر ہوا تو وہ ستاروں کو دیکھتا ہوا گزرنے لگا کسی نے کہا نیچے دیکھو شاید تمہیں لیلیٰ نظر آجائے مجنوں بولا میرے لئے لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستارے کی زیارت ہی کافی ہے۔

لیلیٰ کا نشتر مجنوں کے بازو پر

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لیلیٰ نے گھر میں خون نکلوایا تو مجنوں کو جنگل میں بازو سے خون بہنے لگا حضرت مجنوں نے فرمایا میری لیلیٰ کا جسم میرا جسم ہے یہ وہی محبت ہے جسے فرمایا

لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیا

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب حضور اکرم ﷺ کے دانتوں پر پتھر لگے اور کچھ حصہ دو دانتوں کا علیحدہ ہوگیا تو یہاں سیدنا اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت خود بخود جھڑ گئے اگر چہ یہ روایت محدثین کے نزدیک.........ہے لیکن مشائخ کی کتب میں ہے ہم اسے کشفی روایات پر محمول کریں گے۔

کمالِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو شعراء نے اسی لئے داد دی ہے کہ آپ نے عشق کی وہ تعبیر فرمائی جس پر آپ کے قلم پر شعراء کے کلام قربان ہونے کو مختصر سمجھتے ہیں یعنی آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ عشق حق ہے کہ جب اللہ و رسول ﷺ سے صحیح اور سچا عشق نصیب ہو تو مقام الفناء کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

شرح

قیامت میں گنہگاروں کے قید و بند فوراً کھل جائیں گے اس دن رسول اللہ ﷺ کی طاقت واختیار کا عقیدہ کھل کر سامنے آجائے گا آج منکرین بیشک جو جی میں آئے کہتے پھریں۔

قیامت میں جب مایوسی ہی مایوسی ہوگی تو حضور اکرم ﷺ کے صدقے سب کے قید و بند ٹوٹ جائیں گے کیونکہ

حضوراکرمﷺ اذنِ شفاعت چاہیں گے اور آپ کو اذن ملے گا اور کچھ اللہ تعالیٰ کے محامد ارالہام ہوں گے پس آپ اُن محامد سے اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا بیان فرمائے گے اور سجدے میں تشریف لے جائیں گے پس آپ کا رب عزوجل آپ سے ارشاد فرمائے گا ''یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع'' پس آپ عرض کریں گے ''یارب امتی امتی'' پس حکم ہوگا جایئے اور جس کے دل میں جَو برابر ایمان پایا جائے گا اسے بھی جنت میں داخلہ ہوگا۔

لا ازال اشفع حتی اعطی عتاقاً برحال قد امریھم الی الناریقول یا محمد(ﷺ)ماترکت یغضب ربک فی امتک من نقمہ (الشفاء جلد ا صفحہ ۱۳۹)

میں اپنی گناہگار امت کی اس وقت تک برابر شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے چند ایسے لوگ ملیں گے جن کو دوزخ میں جانے کے پروانے جاری ہو چکے ہوں گے (میں ان کی شفاعت بھی کروں گا تو) جہنم کا داروغہ مجھ سے کہے گا کہ اے محمد (ﷺ) آپ نے تو عذابِ الٰہی سے اپنی امت کے کچھ بھی نہیں رہنے دیا۔

فائدہ

حضوراکرمﷺ کی شفاعت عام ہوگی یہ گمان نہ جائے کہ آپﷺ کی سفارش پر بخشش نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے مختص ہوگی وہ تو پہلے ہی خدائے رحیم وکریم کے دامن فضل وکرم سے لپٹے ہوئے ہوں گے۔ حضوراکرمﷺ نے شفاعت کا حق تو اپنے گناہگار امتیوں کے لئے لیا جن کی خاطر آپ ویرانوں اور غاروں کے خلوت کدوں میں اشک بار ہوتے رہے۔اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے

اورتم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی ۔۔۔ ظالمو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

انتباہ

حضورﷺ کا بنی نوع انسان پر کتنا بڑا احسان ہے کہ انہیں پتھر کے تراشیدہ خداؤں سے نجات دلا کر اسلام سے عزت بخشی مگر کسی امتی کے دل میں ایمان کی ذرا سی رمق باقی ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے محبوبﷺ کی محبت میں فنا ہو جائے اور اس کے نہاں خانہ باطن میں اپنے آقا و مولاﷺ کے عشق کی چنگاری بھڑکتی رہے اور وہ صورت نہ رونما ہونے پائے جس کا ماتم کرتے ہوئے حکیم الامت علامہ اقبال نے کہا تھا

بجھی عشق کی آگ اندھیرا ہے ۔۔۔ مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

گناہگاروں اور نافرمانوں پر شفیق اور محبتیں نچھاور کرنے والے رسول اللہﷺ کی حرمت پر مرمٹنا تقاضائے ایمان

ہے۔

میدانِ حشر میں محبوب ﷺ اپنا سر سجدے میں رکھ دیں گے۔ باری تعالیٰ فرمائے گا "ارفع راسک"
ترجمہ محبت کی زبان میں یوں ہوگا اے محبوب اپنا پیارا مکھڑا اور رُخ زیبا اُٹھایئے پھر گناہگار امت کی مغفرت کا مژدہ جاں افزاان الفاظ میں سنایا جائے گا

انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه مثقال حبة الشعیرة من الایمان.

(صحیح بخاری، کتاب التوحید باب کلام الرب یوم القیامة مع الانبیاء جلد۲صفحہ ۱۱۸)

(اے محبوب) جائیں اور جہنم سے اسے بھی نکال لیں جس کے دل میں (دانے) کے برابر بھی ایمان ہو۔

فائدہ

احناف کے نزدیک ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس بندے کے دل میں صرف ایمان ہی ہوگا نیکیوں کے بجائے برائیوں کا مجسمہ تھا تبھی تو وہ دوزخ میں گیا۔ ایسے کو حضور اکرم ﷺ دوزخ سے نکال لائیں گے یہی مطلب ہے "شفاعتی لاھل الکبائر من امتی" کا۔

جب حساب وکتاب کے بعد نیکوکار جنت اور اہلِ معصیت دوزخ میں ڈال جائیں گے تو حضور اکرم ﷺ پھر سجدے میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا محبوب کیا چاہتا ہے آپ ﷺ بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے اب تک بخشش کا دارومدار حساب وکتاب پر تھا میں چاہتا ہوں کہ اب تو میرے گناہگار امتیوں کو بے حساب بخش دے رحمت حق جوش میں آئے گی اور محبّ ومحبوب کے درمیان یوں مکالمہ ہوگا

فاقول یا رب ائذن لی فیمن قال لا اله الا الله فیقول وعزتی و کبریائی و عظمتی لاخرجن من النار من قال لا اله الا الله. (صحیح بخاری کتاب التوحید جلد۲صفحہ ۱۱۹)

(حضور فرماتے ہیں) میں عرض کروں گا کہ اے رب مجھے ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی دیجئے جنہوں نے صرف کلمہ پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اپنے جلال اپنی کبریائی اور عظمت کی قسم ہے میں ضرور انہیں بھی دوزخ سے نکال دوں گا جنہوں نے "لا اله الا الله" کہا ہے۔

فائدہ

ہماری بداعمالیاں تو ہمیں دوزخ میں لے گئی تھیں لیکن آقا ﷺ کا دستِ شفقت ہمیں وہاں سے نکال کر جنت

میں لے جائے گا جب آقائے نامدار ﷺ کی شفقتوں اور محبتوں کا یہ عالم ہے کہ وہ دوزخ میں جانے والے اپنے روسیاہ امتیوں کو فراموش نہیں کرتے تو کیا ہمارا حق نہیں بنتا کہ آپ کی غلامی اور اطاعت کا پٹہ گلے میں ڈال لیں اور آپ ﷺ کے عشق میں دیوانے اور مجنوں بن جائیں۔

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

شرح

اے پروردگارِ عالم ابھی سیہ کاروں کے گناہ دھل کر چہرے نورانی ہو جائیں گے یہی تمنا ہے کہ تیرے محبوب ﷺ کی رحمت جوش میں آجائے۔

ہے باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرور گلزار قدم قامت رسول اللہ کی

شرح

رخسار زیبائے حبیب ﷺ اور گلزار قدم کا سرو باغ قدس ہے رسول اللہ ﷺ کا قد مبارک ہے۔

اے رضؔا خود صاحب قرآن ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

شرح

اے رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خود قرآن نازل کرنے والا حضور اکرم ﷺ کی مدح وثنا فرماتا ہے تو پھر تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی مدح وثناء کیسے ممکن ہے۔

مدحت رسول ﷺ ناممکن

اس موضوع کو فقیر سابقہ صفحات میں تفصیل سے بیان کر چکا ہے یہاں موضوع کی مناسبت سے کچھ عرض کردوں سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آیت

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (پارہ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۰۹)

تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگر چہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔

سے استدلال کیا ہے کہ کلمات سے حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات اور مناقب و کرامات اور علوم و برکات مراد لئے ہیں۔ (مدارجِ النبوۃ جلد اول باب سوم)

اب مطلب یہ ہوا کہ کُل کائنات دوہری ہو کر کمالاتِ مصطفی ﷺ لکھے تو بھی ان سے ناممکن ہے آیت ہذا میں تو دو سمندروں کا ذکر ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ا (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

اسی لئے علماءِ کرام نے فرمایا کہ

فاوصافه صلى الله عليه وسلم الحسنة لا تعدولا تحصى

کہ حضور اکرم ﷺ کے اوصافِ حسنہ احصاء سے باہر ہیں۔

قاعدہ کلیہ

حضرت امام بوصیری قدس سرہ نے قصیدہ بردہ شریف میں مدحِ مصطفی ﷺ کے لئے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے وہ قاعدۂ کلیہ یہ ہے

فان فضل رسول الله ليس له حد فيغرب عنه ناطق بغم

حضور کو وہ نہ کہو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے لئے (خدا کا بیٹا) اس کے سوحد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔ لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم۔

وانسب الى ذاته ماشئت من شرف وانسب الى قدره ماشئت من عظم

جو شرف چاہو ان کی طرف منسوب کرو اور ان کی عظمت کے لئے جتنا چاہو کرو۔

فائدہ

ان اشعار پاک کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن اللہ الازہری فرماتے ہیں

اترک ما قالة النصاریٰ فی بینهم عیسیٰ ابن مریم علیهما السلام انه ابن الله لما اخبر الله سبحانه وتعالیٰ عنهم وانا بنینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی عن مثل ذلک حیث قال لا تطرونی لما المرء النصاری عیسیٰ ای بذالک واحکم بعد ذالک له صلی الله علیه وسلم بما شئت من اوصاف الکمال الا ئقة بحلال قدره وخاصم فی اثبات فضائله من شئت من الخصماء واعزالی دااته من شرف والی علو قدره العظیم ما اردت من التعظیم . والرفعة فقد وجدت للقول بابا واسعا فان فضل رسول الله ﷺ لیس له غایة الوقف عندها فیبنیها ناطق بلسان فمه فاوصافه لا تحصی وفضائله لا لستقصی. (شرح قصیدہ بردہ شیخ المذکور صفحہ ۳۴)

وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے نبی عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیٰ امہا الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ابن اللہ کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خبر دی ہے بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ نے ایسی چیزوں سے روکا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کو نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑھایا مجھے ان چیزوں سے موصوف نہ کرو اور اس کے بعد جو چاہے اوصافِ کمال جو حضور کے جلالت مرتبہ کے لائق ہوں حضور کی طرف نسبت کرو اور حضور کے فضائل ثابت کرنے میں خصم سے چاہے جھگڑا کرو اور حضور کی ذاتِ شریفہ کی نسبت کر جس شرف کو چاہے اور حضور کے علوقدر کی طرف جس تعظیم و رفعت کا ارادہ کرے منسوب کر کیونکہ ہر بلند سے بلند قول کے لئے واسع پائے گا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے فضائل کی کوئی انتہا نہیں کہ جہاں کہیں اور بولنے والا اُسے اپنی زبان سے بیان کرے تو حضور کے اوصاف کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

ان عبارات کے علاوہ ہمارے متعدد حوالہ جات ہیں جنہیں ہم طوالت موجب ملالت سمجھ کر ترک کر کے مخالفین کے ایک سوال کا جواب دے کر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''فیض لا لہ فی مدح المصطفیٰ'' میں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی نعت اور مدح وثنا پر ہمیں غلو کا طعنہ دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ہم غلو کے معنی بھی بتا دیں تا کہ مخالف کا ہر طرح سے منہ بند ہو۔

غلو کا ازالہ

لفظ غلو زیادتی اور کمی دونوں میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط او التفریط. (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

افراط وتفریط کے ساتھ حد سے بڑھنا۔

فائدہ

غلو کا معنی سمجھنے کے بعد مخالفین کا اعتراض آیت ذیل سے اُٹھ گیا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ۔ (پارہ ٦، سورۃ النساء، آیت ١٧١)

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔

حالانکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے یہودیو! نبی اللہ کی توہین اور تنقیص کر کے غلو نہ کرو اور اے نصرانیوں نبی اللہ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو۔ بحمدہٖ تعالیٰ ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی کی توہین و کمی کر کے غلو کرنا بھی ممنوع ہے جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں غلو ممنوع ہے کہ اُن کو خدا یا خدا کا جزیا بیٹا کہا جائے یا الحاد یا حلول کا قول کیا جائے اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو یا مبالغہ کیا جائے وہ درحقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ بلکہ محمود اور جائز ہے اور ہم اس کے مامور بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ا (پارہ ٢٦، سورۃ الفتح، آیت ٩)

اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

بلکہ علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے غلو کا تصور ہی بے دینی ہے۔

سوال

حضور اکرم ﷺ کی مدح وثنا و تعریف و تعظیم میں مبالغہ نا جائز ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانما انا عبداللہ ورسولہٗ

مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا ہاں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

جواب

جب اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ "وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ" حضورؐ کی تعظیم وتوقیر میں مبالغہ کرو پھر غلو کیا علاوہ ازیں اور بہت سی آیات اس موضوع پر پیش ہوئیں۔ ہمارا اصل مدعا آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہے احادیث واقوال ائمہ بطورِ شواہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے خبر واحد کتنی اعلیٰ درجہ کی ہو تو نہایت کار یہ ہے ظنی دلیل ہے (مفید گمان ہے مفید علم نہیں) اس سے عقائد ضروریہ کا ثابت کرنا انتہا درجہ کی جہالت

ہے ہمارا دعویٰ کہ مبالغہ سے حضور کی توقیر و تعظیم ہو صاف قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ فقیر نے اس مضمون کے اول میں دو آیتیں لکھ کر تفسیر بھی بتا دی ہے۔

نعت شریف ۵۹

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

حل لغات

کمر آرائی، کمر آرائش، کمر سنگارنا اس سے مراد عزم روانگی۔

شرح

قافلے نے مدینہ طیبہ جانے کا عزم کیا ہے اے اللہ تعالیٰ میری تنہائی کی مشکل آسان فرما کہ میں یہاں نہ رہ جاؤں میری بھی قافلہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی تیاری ہو جائے اور میں مدینہ طیبہ پہنچ جاؤں۔

مدینے کا عاشق

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ مدینہ پاک سے پیار کا اظہار بار بار فرماتے ہیں اس کی وجہ ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ ہمارے ایمان و اسلام کا مرکز اور ماویٰ وملجا ہے جیسا کہ فقیر نے اسی شرح حدائق شریف میں متعدد مقامات پر اور اپنی دوسری تصنیف ''محبوب مدینہ'' میں مفصل لکھ چکا ہے اسی لئے عشاق کے لئے مدینہ پاک آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے کہ اس کے بغیر چین اور سکون نہیں۔ اسی لئے جی چاہتا ہے کہ

اُڑ کر مدینہ جا پہنچوں یا دل میں مدینہ آ جائے

فضائل مدینہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

المدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون. (مسلم شریف)

مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے کاش کہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔

فائدہ

یہ ارشادِ گرامی اس لئے ہوا کہ معاش و معاشرہ کی سہولتوں کے پیشِ نظر بعض لوگ شام و یمن و دیگر مما لک جانے کو ترجیح کے کر ہجرت کرنے کا عزم رکھتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

والذی نفسی بیدہ من المدینة شعب نقب الا علیہ ملکان یحرسانھا. (مسلم شریف)

یعنی خدا کی قسم مدینے کے ہر راستے اور دروازے پر دو فرشتے مقرر ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

فائدہ

عالم دنیا کے تمام شہروں میں صرف یہی ایک محبوب شہر ہے جس کی پہرہ داری کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کرر کھے ہیں جب دجال آئے گا اس وقت اور ملائکہ کرام بڑھا دیئے جائیں گے یہ بھی ایک محبوبانہ اعزاز ہے ورنہ وہ قادرِ مطلق بغیر کسی پہرہ داری کے مدینہ پاک کی حفاظت فرمائے تو وہ مالک ہے جیسے مکہ معظّمہ کی حفاظت بغیر پہرہ داری کے ہے اور تا قیامت ہوگی لیکن رنگ نرالا ہے کہ ستر ہزار ملائکہ ہر صبح و شام صلوٰۃ و سلام کی دھوم مچاتے ہیں تو دوسرے اور ملائکہ شہر مدینہ پاک کا پہرہ دیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ طیبہ میں آرام فرماتے پھر یوں دعا فرماتے

اللھم اجعل لنابھا قرارا ورزقا حسنا. (الحدیث)

اے اللہ ہمارے لئے تو مدینہ شریف میں سکون اور اچھا رزق کردے۔

فائدہ

تمام مخلوق کو حضور اکرم ﷺ کی ذات سے سکون و قرار نصیب ہوتا ہے لیکن آپ مدینہ پاک کو قرار و سکون بتاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مدینہ شریف کے بقیع اور حرم سے ستر ہزار افراد ایسے اُٹھائے گا جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک شخص ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا اور پھر ارشاد فرمایا

وجوھھم کالقمر لیلة البدر. (مسند الفردوس)

اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

فائدہ

اس حدیث پاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ شریف کے طفیل اس مقدس شہر والوں کو قیامت کے دن کس قدر مرتبہ نصیب ہوگا۔

حکایت

نبی کریم ﷺ کے ایک پیارے صحابی حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بیت المقدس جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ آپ نے پوچھا کہ تم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے عرض کی کہ میری وہاں پر کچھ زمین ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری وہاں کی ہزار نمازوں سے یہاں کی ایک نماز بہتر ہے۔ (طبرانی)

لاج رکھ لی طمع عفو کے سودائی کی
اے میں قرباں مرے آقا بڑی آقائی کی

حل لغات

لاج، حیا و شرم، عزت و آبرو۔ طمع، خواہش، لالچ۔ عفو، معافی، خطا بخشنا۔ سودائی، شیدائی، دیوانہ۔

شرح

آپ کے شیدائی کو معافی کی لالچ تھی اور خواہش رکھتا تھا کہ آپ ہی مجھے بخشوائیں گے۔ اے میرے آقا آپ کی عظیم آقائی پر قربان جاؤں کہ آپ نے اپنے غلام کی خواہش کی لاج رکھ لی یعنی میری نجات ہوگئی۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمی تری دانائی کی

حل لغات

فرش، بچھونا، دری، غالیچہ، قالین، زمین، زمین کی سطح (یہی مراد ہے) چونے کی پکی ہوئی زمین۔ آئینہ، منہ دیکھنے کا شیشہ۔ ضمائر ضمیر کی جمع دل بھید، جو کچھ دل پر گذرے۔ حاضر، موجود، طیار، آمادہ، سامنے۔

شرح

تحت الثریٰ تا عرش جملہ پوشیدہ اشیاء آپ کے آئینہ کی مانند سامنے ہیں خوب ہے اے پیارے محبوب آپ امی

ہونے کے باوجود جملہ عوالم کے عالم ہونے کی داد دینی پڑتی ہے۔

علم غیب کُلی

یہ اس مشہور عقیدہ کا اظہار ہے جسے وہابیہ دیوبندیہ فرقوں نے اختلافی بنا رکھا ہے حالانکہ یہ مسئلہ کوئی اختلافی نہ تھا قرآن واحادیث مبارکہ اور اقوالِ امت سے صراحۃً مذکور ہے۔

دیدارِ الٰھی

یہ عقیدہ اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ عزوجل کو دیکھا اور بچشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ خوب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ٥ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۷)

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

محمد مصطفیٰ ﷺ نے عین ذات کو دیکھا چشم نبی نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ٥ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۱)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

اللہ اکبر! وہ موسیٰ تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لا سکے بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے یہ محبوبِ خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں قلبِ اقدس مطمئن اور چہرۂ مبارک متبسم ہے یعنی بحالت تبسم خالقِ اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ زھوش رفت بیك پرتو جمال توعین ذات می نگری درتبسمی

احادیث مبارکه

امام احمد بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

رایت ربی . (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۶۱) میں نے اپنے رب کو دیکھا

امام بخاری حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو

ودنا الجبار رب العزت فتدلیٰ حتی کان منه قاب قوسین او اولیٰ. (بخاری کتاب التوحید)

عزت والا جبار خدا اتنا قریب ہوا کہ آپ کے اور خدا کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔

خوب رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸، ۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

غرض کہ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے اللہ عز وجل کو دیکھا اور حضرت موسیٰ نے صرف تجلی دیکھی خدا کو نہ دیکھ سکے تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک تجلی کے مشاہدے سے ایسے بصیر ہو گئے کہ آپ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں تو حضور ﷺ نے عین ذات کو دیکھا ہے لہٰذا حضور کی بصارت و رویت کس درجہ کی ہوگی اور آپ کتنی مسافت سے اشیاء کا ادراک فرماتے ہیں بہر حال جس ذات نے محیط بکل شئی کو دیکھا لازماً اس ذات کے لئے فرش تا عرش کی اشیاء کا دیکھنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ محیط کو دیکھنے والا محاط اس کے آگے اور سامنے ہوتا ہے۔ بلا تمثیل (○ محاط) یہ گول دائرہ محیط ہے اس کے اندر شے محاط۔ گول دائرہ جس کے سامنے ہے تو محاط تو بطریق اولیٰ سامنے اسی لئے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجا فرمایا

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر

کسی شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس چشم حق بیں میں سے ۔۔۔ کہ جس نے خالق عالم کو بیشک بالیقین دیکھا

مخفی اُمور کا دیکھنا

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی نگاہ جملہ اشیاء پر ہے یہاں چند نمونے عرض کرتا ہوں لیکن نگاۂ نبوت کا کمال بھی ذہن میں رکھئے۔

اندھیرا اجالا برابر

امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ

کان رسول اللہ ﷺ یری فی ظلماء کما یری فی الفوء . (خصائص جلد ا صفحہ ۶۱)

حضور اکرم ﷺ اندھیرے اور اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

امام بیہقی و ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ یری باللیل فی الظلمة کما یریٰ فی النھار باالضوء

کہ حضور اکرم ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجلیات ربانیہ حضور اکرم ﷺ کی مقدس آنکھوں میں سرایت کرگئی تھی۔ اب یہ آنکھیں دیکھتی تھیں تو نورِ خدا سے دیکھتی تھیں یہی وجہ ہے کہ جہانگیر تاریکی حجاب نہیں بنتی اور حضور آگے پیچھے دور اور نزدیک یکساں دیکھتے تھے۔

آگے پیچھے یکساں

حضرت امام مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات، اشرفِ موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگوں میں تمہارا امام ہوں مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو کیونکہ

قانی اراکم من امامی و من خلفی. (خصائص جلد اصفحہ ٦١)

میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

قلوب کے رُموز

حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں ایسی اشیاء کا ادراک فرماتیں جنہیں کلیم و خلیل کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں اور یہ آنکھیں ان چیزوں کو دیکھتی ہیں جہاں موسیٰ کلیم کی نظریں نہیں پہنچتیں۔ حضور اکرم ﷺ کی مقدس نظریں ضمائر قلوب اور دل کے وساوس کا بھی ادراک فرماتی ہیں چنانچہ امام بخاری تاریخ میں اور بیہقی اور ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ہمراہ مسجد میں گیا وہاں کچھ لوگ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں ان کے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے میں نے عرض کی نہیں

قال بايد يهم نور قلت ادع الله ان يرينيه فدعا الله فارانيه. (خصائص جلد ٣ صفحہ ٨٦)

فرمایا ان ہاتھوں میں نور ہے میں نے عرض کی سرکار دعا کیجئے مجھے بھی نظر آجائے آپ نے دعا فرمائی وہ نور مجھے بھی نظر آگیا۔

انتباہ

اللہ کی رحمت اور سکینہ ایسی چیزیں ہیں کہ آنکھ ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ یہ سکینہ رحمت و نور ہوتا ہے جس کو چشمِ نبوی ہی دیکھ سکتی ہے یا آپ کی دعا سے یہ انوار و برکات ایزدی اوروں کو دکھائی دیئے جاتے ہیں۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہی ہے

فو الله مایخفی علیٰ خشوعکم و لا رکوعکم. (بخاری جلد ا صفحہ ۵۹)

خدا کی قسم مجھ پر تمہارے رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہیں۔

فائدہ

خشوع ایک کیفیت قلبی کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتا ہے مگر نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے قربان کہ مصلّی کے خشوع کا ادراک کر رہی ہیں۔

ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے خشوع رکوع، سجود اور ضمائر قلوب و کیفیات نفسانیہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا ہی خوب فرمایا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے

سرعرش پر ہے تری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حقیقت یہ ہے کہ نبوت کا کمال خلافتِ الٰہیہ کے لحاظ سے ہے اور اس کے ایسے کمالات کو تسلیم نہ کرنے کا نام کفر۔ اسی لئے ابلیس مردود و رجیم ٹھہرا کہ اسے کمالاتِ آدم علیہ السلام کا انکار تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے صاف اور واضح طور پر فرمایا تھا کہ یہ میرا نائب اور خلیفہ ہے اور نائب و خلیفہ وہی ہوتا ہے جس سے حق تعالیٰ کے کمالات کا ظہور ہو۔ کچھ آج بھی وہی کیفیت ہے کہ ہم بحمدہ تعالیٰ کمالاتِ نبوت "من حیث الخلافة الالھیه" مانتے ہیں لیکن بدقسمت اب بھی ابلیس کی تقلید میں منکر ہیں۔ چند مزید کمالات ملاحظہ ہوں

سر فرش پر نظر

امام ابونعیم حضرت یعلی سے روایت کرتے ہیں حضرت یعلی جنگ موت کے واقعات حضور اکرم ﷺ کو سنانے آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا

ان شئت فاخبر نی قال فاخبرنی یارسول الله ﷺ فاخبر هم کله و وصفه. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

یعلی اگر تم کہو تو جنگ موتہ کے تفصیلی حالات تم سے پہلے میں ہی سنا دوں اور اگر تم چاہو تو تم ہی سناؤ۔ یعلی نے عرض کی سرکار آپ ہی بیان کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے جنگ موتہ کے تمام واقعات بیان فرما دیئے۔

یہ سن کر حضرت یعلی نے کہا مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے آپ کے بیان اور واقعاتِ جنگ میں سرِ موفرق نہیں ہے یعنی جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔

ناظرین! اس حدیث سے حضور کی نگاہ و نظر کا حال معلوم ہوا کہ آپ نے مدینہ میں تشریف رکھتے ہوئے غزوۂ

موتہ کے تفصیلی حالات بیان فرمادیئے۔ معلوم ہوا کہ قرب وبعد کے قوانین اللہ تعالیٰ نے چشم نبوی کو مستثنیٰ فرمالیا ہے۔ یہ قوانین دوسروں کی آنکھوں کے لئے ہیں یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں جبھی تو کوئی چیز حجاب نہیں بنتی۔ نور اندھیرے کو اجالا بنادیتا ہے اور حجابات کو چیرتا پھاڑتا نکل جاتا ہے یہ کمالات ہمارے لئے تسلیم کرنا اس لئے آسان ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کو نور علیٰ نور بشکل بشر مانتے ہیں اور مخالفین کے لئے انکار قسمت میں اس لئے لکھا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے جیسا کثیف بشر مانتے ہیں فرق نبوت کے عہدہ کا ہے اور بس۔

دور ونزدیک یکساں

حضرت امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان رسول اللہ ﷺ نعی للنجاشی فی الیوم الذی مات فیہ. (خصائص جلد۲)

جس دن حبشہ میں نجاشی کا انتقال ہوا تو حضور نے مدینہ میں ہمیں اس کے انتقال کی خبر سنائی۔

حضرت نجاشی کا انتقال حبشہ میں ہوا مگر حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں ان کے انتقال کی خبر سنائی معلوم ہوا کہ چشمانِ مصطفیٰ آن واحد میں مدینہ سے حبشہ تک پہنچتی ہیں اور دریا، پہاڑ، سمندر، مسافت وبعد ان نظروں کے لئے حجاب نہیں بنتے۔

اس سے بھی عجیب واقعہ وہ ہے جسے امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زید، جعفر، ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان کے شہید ہونے کی اطلاع دی۔ آپ مدینہ شریف میں تشریف رکھتے ہوئے فرما رہے تھے

اخذ الرایتہ زید فاصیب ثم اخذ الرایتہ جعفر فاصیب ثم ابن رواحۃ فاصیب وعیناہ تذر فان حتی اخذ الریتہ سیف من سیوف اللہ حتی فتح اللہ. (بخاری جلد۲صفحہ۶۱۱)

اب فوج کا نشان زید نے اُٹھایا اور وہ شہید ہو گئے اور اب جعفر نے جھنڈا اُٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے اب رواحہ نے پرچم اسلام اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہ بھی شہید ہوئے۔ حضور یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر فرمایا کہ اب فوج کا جھنڈا سیف من سیوف اللہ خالد ابن ولید نے اُٹھایا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

فائدہ

یہ واقعہ بھی غزوۂ موتہ کا ہے جو ملک شام میں واقع ہوا ہے حضور کی نگاہ ونظر دیکھئے کہ مدینہ سے ملک شام تک پہنچ

رہی ہے اور وہاں لشکر صحابہ کے جرنیلوں کو جھنڈا اُٹھاتے شہید ہوتے دیکھ رہی ہے اور مدینہ میں شام کے حالات حضور صحابہ کو سنا رہے ہیں۔

قاعدہ برائے مسئلہ حاضر وناظر

یہی دلائل ہم اہل سنت حضورﷺ کے حاظر و ناظر کے متعلق بھی پیش کرتے ہیں اس کی ایک وجہ وہی ہے کہ بظاہر آپ ہر ایک کو موزوں قامت سے محسوس ہوتے ہیں لیکن نورانیت کا حال یہ ہے کہ

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے　　　ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

دلیل تمثیلی

اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پَر ہیں۔ (بخاری)

اور ہر پَر کا طول مشرق ومغرب کو ڈھانپ لیتا ہے۔ (عینی)

اس کے باوجود حضور اکرمﷺ کے ہاں حاضر ہوتے تو عام بشر کی طرح پانچ فٹ کی قدو قامت میں یہاں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ جبرئیل علیہ السلام ان مذکورہ پَروں کو سدرۃ المنتہٰی پر چھوڑ آئے ہیں بلکہ یقیناً انہی پَروں سمیت پانچ فٹ کے قدو قامت میں ہیں اور وہ چھ سو پَر بھی ان کی اس ظاہری صورت میں سمٹے ہوئے ہیں تو بے عقلوں کو کون سمجھائے کہ جبرئیل علیہ السلام ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے اس کمال کے مالک ہیں تو ماننا پڑے گا کہ جبرئیل علیہ السلام کا آقا و مولیﷺ ایسے ادنیٰ کمال کے نہ صرف حامل ہیں بلکہ جبرئیل علیہ السلام جیسوں کو بھی یہ کمال آپ کے جوڑوں کے صدقہ نصیب ہوا ہے۔

زمین سے جنت کو دیکھنا

ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ میں حضرت جعفر کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو حضورﷺ تھوڑی دیر غمگین رہے اور پھر مسکرانے لگے۔ صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا تو حضورﷺ نے فرمایا

احزنتنی قتل اصحابی حتی رایت ھم فی الجنۃ اخوانا علیٰ سرر متقابلین. (خصائص جلد۲ صفحہ ۲۶۰)

مجھے میرے اصحاب کی شہادت کا رنج ہوا لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ جعفر اپنے بھائیوں کے ساتھ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر میں مسکرا دیا۔

امام بخاری حضرت اسماء سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ سورج گہن ہوا اور سید عالمﷺ نے نمازِ گہن ادا فرمائی پھر خدا

کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

مامن شیئ لم اکن رایته الا رایته فی مقامی هذا حتی الجنة و النار. (خصائص جلد۲صفحہ۸۹)

جو چیز میں نے نہیں دیکھی تھی اب میں نے اپنے اسی مقام سے دیکھ لی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔

لطیفه

فقیر اُویسی غفرلہ نے ایک منکر کمال نبوت کو حضور اکرم ﷺ کی وسعت علمی (کُلی علم غیب) کے دلائل میں ایک یہی دلیل قائم کی تو اس نے جواباً کہا کہ یہ علم وقتی طور پر تھا پھر نہ رہا۔ میں نے اسے کہا کہ دیکھنا تو میں نے ثابت کر دیا ہے اب یہ تم دکھا دو کہ ''پھر نہ رہا'' اس کی زبان گنگ ہوگئی کوئی جواب ندارد بلکہ ہمارا دعویٰ ہے منکرین سب کے سب اس روایت کے جواب سے تا قیامت گونگے ہیں۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ٥ (پارہ ا،سورۃ البقرہ،۱۸)   بہرے، گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔

چاهیں تو سب کچه دکهادیں

یہی نہیں کہ جنت و دوزخ اور ساری کائنات حضور کے پیش نظر ہے بلکہ حضور میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں زمین پر ہی جنت دکھا دیں اور جنت کے رہنے والوں کی آوازیں سنوا دیں چنانچہ ابن ماجہ حضرت فاطمہ بنت حسین سے راوی کہ جب حضور کے فرزند حضرت قاسم کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ رب تعالیٰ قاسم کو اتنے دن اور زندہ رکھتا تا کہ ان کے ایامِ رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت قاسم کے ایامِ رضاعت جنت میں پورے ہوں گے لیکن حضرت خدیجہ نے پھر وہی کلمات دہرائے جس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان شئت دعوت الله یسمعک صوته قالت بل صدق الله و رسوله(خصائص جلد۲صفحہ۸۸)

خدیجہ اگر تم کہو تو میں دعا مانگوں اور حضرت قاسم کی آواز تم جنت سے زمین پر سن لو عرض کی نہیں اللہ اور رسول نے سچ فرمایا۔

فائده

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ پر احوال برزخ و احوال جنت و دوزخ پوشیدہ نہیں ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ حضور پر منکشف ہے اسی طرح آپ میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں زمین پر ہی جنت دکھا دیں اور جنت کے رہنے والوں کی آوازیں سنوا دیں نیز احادیث مذکورہ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ سید عالم ﷺ کو سارے جہان

کی خبر ہے لیکن بے خبر آپ کو بے خبر جانتے ہیں

بلا ریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم   مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

آسمانوں پر نگاہ ونظر

امام ترمذی حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطئت السماء وحق لها ان تسط لیس لها موصع اربع اصابع الا وملک واضح جبهته ساجد لله (خصائص جلد ا صفحہ ٦٦)

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چڑ چڑاتا ہے اور اس کو لائق ہے وہ چڑ چڑائے کیونکہ آسمان پر چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے سجدہ میں نہ پڑے ہوئے ہوں۔

فائدہ

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ میرے آقا کی منور آنکھیں ان عجائب وغرائب عالم کا مشاہدہ کرتی ہیں جو سب کی حد نظر سے باہر ہے چشم نبی طبقاتِ سموت سے پار ہو جاتی ہے

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال   دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

فائدہ

احادیث مبارکہ میں ہے زمین سے صرف آسمانِ اول تک پانچ سو برس کی مسافتِ عظیم ہے اور چشمانِ مصطفیٰ ﷺ آنِ واحد میں پانچ سو برس کی مسافت طے کرتی ہیں اور وہاں کے حالات دیکھ لیتی ہیں جبھی تو حضور فرماتے ہیں کہ آسمان پر چار انگل جگہ ایسی نہیں ہے جو سجود ملائکہ سے خالی ہو۔ مزید دلائل اور حوالہ جات کے لئے فقیر کا رسالہ ''نگاہِ نبوت'' کا مطالعہ فرمائیے۔

کامل الایمان مسلمان کی توجہ کے لئے

علم غیب کُلی کوئی ایسا مشکل مسئلہ نہیں کہ سمجھ نہ آئے ہاں ضد یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلوب پر تالہ بندی ہو تو پھر نہ صرف مشکل بلکہ ممتنع ہے ورنہ ہمارا عقیدہ واضح ہے۔

علم کُلی

علم کُلی یہ ہے کہ بعطائے خداوندی حضور اکرم ﷺ ہر شے جانتے ہیں یعنی جو کچھ حضور ﷺ پر منکشف ہے حتی کہ

حضورﷺ نے اول سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی ان احوال سے بعض حالات سے مطلع کیا۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں

امام احمد وطبرانی حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا یدقدرت رکھا اور اس کی ٹھنڈک میرے سینہ میں محسوس ہوئی۔

حتی تجلی لی ما فی السموت وما فی الارض. (خصائص جلد۲صفحہ۷۷)

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین ہے وہ سب میرے لئے روشن ہو گیا۔

فضل خدا سے غیب وشہادۃ ہوا انہیں — اس پر شہادت آیت ووحی اثر کی ہے

امام طبرانی ابن عمر سے راوی کہ سید عالمﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو ظاہر فرمایا

فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ کفی هذه.(مواہب جلد۲صفحہ۱۹۳)

تو دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

فراسة المومن

اہل علم جانتے ہیں علم الفراستہ اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے اور وہ علم الفراستہ علم لدنی الہام کہلاتا ہے اس پر غور ہو تو اس سے بھی یقین ہوسکتا ہے کہ جب علم الفراستہ کا یہ کمال ہے تو علم النبوۃ والرسالہ کا کتنا کمال ہوگا۔

شرح حدیث فراسة

''اتقوا فراسته المومن'' کی زد سے کوئی شے پوشیدہ نہیں

''کنت سمعه الذی یبصر به'' کے موافق اگر بندۂ خدا اطلاع علےٰ الغیب ہوتی ہے تو کون سی عجیب بات ہے۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمة الله تعالیٰ علیه

ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان درانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں

الفراسة مکاشفة النفس ومعائنة الغیب. للغیب مبادی ولواحق فمبادیه لا یطلع علیه ملک مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فهو ما اظهره الله علی بعض احبائه لوحة علمه وخرج ذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا وذلک إذا تنور الروح القدسیة وازداد نوریتها واشراقها بالاعراض عن

ظلمة عالم الحس وتحلية مرآة القلب عن صدأ الطبيعة والمواظبة على العلم والعمل وفيضان الانوار الالهية حتى يقوى النور وينبسط فى فضاء قلبه فتنعكس فيه النقوش المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات ويتصرف في أجسام العالم السفلي بل يتجلى حينئذ الفياض الأقدس بمعرفته التي هي أشرف العطايا فكيف بغيرها . (مرقات شرح مشکوٰۃ)

فراست نفس کے مکاشفہ اور غیب کے معائنہ کو کہتے ہیں۔ غیب کے مبادی بھی ہیں اور لواحق بھی لیکن مبادی پر نہ کوئی ملک مقرب اطلاع پاتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل باقی رہے لواحق تو ان کو اللہ تعالیٰ اپنے بعض احباء پر اُن کے عمل کے مطابق مطلع فرماتا ہے اور یہ غیب اضافی ہے کیونکہ جب روح قدسیہ منور ہوجاتی ہے اور عالم حس کی ظلمت سے اعراض کرنے آئینہ دل کو طبیعت کے رنگ سے صاف کرنے اور علم و عمل اور مواظبت اور فیضانِ انوارِ الٰہیہ کی وجہ سے یہ نور اور زیادہ قوی ہوکر فضا قلب پر چھا جاتا ہے پس دل میں لوحِ محفوظ کے نقوش مرتسم ہوجاتے ہیں اور وہ مغیبات پر مطلع ہوجاتا ہے اور عام سفلی کے اجسام میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور اسے جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے جو اشرف عطایا ہے تو اور کوئی چیز اس سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔

حضرت ملاعلی قاری کی اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ صالحین کاملین اور عارفین باللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی کیونکہ جب ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مخفی نہ رہی تو اور کوئی چیز کیسے مخفی رہ سکتی ہے اور یہی علم کُلی ہے پس یہ علم جب عام صالحین کاملین اور عارفین کو ہے جو ان کے سرتاج ہیں انہیں یہ علم کیونکر نہ حاصل ہوگا۔

اسی مرقات میں ملاعلی قاری کتاب عقائد تالیف شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں

العبد ينقل فى الاحوال حتى يصير نعت الروحانية فيعلم الغيب

بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ روحانیت کی صفت پالیتا ہے پس غیب جانتا ہے۔

اسی مرقات میں کتاب عقائد سے نقل فرمایا

يطلع العبد علىٰ حقائق الاشياء ويتجلى له الغيب وغيب الغيب

کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہوجاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔

اسی مرقات جلد ۲ صفحہ ۶ میں ہے باب "الصلوٰۃ علی انبی وفضلھا" میں فرماتے ہیں

النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلاق البدنية خرجت واتصلت بالملاء الا على ولم يبق

له جاب فتری الکل کالمشاهد بنفسها اوباخبار الملک لها

پاک وصاف نفس جبکہ بدنی علاقوں سے خالی ہوجاتے ہیں اوران پر کوئی غلبہ باقی نہیں رہتا پس وہ تمام چیزوں کومثل محسوس وحاضر کے دیکھتے ہیں خواہ تو اپنے آپ یا فرشتہ کے الہام سے۔

شش جہت سمت مقابل شب وروز ایک ہی حال

دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حل لغات

شش جہت، چھ سمتیں (۱) دائیں (۲) بائیں (۳) آگے (۴) پیچھے (۵) اوپر (۶) نیچے۔ سمت (بالکسر) جہت۔ مقابل، سامنے والا۔ دھوم، شہرہ، افواہ۔ والنجم (قسم ستارے کی) لیکن یہاں سورۂ والنجم مراد ہے جو پارہ ۲۷ میں ہے۔ بینائی، بصارت، آنکھ کی روشنی۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے دیکھنے کا حال یہ ہے کہ شش جہات ایک دوسرے کے بالمقابل (دوسرے لوگوں کے لئے ہے کہ ایک سمت کو دیکھیں گے تو دوسری جہت کو نہ دیکھ سکیں گے) کو شب وروز ایک حال میں دیکھتے ہیں۔ آپ کی بینائی کی شہرت سورۂ والنجم کی آیت

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ○ (پارہ ۲۷، سورۂ النجم، آیت ۱۷)

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

شعر کے مصرعہ اول میں دعویٰ مصرعہ ثانی میں اس کی دلیل ہے۔ فقیر اس سے قبل کے شعر میں حضور اکرم ﷺ کے نگاہ ونظر کے متعلق بہت کچھ لکھ آیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں لکھ سکا اور افسوس ہے کہ شرح حدائق بھی اس کی تفصیل کی حامل نہیں خلاصہ کرکے چند امثلہ قائم کرکے مختصراً دلائل بھی عرض کردوں۔

شش جہات کو بیک وقت اور ہر وقت ملاحظہ ومعائنہ

یہ تو ظاہر ہے کہ عام بشر آگے دیکھے تو پیچھے گُل اوپر دیکھے نیچے فارغ، دائیں دیکھے تو بائیں ختم۔ اندھیرے میں تو اس کا دیکھنا ناممکن، بیداری میں تو دیکھتا ہے لیکن نیند میں ہے تو جاگنے والوں سے بے خبر لیکن صرف اور صرف یہ کمال تو حبیب خدا ﷺ کا ہے کہ بیک وقت شش جہات کو دیکھنا اندھیرے میں اجالے کی طرح دیکھنا، بیداری میں خواب والوں

کودیکھنا،خود اپنی نیند میں جاگنے والوں کو دیکھنا بلکہ آگے بڑھو تو عالم حیات میں جملہ کائنات کو اور عالم برزخ میں شش جہات کو بیک وقت دیکھنا اور یوں بھی کہہ کہ دور و قریب کو یکساں دیکھنا اس سے آگے بڑھ کر کہو گذشتہ جملہ حالات اور آنے والے جملہ حالات کو بیک وقت اور ہر وقت دیکھنا بلکہ بات ختم کرو کہ غیب الغیب بیچوں و بے عیب ذات کو دیکھنا۔ اس طویل مضمون کو فقیر چند صفحات میں سمیٹتا ہے۔

اندھیر اجالا

ابن عدی اور ابن عساکر اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور بیہقی نے ابن عباس سے اس طرح روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا دن کی روشنی میں۔ (رواہ البیہقی)

آگے اور پیچھے

بخاری اور مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم یہ دیکھتے ہو کہ میرا قبلہ میرے منہ کی طرف ہے لیکن خدا کی قسم تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں تم کو پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

فائدہ

بعض کا قول ہے کہ آپ کے دوشِ مبارک کے درمیان سوئی کے ناکے کی طرح دو آنکھیں تھیں آپ پیچھے کی طرح ان سے دیکھتے تھے کپڑے وغیرہ سے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

دور و نزدیک

ابن سعد نے ابی عامر صحابی سے روایت کیا جب حضور اکرم ﷺ کے پاس (مسجد مدینہ) میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کی (جنگ موتہ) میں شہادت کی خبر پہنچی تو آپ غمگین ہو گئے پھر فوراً مسکرانے لگے۔ اصحاب نے عرض کیا (حضور مسکرانے کی کیا وجہ ہے) آپ نے فرمایا کہ جعفر طیار اور ان کے رفقاء کی شہادت پر غمگین ہوا مگر اب ان کو جنت میں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے دیکھ کر خوشی سے مسکرا دیا۔

فائدہ

واقدی نے اپنے مشائخ کی سند سے روایت کیا موتہ میں جب جنگ ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو آپ کے سامنے کر دیا (جو سردارِ اسلام جھنڈا اُٹھاتا اور جس طرح شہید ہوتا آپ مسجد نبوی میں بیٹھے بیان فرماتے) اور آنسو بہاتے جب

خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا اُٹھایا تو آپ نے فرمایا اب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ سے اُس نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ یعلی بن منبہ جب (جنگ موتہ) کی خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا (جنگ کے تفصیلی حالات) کی اطلاع تو دیتا ہے یا میں بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں جو کچھ وہاں ہوا جس پر جو کچھ گزرا اور جس جس طرح صحابہؓ شہید ہوئے۔ آپ نے من وعن بیان فرمادیا یعلی نے کہا خدا کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے آپ نے واقعات کو اس طرح بیان فرمایا کہ (سر مو فرق نہیں) حرف بحرف ذکر کر دیا۔ تمام واقعات من وعن اسی طرح ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ کو میرے سامنے کر دیا تھا میں سب کی جنگ دیکھ رہا تھا۔ (کنز العمال)

اہلِ قبور کو عالمِ دنیا میں دیکھنا

طبرانی نے بشیر حارثی سے روایت کیا ہے کہ بنی معاویہ کا آپس میں کچھ اختلاف تھا حضور اکرم ﷺ آپس میں ان کی صلح کرانے تشریف لے گئے راستے میں ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو مجھے نہیں جانتا صحابہ نے پوچھا آپ نے یہ کیا فرمایا؟ فرمایا اس قبر کے مکین سے میرے متعلق (تو اُن کے بارے میں کیا کہتا ہے) سوال ہو رہا تھا اس نے کہا میں نہیں جانتا تب میں نے کہا تو مجھے نہیں جانتا۔ (شرح الصدور و کنز العمال)

غیب کا ملک دیکھنا

ابن سعد نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ غسیل ملائکہ حنظلہ بن عامر کو فرشتے آسمان و زمین کے درمیان جنتی پانی سے چاندی کے تختہ پر غسل دے رہے ہیں۔ (کنز العمال)

ہر وقت دیکھنا

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا جو کچھ اس میں ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوگا میں تمام دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (ہتھیلی سامنے کر کے فرمایا) کو دیکھ رہا ہوں۔

آخرت کا ملک دیکھنا

بخاری اور مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد پر آٹھ سال کے بعد نماز (جنازہ) پڑھی جیسے زندہ مُردوں کو رخصت کرتے ہیں پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے سامنے تمہارے لئے تم

سے آگے جانے والا ہوں اور میں تمہیں اور پر گواہ ہوں اور بیشک میں تم سے حوضِ کوثر پر ملنے کا وعدہ کرتا ہوں بیشک میں اس کو دیکھ رہا ہوں بلکہ میں اسی مقام پر ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور میں اس کا خوف نہیں کرتا کہ تم میرے پردہ کرنے کے بعد مشرک ہو جاؤ گے یعنی ایسا نہیں کر سکو گے بلکہ خوف یہ ہے کہ تم کو دنیا کی محبت پکڑ لے گی تم دنیا دار ہو جاؤ گے آپس میں لڑ مرو گے پس ہلاکت پاؤ گے جیسی پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔

ملائکہ کو دیکھنا

ابن سعد اور بیہقی نے علاء بن محمد ثقفی کے واسطے سے روایت کی کہ ہم مقامِ تبوک میں ایک دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تھے (سورج نکلنے کا وقت تھا) کہ سورج (عجیب وغریب) چمک دمک (اور حیرت انگیز) روشنی (اور شعاعوں) کے ساتھ نکلا (آج کی روشنی ہر دن کی روشنی سے نئی نرالی، پُر رونق نور علیٰ نور) اس سے پہلے کبھی اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا (ہم سب دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہے تھے) کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں تشریف لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل کیا بات ہے جو سورج اس آب تاب کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے اس سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج معاویہ بن معاویہ لیثی (یہ بڑے صالح اور جلیل القدر صحابی تھے) کا مدینہ شریف میں انتقال ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے بھیجے ہیں آپ نے فرمایا یہ عزت وتکریم کس لئے کی گئی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا وہ بکثرت سورۂ اخلاص رات دن چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے پڑھا کرتے تھے آپ اگر فرمائیں تو میں زمین کھینچ کر آپ کے سامنے کر دوں تاکہ آپ بھی ان کا جنازہ پڑھیں (اور وہ آپ کی دعائے مستجاب سے مستفیض ہوں) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہتر ہے۔ جبرئیل نے پَر مار کر سب کچھ ہٹا دیا کوئی چیز درمیان میں حائل نہ رہی جنازہ آپ کے سامنے آ گیا آپ نے ملاحظہ فرمایا اور (ستر ہزار) فرشتوں کی دو جماعتیں (صفیں) پیچھے نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ اس حدی کو ابن سعد اور بیہقی نے ایک اور طریق سے عطاء ابن ابی میمونہ سے اور ابو یعلیٰ نے انس سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ فقہیہ

مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ نے نجاشی بادشاہ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور وہ حبشہ میں تھا (احناف کے نزدیک آپ اس کے جنازہ کو دیکھ رہے تھے) تفسیر خازن میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے حبشہ تک حجاب اُٹھا دیئے تھے حضور اکرم ﷺ نے اس کے جنازہ کو دیکھ کر نماز ادا فرمائی۔

مشرق ومغرب کا چپہ چپہ

حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اُٹھادیئے ہیں میں نے زمین کے مشرق ومغرب (چپہ چپہ) کو دیکھا۔

آنے والے حالات

محدثین کی جماعت نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے اس کا مشرق ومغرب دیکھا جس قدر زمین سمیٹی گئی میری امت اس کی مالک ہوگی۔ (کنز العمال)

مزار والے کا حال

ابن مردویہ نے سلیمن تیمی سے اورانہوں نے حضرت انس اورابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی سیر (معراج) کرائی (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

قافلے والوں کا حال

بخاری اور مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (واقعہ معراج کے عجائبات ملکی وملکوتی اور اسرارِ لاہوتی وماہوتی اور قابلِ اظہار اور بیت المقدس وغیرہ میں نے بیان کئے) تو قریش نے میری تکذیب کی (جھٹلایا اور بیت المقدس اوراپنے قافلے کے متعلق سوالات کئے) تو میں مقام حجر میں کھڑا ہوگیا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا میں نے اس کی ایک ایک چیز تفصیل سے بیان کردی اوران کے قافلہ کا حال اور مقام اور مکہ پہنچنے کا وقت تک بتادیا۔ (بخاری مسلم)

غیبی نور

بخاری نے تاریخ میں اورابونعیم اورابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد کی طرف آیا تو مسجد میں کچھ لوگ ہاتھ اُٹھا کر دعا کررہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے میں نے عرض کیا آپ اللہ دعا فرمائیں کہ وہ نور مجھ کو بھی نظر آئے آپ نے دعا فرمائی پس میں نے بھی اس (نور) کو دیکھا۔

شیطان کی بدحواسی

ابن ماجہ اور ابو داؤد نے عباس بن مرداس سے روایت سے کیا آپ نے شب عرفہ میں اپنی امت کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جواب ملا میں نے ظالم کے سوا سب کو بخشا میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا آپ نے عرض کیا کہ تو بے نیاز ہے اگر چاہے تو مظلوم کو جنت میں کوئی اچھا درجہ اس کی مظلومی کے عوض عطا کر دے اور ظالم کو بخش دے مگر یہ عرض رات بھر قبول نہ ہوئی آپ ہنسنے لگے یا مسکرا دیئے (راوی کو شک ہو گیا ہے) حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں۔ ارشاد فرمایا ابلیس دشمنِ خدا کو جب معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کو بخش دیا (تو میں نے دیکھا) اپنے سر پر مٹی ڈال رہا ہے اور سخت حسرت وافسوس سے واویلا کر رہا ہے اس کی جزع فزع کو دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ (ابن ماجہ، ابو داؤد)

ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں عمر سے تمام شیاطین از قسم جن وانس فرار اختیار کرتے ہیں (یعنی ڈر کر بھاگتے ہیں) (ترمذی)

امت کے لئے آنے والے فتوحات

امام احمد اور نسائی نے براء بن عاذب سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے جب ہم کو مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک پتھر ایسا ظاہر ہوا جس پر تمام کدال (اوزار کی ایک قسم) بیکار ثابت ہوئے اس واقعہ کی اطلاع آپ کو دی گئی آپ تشریف لائے اور کدال پکڑا بسم اللہ کہہ کر ایک کاری ضرب لگائی کہ پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا کہ مجھے شام کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ خدا کی قسم میں اس وقت شام کے شہروں کے سُرخ محلات دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو پتھر کا دوسرا تہائی حصہ بھی ٹوٹ گیا آپ نے پھر ایک نعرہ لگایا اور فرمایا مجھے فارس کے خزانوں کی چابیاں بھی دے دی گئیں خدا کی قسم میں اس وقت فارس کے دار السلطنت کی سفید (چونہ گچ کی) عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے تیسری ضرب بسم اللہ پڑھ کر لگائی تو بقیہ تہائی پتھر چکنا چور ہو گیا تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور فرمایا مجھے یمن کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں خدا کی قسم میں اس وقت صنعاء (ملک یمن کا دار السلطنت ہے) کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں (جہاں تک میں نے دیکھا ہے) میری امت مالک وقابض ہو گی اور نسائی کی دوسری "لا بصر" کی جگہ "رایتها بعینی" ہے (یعنی میں نے شام اور فارس اور یمن کے محلات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے)

جبرئیل کی آمد ورفت

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دن مکہ شریف

میں حضور اکرم ﷺ اپنے گھر کی دیوار کے نیچے رونق افروز تھے اتفاقاً عثمان بن مظعون وہاں سے گزرا اور آپ کو دیکھ کر مسکرایا آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھتا کیوں نہیں اُس نے کہا بہتر اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور گفتگو کرنے لگا اپنے چشمانِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھائیں اور ایک ساعت آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر آہستہ آہستہ اپنی نظر کو نیچا کرنے لگے یہاں تک کہ اپنی داہنی طرف نظر کو ٹھہرا دیا اور عثمان بن مظعون کی طرف سے پھیر کر جدھر اپنی نظر تھی ہو گئے اور سر کو آگے کی طرف جھکا دیا جیسے کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی کی بات بڑے غور اور توجہ سے سنتا ہے۔عثمان بن مظعون یہ دیکھتا رہا جب آپ ادھر سے فارغ ہوئے تو پھر پہلے کی طرح کھلی آنکھوں سے آپ کی نظر رفتہ رفتہ نیچے سے اوپر کو بلند ہوتی ہوئے آسمان پر جا لگی پھر کچھ دیر بعد آپ عثمان کی طرف مثل سابق متوجہ ہوئے۔عثمان نے آپ کا اسم گرامی لے کر کہا اس سے پہلے میں نے آپ کو کبھی ایسے کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج دیکھا آپ نے فرمایا تو نے کیا دیکھا۔عثمان نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔آپ نے فرمایا تو کچھ سمجھا کہا ہاں۔آپ نے فرمایا میرا یہ فعل جبرئیل کی آمدورفت کے لئے تھا (یعنی میں نے اُسے اترتے دیکھا تو اس کے ساتھ میری نظر بھی نیچی ہوتی گئی پھر جب وہ اوپر گئے تو میری نظر بھی اونچی ہوتی گئی) عثمان نے عرض کیا وہ آپ سے کیا کہہ گئے ہیں۔آپ نے فرمایا بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتے داروں کا حق دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور ممنوعات اور سرکشی سے نصیحت فرماتا ہے تم کو تا کہ تم نصیحت پکڑو۔عثمان کہتے ہیں کہ یہ سن کر ایمان نے میرے دل میں جگہ پکڑ لی اور آپ کی محبت دل میں بیٹھ گئی۔

ذاتِ حق کا دیدارِ حق

امام احمد نے ابن عباس سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے رب عزوجل کو دیکھا ہے۔

طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے ایک بار دل کی آنکھ سے۔

ابن عباس یہ بھی روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت عکرمہ بن ابو جہل کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا فرمایا ہاں (آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا)

بزار نے بطریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔عکرمہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے (بطریقہ تعجب پوچھا کیا یہ صحیح ہے) حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا (ابن عباس نے) کہا ہاں (دیکھا) سرفراز کیا گیا موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے، ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے حضور اکرم ﷺ کو دیدارِ باری تعالیٰ سے۔

نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل تم کو سلام کرتا ہے میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ جو کچھ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ (مسلم شریف)

عقیدہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جو کچھ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عقیدہ ظاہر فرمایا ہے یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقائد کی ترجمانی ہے جیسا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آخری حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی زوجہ کریمہ کو بھی دیکھ رہے ہیں تو اسی وقت جبرئیل علیہ السلام کو بھی۔اسی لئے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جبرئیل علیہ السلام کے جواب کے بعد اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا کہ جو کچھ آُ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے بلکہ خود سرورِ عالم ﷺ نے خود امت کو اسی طرح عقیدہ کا ارشاد فرمایا

انی اری ما لاترون وانی اسمع و مالا تسمعون. (بخاری)

جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔

یوں تو مانتے ہو

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بے شمار افراد ایسے ہیں جو بیک وقت ہر وقت شش جہات کو دیکھتے سنتے ہیں۔

(۱) ملک الموت (ان کی رؤیت، علم، شنوائی) کے مخالفین بھی قائل ہیں۔تفصیل فقیر کے رسالہ ''ملک الموت اور حاضر وناظر'' میں ہے اسی شرح حدائق کی سابقہ جلدوں میں بھی تفصیل آچکی ہے۔

(۲) فرشتہ جو حضور اکرم ﷺ کے سرہانے خدام کی طرح کھڑا ہے بیک وقت اور ہر وقت تمام امت کو دیکھ رہا ہے اور ان کے درود وسلام سن کر نام بنام بارگاہِ رسول ﷺ میں پیش کر رہا ہے۔

فائدہ

یہ فرشتہ حضور اکرم ﷺ من حیث الخادم گنبد خضراء میں آپ کے سرہانے ہر وقت ہر آن حاضر کھڑا ہے اس کا طول وعرض کی تفصیل فقیر کی تصنیف ''فرشتے ہی فرشتے'' میں دیکھئے۔

(۳) حور بہشت میں اور ''مقصورات فی الخیام'' پردوں میں ہے جب دنیا میں کسی بہشتی مومن کا اپنی زوجہ سے جھگڑا ہو جاتا ہے عورت مرد کو بُرا بھلا کہتی ہے تو اس مومن بہشتی کی نامزد حور عورت کو کوستے ہوئے فرماتی ہے کہ میرے شوہر کو دکھ نہ دے۔ (بخاری و مشکوٰۃ کتاب النکاح باب المعاشرہ ملخصاً)

(۴) جب بندہ کہتا ہے یا اللہ بہشت دے اس کے لئے بہشت عرض کرتی ہے یا اللہ اسے عطا فرما دے ایسے ہی بندہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسے پناہ دے۔ (کنز العمال)

یہ چند حوالے اس لئے عرض کئے ہیں کہ مذکورہ بالا اشیاء کو بینائی و شنوائی منجانب اللہ عطا ہے اور مخالفین کو تسلیم ہے لیکن شرک کا شائبہ تک نہیں اور یہی امور انبیاء اولیاء کے لئے شرک کیوں؟

پانچ سو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

حل لغات

دو گام، دو قدم۔ آس، امید، آرزو، اولاد، بھروسہ، توقع، حمل، پناہ۔ شنوائی، سماعت، سننا۔

شرح

اے حبیب مکرم ﷺ آپ کے لئے پانچ سو سال کی راہ ایسے ہے جیسے دو قدم۔ اس سے ہمیں امید لگ گئی ہے آپ کی سماعت تیز ہے آپ ہماری فریاد بھی سن لیں گے۔

اس شعر میں پانچ سو سال کی راہ میں ان احادیث کی طرف اشارہ ہے جو پہلے آسمان کی باتیں حضور اکرم ﷺ سنیں اور آسمان کی پانچ سو سال کی مسافت کا ذکر بھی احادیث مبارکہ میں ہے۔

پانچ سو سال کی راہ

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس آسمانِ دنیا کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ''اللہ ورسولہ اعلم'' اللہ اور اس کا رسول بہتر جاننے والے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بینکم وبین خمس مائة عام — یہ کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔

انتباہ

اس سے یہ نہ سمجھیں کہ آپ (ﷺ) صرف اسی پہلے آسمان تک جانتے یا سنتے ہیں بلکہ اسی حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ سے پہلے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس آسمان کے اوپر کیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ بھی اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ہی جانے تو فرمایا

سماء ان بعد ما خمس مائة سنة

دو آسمان ہیں یعنی اس آسمان کے اوپر جو دوسرا آسمان ہے ان دونوں آسمانوں کے درمیان کی پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ساتوں آسمان تک گنتی فرماتے ہوئے یہی فرمایا کہ ہر دو آسمان کے درمیان پانچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ساتویں آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ بھی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو فرمایا اوپر عرش ہے اور ساتویں آسمان سے عرش تک کا راستہ بھی پانچ سو برس کا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۲)

دوگام

مذکورہ بالا پانچ سو سال حضور اکرم ﷺ کی شان تو بلند و بالا ہے۔ یہ آپ کی سواری (براق) نے شب معراج کر دکھلایا اور جبرائیل علیہ السلام بلکہ تمام ملائکہ کرام کی پرواز سے کون ناواقف ہے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُه خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ المعارج، آیت ۴)

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

فائدہ

ملائکہ کی پرواز کی تفصیل فقیر اُویسی غفرلہ کی کتاب ''فرشتے ہی فرشتے'' میں پڑھیئے۔

اولیاء کرام کی پرواز

دوگام کو نہ سمجھے گا جسے نبوت وولایت کی پرواز سے انکار ہے ورنہ اصطلاح شرع میں اس کا نام طی المکان ہے جو اللہ نے انبیاء واولیا علیٰ نبینا وعلیہم السلام کو عطا فرمائی ہے اس کے لئے دلائل دینے کی ضرورت ہی نہیں۔

قرآن مجید

حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلیمان علیہ السلام کے صحابی ہیں ان کی طی المکانی کی تصریح قرآنِ مجید میں ہے جب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پارہ ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۳۶ تا ۳۸)

سلیمان نے فرمایا اے درباریوں تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

فائدہ

اس آیت سے دل کی معلومات حاضر و ناظر ہونا معلوم ہوا کیونکہ آصف نے کسی سے نہ پوچھا اور آناً فاناً تاوزنی تخت کے لانے والے جبرائیل علیہ السلام نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قوتِ ملکی سے وہ تخت نہ آیا نہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت سے جیسا کہ " اَنَا اٰتِیْكَ " معلوم ہوتا ہے بلکہ آصف بن برخیا کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولی کامل پھر نبی پھر نبی خاتم النبیین کی طاقت کا کیا عالم ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے۔ اس آیت کی تحقیق و تفصیل فقیر کی تفسیر ''فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان'' میں دیکھئے۔

اڑھائی قدم

حضرت خواجہ سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنے گھر کے صحن میں آدھے آدھے قدم اُٹھا کر کبھی آگے کبھی پیچھے کو آتے جاتے خدام نے پوچھا تو فرمایا لوگ کہتے ہیں عرشِ الٰہی اڑھائی قدم ہے میرے لئے آدھا قدم بھی نہیں بنتا۔

سیرانی قدس سرہ

ہمارے پیر و مرشد خواجہ محکم الدین سیرانی اُویسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز مدینہ پاک میں ظہر کی کراچی تو عصر کی نماز بہاولپور میں ادا فرماتے یہ تمام طی المکانی کے قاعدہ میں سمجھئے۔

حضرت خواجه غلام فرید چاچڑاں شریف قدس سره

آپ نے اپنے کلام میں فرمایا

تھل مارو دا او کھا پینڈا تھیسم ھك پلانگھ

یعنی عرش الٰہی کا طویل اور مشکل سفر میرا ایک قدم ہے۔

فائده

تھل سے مراد عرش اور مارو سے محبوب اور اوکھا پینڈا مشکل سفر، ہک پلانگ ایک قدم۔

اس بحث کو تفصیلی طور پر دیکھنا ہو تو فقیر کے رسالے خوب ہیں (۱) ولی اللہ کی پرواز (۲) الانجلاء فی تطور الاولیاء۔

شنوائی

مصرعہ ثانی کا حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

تسمعون اطت السماء وحق لها ان تئط ليس فيها موضع اربع الا وملک

واضع جبهته ساجدا لله. (خصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ٦٧ و حجۃ اللہ علی العالمین)

میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چوکتا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چوکے کیونکہ آسمان پر ایک جگہ چپہ بھی خالی نہیں جس پر کوئی فرشتہ اپنا ماتھا رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔

فائده

پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آسمان تک کی راہ پانچ سو برس کی ہے دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ آسمان کی بات حضور اکرم ﷺ نے زمین پر سن لی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ نے پانچ سو برس کی آواز سن لی یہی ہمارا مدعا ہے۔

دور سے سننا

انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کا دور سے سننا نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت اور واقعتاً ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کا واقعہ سورۂ نمل شریف میں بیان فرمایا کہ جب آپ کا تخت وادیٔ نمل پر پہنچا تو چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے گھر میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالے سلیمان اور اس کا لشکر بے خبری میں۔ اس کے بعد فرمایا

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا . (پارہ ۱۹،سورۃ النمل، آیت ۱۹)

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا

فائدہ

سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی آواز سنی اگر حضرت سلیمان علیہ السلام دور سے چیونٹی کی آواز سن سکتے ہیں تو امام الانبیاء والمرسلین بھی اپنے گنبد خضریٰ میں ہمارا درود وسلام سن سکتے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے عالم ارواح میں تمام روحوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز سنی۔ تفسیر روح البیان جلالین میں زیر آیت ''وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ'' ۱۷،سورۃ الحج، آیت ۲۷ میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہوئے تمام روحوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو حج کے لئے آؤ۔ احادیث میں ہے قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں سب نے وہ آواز سن لی جس نے لبیک کہا وہ ضرور حج کریگا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتا یہاں تو دوری کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کو سن لیا۔

فائدہ

مقامِ غور ہے کہ اگر روحوں کے لئے دور سے سننا جائز ہے تو روحِ کائنات ﷺ کے لئے ناجائز کیوں؟ یہ عجیب منطق ہے اب احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ قریب و بعید برابر سنتے ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

قال رسول اللہ ﷺ انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون. (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۷)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔

مصرعہ ثانی کے مطابق سابقاً حدیث اس سے ملا لیں اور یہ کمال ہمارے نبی پاک ﷺ کے لئے ایک معمولی امر ہے آپ کی اعلیٰ الشان کا یہ کمال تو بچپن مبارک بلکہ شکم مادرِ کریمہ میں سے حاصل تھا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دے آپ جب گھوارے میں تھے چاند آپ کے اشارے

پر چلتا تھا۔ آپ انگلی سے جس طرف اشارہ کرتے چاند جھک جاتا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں چاند سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کی آپ تو اس دن چھل روزہ تھے آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا فرمایا چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا میں اس کی تسبیح کی آواز کو سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں میں ان کی تسبیح کی آواز کو سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ (ملخصاً)

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۳، زرقانی علی المواہب جلد ۱ بیہقی ابن عساکر، مجموعہ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۹۷۔ عبدالحی لکھنوی)

فائدہ

اس حدیث میں غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کی قوتِ سماعت کا یہ حال ہے کہ شکم مادر میں رہ کر لوحِ محفوظ پر چلتے ہوئے قلم کی اور عرش کی نیچے تسبیح پڑھنے والے کی آواز کو سنتے تھے تو آج گنبد خضریٰ میں رہتے ہوئے ہم غلاموں کے درود و سلام کی آوازیں نہیں سنتے یقیناً سنتے ہیں۔

فریاد جو امتی کرے حالِ زار میں — ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ممکن ہو

انتباہ

جس ذات کی ابتدائی زندگی کا حال ہے ان کے آنے والے لمحات کا کیا کمال ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ لَلاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰیؕ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

اسی بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہماری ہر فریاد سے آگاہ ہیں چنانچہ خود بھی اپنی شنوائی کا حال خود بتایا۔

محمد بن سلیمان الجزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب دلائل الخیرات شریف کے خطبہ میں فرماتے ہیں

قیل لرسول اللہ ارایت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالھما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی و اعرفھم. (دلائل الخیرات)

حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک اور آپ سے دور رہنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے تو فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

لطیفہ

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ انبیاء و اولیاء کے دور سے سننے کو شرک کہتے ہیں وہ شرک کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ

اللہ کی کوئی صفت غیراللہ کے لئے ماننا شرک تو بقول ان کے نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ دور ہے (ورنہ شرک کیسا) حالانکہ وہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ کما قال اللہ تعالٰی

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ٥ (پارہ ٢٦، سورۂ ق، آیت ١٦)

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

توحید یا توہین

ناظرین غور فرمائیں کہ ان کے ایسے استدلال سے اللہ کی توحید مان رہے ہیں یا اس کی توہین کر رہے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے

جب خدا عقل لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

حل لغات

ہلا، مانوس از ہلنا بمعنی حرکت کرنا، لرزنا، مانوس ہونا، عادی ہونا۔ باندھا، پابند از باندھنا بمعنی کسنا، جکڑنا، گرہ لگانا، لٹکانا، مقرر کرنا، تھامنا، روکنا، گرفتار کرنا، اثر روکنا، نظم میں لانا، گھیرنا، ارادہ۔ توانائی، زور طاقت۔

شرح

اے حبیب مکرم ﷺ چاند آپ کے اشارے پر مانوس ہے اور سورج آپ کے حکم کا پابند ہے واہ سبحان اللہ اے میرے شاہ آپ کی طاقت اور آپ کے زورِ بازو کا کیا کہنا۔

فائدہ

چاند اشاروں کا مانوس گذشتہ شعر میں اس کی حدیث گزری ہے سورج حکم کا پابند ہے اس کے متعلق اسی شرح حدائق شریف میں متعدد مقامات پر بحث ہو چکی ہے تفصیل کے لئے فقیر کے دو رسالے ''معجزہ شق القمر'' اور ''تحقیق رد